CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سلوک و تصوف کی

تربیت کی عملی ہدایات

حسنِ احوال

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ناشر

سبحان بکڈپو دہلی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلوک و تصوف کی تربیت کی عملی ہدایات

حُسنِ احوال

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

سول ایجنٹ

جیلانی بک ڈپو

۵۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

ناشر

سبحان بک ڈپو

دہلی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : حُسنِ اَحوال

مؤلف : ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب وتدوین : غلام نبی قادری

پروف ریڈنگ : حافظ محمد اعظم

قیمت : -/75

مطبع : سُبحان بُک ڈپو دہلی

ملنے کے پتے:

مکتبۂ شیخ العالم اولڈ عیدگاہ روڈ نیر مسجد شیخ العالم، اننت ناگ کشمیر

الہُدیٰ پبلیکیشنز ۱۰۶۲/ جی ایف فاٹک مفتی والان، تراہا بیرام خاں، دریا گنج، نئی دہلی ۲

عرشی ساڑی سنٹر، منڈی میر عالم پتھر گھٹی، حیدرآباد (اے پی)

شیخ محمد عثمان اینڈ سنس تاجران کتب، مدینہ چوک، گاؤکدل سرینگر

شاہ ہمدان بک ڈپو، کدلہ بل پانپور کشمیر

Distributed by:

Jilani BOOK DEPOT 523, Waheed Kutub Market, Matia Mahal, Jama Masjid Delhi-6, Ph.: 011-32799295 Mob.: 9350046577

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
باب اوّل	اطاعتِ الٰہی	
۱	اطاعتِ الٰہی سے مراد	۱۷
۲	کمال اطاعتِ الٰہی	۱۸
۳	اطاعت الٰہی کے دو بنیادی ارکان	۱۹
۴	ترکِ نواہی کمالِ اطاعت ہے	"
۵	اطاعت کی پہچان	۲۰
۶	لذتِ آشنائی	۲۱
۷	ایک وقت میں ایک اطاعت ممکن ہے	۲۲
۸	ثمرِ اطاعت	۲۳
۹	علی بن عثمان جلابی کا قول	۲۴
۱۰	سنت کو زندہ کرنا	۲۵
۱۱	تزکیۂ نفس	۲۶
۱۲	زجاج کا قول	۲۷
۱۳	اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابی اثرات	۲۷
۱۴	نیاز مندی	۲۸
۱۵	صوفیاء کی قسمیں	۲۹
۱۶	برگزیدہ بندے	۳۰
۱۷	طریقۂ مریدین	۳۱
۱۸	خاص ہدایت	۳۱

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۹	عبادات وطاعات میں مداومت اور مجاہدہ	۲۳
۲۰	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت	۲۴
۲۱	اہل صفہ کا فقر	؍
۲۲	ظاہر و باطن کو یکساں پایا	۲۵

باب دوم محاسبۂ نفس

۱	محاسبۂ نفس کا مفہوم	۳۹
۲	مجاہدۂ نفس کی تعریف	۴۲
۳	نفس کی بنیادی صفات	۴۳
۴	نفس کی حالت میں تبدیلی	۴۴
۵	نفس کی آزمائش	۴۷
۶	افعالِ نفس کی اقسام	؍
۷	مجاہدۂ نفس کی بحث	۵۰
۸	حکایت	۵۴
۹	نفس کا حسد سے پاک ہونا	؍
۱۰	حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے	۵۵
۱۱	ترکِ حسد کی دوا زہد ہے	؍
۱۲	علماء حاسد ہوتے ہیں	۵۷
۱۳	ترکِ شہوات	۵۸
۱۴	حقیقی دشمن کون ہے؟	۵۹
۱۵	سعادت کا راز	۶۰
۱۶	سفیان بن عینیہ کا قول	۶۱
۱۷	عابد کب کامل ہوتا ہے	۶۲
۱۸	زاہد کی جنگ خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے	۶۳

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۹	ترکِ طعام	۶۳
۲۰	صالحین کا مذہب بھوک ہے	۶۴
۲۱	صاحبِ شہوات گرفتارِ عذاب ہوتا ہے	۶۵
۲۲	حضرت عمر کا قول	"

باب سوم زہد و ورع

۱	زہد کی تعریف	۶۹
۲	زہد کی اقسام	"
۳	حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی	"
۴	حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روش	۷۰
۵	زاہد عالم ناپید ہیں	۷۲
۶	علماء کے اقوال	۷۳
۷	حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	۷۴
۸	دنیا شیطان کی دوکان ہے	۷۵
۹	ابراہیم بن ادھم کی دعا	۷۶
۱۰	دنیا مردار ہے	۷۷
۱۱	ورع	۷۹
۱۲	حقیقی ورع کی تعریف	"
۱۳	ورع کی اہمیت	۸۰
۱۴	ورع کی مثال	"
۱۵	ورع کے بغیر فقہ بے فائدہ ہے	۸۱
۱۶	حضرت عمر بن عبد العزیز کا ورع	"
۱۷	مثالیں	"
۱۸	بشر حافی کی بہن اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ	"

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۹	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول	۸۱
۲۰	امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ورع	۸۲
۲۱	بکار بن قتیبہ کا ورع	؍؍

باب چہارم اخلاص

۱	اخلاص کیا ہے	۸۹
۲	علم اور عمل میں اخلاص	؍؍
۳	عالم با عمل یقیناً ولی ہوتا ہے	۹۰
۴	آدمی مخلص کب ہوتا ہے	؍؍
۵	ریا کاری کی مذمت	؍؍
۶	ریا کاری کی علامتیں	۹۱
۷	ریا کی صورتیں	؍؍
۸	نیتِ صالحہ میں ریا کو دخل نہیں	؍؍
۹	حضرت علی کا قول	۹۴
۱۰	علماء کا ریاء کاری سے پرہیز	؍؍
۱۱	علماء کے آداب	۹۶
۱۲	عالم بے عمل کی مذمت	؍؍
۱۳	دنیا طلب عالم ذلیل ہوتا ہے	۹۷
۱۴	ریا کاری کا علاج نفس کی مخالفت ہے	۹۸
۱۵	نیکیوں کو مخفی رکھنا اخلاص کی علامت ہے	۹۹
۱۶	ریا کار عالم کی علامت	؍؍
۱۷	علم کو عمل کی غرض سے طلب کرو	۱۰۰
۱۸	آئمہ اربعہ کے اقوال	۱۰۴

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۹	اخلاص کی پہلی شرط ترکِ نفاق ہے	۱۰۳
۲۰	دوسری شرط - ظاہر و باطن کی یکسانیت	۱۰۴
۲۱	تخلی عمل سب سے بہتر ہے	″

باب پنجم حسنِ محبت

۱	محبت کا جامع مفہوم	۱۰۹
۲	مثال	″
۳	بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مفہوم	۱۱۰
۴	اللہ تعالیٰ سے بندوں کی محبت کا مفہوم	۱۱۱
۵	اللہ سے بندوں کی محبت کے درجات	″
۶	پہلا درجہ	۱۱۲
۷	دوسرا درجہ	″
۸	دونوں میں افضل درجہ	″
۹	محبت کی اقسام	۱۱۳
۱۰	محبت آثاری	″
۱۱	محبت افعالی	۱۱۴
۱۲	محبت صفاتی	″
۱۳	حکایت	۱۱۵
۱۴	محبت ذاتی	″
۱۵	مجازی و حقیقی محبت کا تقابل	۱۱۶
۱۶	دل، جان اور باطن کا قربِ حق	″
۱۷	زیارت کعبہ مظہرِ حسنِ محبت ہے	۱۱۷
۱۸	جلوۂ محبوبِ حق حسنِ محبت کی دلیل ہے	۱۱۸
۱۹	عاشق کی پہچان	۱۲۰
۲۰	حکایت	″
۲۱	حبِ خدا کی نشانی	۱۲۰

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب ششم خوف

۱	خوف کیا ہے؟	۱۲۵
۲	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خوفِ الٰہی	۱۲۶
۳	ملائکہ کا خوفِ الٰہی	۱۲۸
۴	مقربینِ بارگاہِ الٰہی کے خوف کی چند مثالیں	؍؍
۵	اہل اللہ کے ہاں خوف و رجاء کی حالت	۱۲۹
۶	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول	۱۳۰
۷	بابا فرید کا قول	؍؍
۸	حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول	۱۳۱
۹	حضرت حسن بصری کی حالت	؍؍
۱۰	حضرت شیخ عبداللہ خفیف کا حال	۱۳۳
۱۱	امامِ اعظم اور خوفِ الٰہی	؍؍
۱۲	ہلاکت کے اسباب	؍؍
۱۳	ابلیس کی بدبختی اور حضرت آدم علیہ السلام کی سعادت	۱۳۴
۱۴	فرمانبردار اور نافرمان کی علامات	۱۳۵
۱۵	کراماً کاتبین انسان کے ارادے کیسے لکھتے ہیں	۱۳۶
۱۶	حضرت بشر حافی کا قول	۱۳۷
۱۷	گناہگاروں کا	؍؍
۱۸	ذکرِ قیامت پر خوف الٰہی	۱۳۸
۱۹	یزید رقاشی کی نصیحتیں	؍؍
۲۰	تلاوتِ قرآن کا اثر	۱۳۹
۲۱	ایک ایمان افروز واقعہ	۱۴۱
۲۲	لمحۂ فکریہ	؍؍

باب ہفتم رجاء

۱	رجاء کی تعریف	۱۴۷

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۲	رجاء اور تمنا میں فرق	۱۴۸
۳	خوف و رجاء کا باہمی تعلق	〃
۴	صحت رجاء کی علامت	〃
۵	خوف و امید کی حالت رکھو	۱۵۰
۶	رجاء کی علامت کثرتِ عبادت ہے	۱۵۲
۷	قبولیتِ دعا کی امید رکھو	۱۵۳
۸	ناامیدی گناہ ہے	۱۵۴
۹	اہلِ رجاء کا تفاوت	۱۵۵
۱۰	رجاء واقع ہونے کی شرائط	۱۵۶
۱۱	خوف و رجاء میں فرق	۱۵۷
۱۲	اہلِ یقین کا وصف رجاء ہے	۱۵۸
۱۳	خوشخبری سناؤ	۱۵۹
۱۴	رجاء کی صورتیں	۱۶۰
۱۵	حرف آخر	۱۶۲

باب ہشتم صبر اور شکر

۱	صبر کا مفہوم	۱۶۵
۲	عمل پر صبر	〃
۳	ایذاء پر صبر	۱۶۶
۴	حکم پر صبر	〃
۵	مومن کی علامت	۱۶۸
۶	صبر کے چار ستون	۱۶۹
۷	شکر	۱۷۰
۸	شکر پر ایک عجیب انعام	۱۷۱
۹	شکر میں مشاہدہ کے دو مقام	۱۷۲

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۱۰ پہلا مقام ۱۷۲
۱۱ دوسرا مقام ۱۷۳
۱۲ ہر وقت شکر کرتے ہیں "
۱۳ صبر اور شکر میں افضل کون ۱۷۴
۱۴ نوٹ ۱۷۵

باب نہم
حُسنِ ادب

۱۔ ادب کی اقسام ۱۷۹
۲۔ پہلی قسم "
۳۔ حضرت بایزید بسطامی کا طریقۂ ادب ۱۸۰
۴۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بارگاہِ الٰہی میں ادب ۱۸۱
۵۔ ادب کی دوسری قسم "
۶۔ ادب کی تیسری قسم ۱۸۲
۷۔ ادب کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام "
۸۔ اہلِ دنیا ۱۸۳
۹۔ اہلِ دین "
۱۰۔ خواص "
۱۱۔ احادیث کی روشنی میں ادب کی فضیلت "
۱۲۔ ادب کی فضیلت پر اقوال ۱۸۴
۱۳۔ شیخ یوسف بن الحسین کا قول "
۱۴۔ شیخ ابو الحسن النوری کا قول ۱۸۵
۱۵۔ شیخ عبد اللہ بن مبارک کا قول "
۱۶۔ ادب کی اہمیت کی وجہ ۱۸۶
۱۷۔ پاسِ ادب ۱۸۷
۱۸۔ سیدی علی خواص کی کسرِ نفسی ۱۸۸
۱۹۔ اہل روزہ دار کون ہے؟ ۱۸۹
۲۰۔ ظالموں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے "
۲۱۔ حضرت سفیان ثوری کا قول ۱۹۰

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

باب دہم اصلاح احوال کیلئے ضروری خصائل

۱۔ سات ضروری خصائل ۱۹۵
۲۔ "ارادہ" کی مدد کے لئے چار ضروری چیزیں ۱۹۶
۳۔ بھوک زہد کی کنجی ہے ۱۹۷
۴۔ شب بیداری ۱۹۹
۵۔ خاموشی کے فوائد ۲۰۰
۶۔ خاموشی کی فضیلت پر صوفیائے کرام کے اقوال ۲۰۲
۷۔ خاموشی کے فوائد احادیث مبارکہ کی روشنی میں ۲۰۴
۸۔ خاموشی کی فضیلت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان ۲۰۵
۹۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول ؍؍
۱۰۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا قول ؍؍
۱۱۔ خلوت کی اہمیت ۲۰۶
۱۲۔ احادیثِ مبارکہ میں خلوت کی اہمیت ؍؍
۱۳۔ حضرت سفیان ثوری اور حضرت بسر بن حارث کا قول ۲۰۷
۱۴۔ بھوک کے فوائد ؍؍
۱۵۔ بھوک کے بارے میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ؍؍
۱۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ۲۰۸
۱۷۔ حضرت ابو محمد کا قول ؍؍
۱۸۔ حضرت سہل کا قول ؍؍
۱۹۔ ایک عارف کی نصیحت ؍؍
۲۰۔ حضرت حسن بصری ۲۰۹
۲۱۔ حضرت ثوری سے منقول ؍؍
۲۲۔ حضرت مکحول کا قول ۲۱۰
۲۳۔ کثرتِ کلام گناہوں کی جڑ ہے ۲۱۱
۲۴۔ احادیث مبارکہ میں کثرت کلام کی ممانعت ؍؍
۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت ۲۱۲

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

۲۶	حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹے کو نصیحت	۲۱۳
۲۷	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	"
۲۸	غیبت ایک مذموم فعل	"
۲۹	غیبت کی مذمت میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	"
۳۰	عوام سے میل جول کے نقصانات	۲۱۴
۳۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان	"
۳۲	حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان	۲۱۵
۳۳	ضعفِ یقین باعث ہلاکت ہے۔	۲۱۷
۳۴	توبہ میں رکاوٹیں	"
۳۵	حضرت سفیان ثوری کا قول	"
۳۶	ایک صالح بزرگ کا قول	"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر۱

اطاعتِ الٰہی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اطاعتِ الٰہی سے مراد

اطاعتِ الٰہی یہ ہے کہ بندہ خود کو فرمانِ الٰہی کے مطابق ڈھال لے' اپنا سر تسلیم حکمِ خداوندی کے سامنے جھکا دے۔ زندگی کے جملہ امور امرِ ایزدی کے تابع کر دے اور ہر اعتبار سے اللہ رب العزت کا مطیع اور فرماں بردار ہو جائے اگر انسان کی زندگی اس طرح ہر وقت ہر لحاظ سے اللہ کے حکم کے تابع رہے تو اسے اطاعت الٰہی کہا جائے گا

قرآن حکیم میں اطاعت الٰہی کا متعدد بار صراحتہً یا اشارۃً ذکر آیا ہے مثلاً"

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (النساء ۴ : ۵۹)

اللہ اور اس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حاکم ہیں ان کا حکم مانو

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○ (الاحزاب ۳۳ : ۷۱)

اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گا وہ بڑی مراد پائے گا (دیدارِ الٰہی سے نوازا جائے گا)

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ (النور ۲۴ : ۵۲)

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں تو یہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (آل عمران ۳ : ۱۳۲)

اور اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

اسی طرح قرآن حکیم کی اس آیت میں اشارۃً" اطاعت کا ذکر یوں فرمایا گیا ہے

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ (التوبہ ۹ : ۱۱۱)

بیشک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے عام طور پر یہ مفہوم لیا جاتا ہے کہ اسمیں اللہ کی راہ میں جان

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ومال قربان کرنے کا ذکر ہے یعنی جہاد بالنفس اور جہاد بالمال کا حکم ثابت ہوتا ہے آیت کا یہ مفہوم بالکل بجا اور درست ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہاں اطاعتِ الٰہی کا ایک لطیف اشارہ موجود ہے اور وہ ہے کمالِ اطاعتِ الٰہی کا تصوّر۔ آیئے اس تصور کو قدرے تفصیل سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کمالِ اطاعتِ الٰہی

جب اللہ پاک نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور مال خرید لئے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور بک گئے اور ان کا اپنا کچھ نہ رہا۔ مالک تو وہ ذات پہلے بھی تھی مگر اس نے اپنے بندوں پر یہ خصوصی کرم فرمایا کہ ان کے جان و مال اپنے حسبِ ارشاد اپنی شان کے لائق خرید لئے تو اب ان کا ذاتی کچھ نہ رہا جس پر وہ ملکیت کا دعوٰی کر سکیں اب ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی کوئی گنجائش باقی رہےگی اور نہ ہی اپنی خواہشات کا کوئی دخل۔ گویا اس بندۂ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف اپنی آرزو، اپنی تمنا، اپنی سوچ، اپنی فکر اور اپنی مرضی کا کوئی جواز باقی نہ رہا۔ کیونکہ جو بک جائے اس کا اپنا کچھ نہیں رہتا سب کچھ مالک کا ہو جاتا ہے۔ الغرض یہ آیۂ مبارکہ اس طرح اطاعتِ الٰہی کے معیارِ کمال کی نشاندھی کر رہی ہے کہ جب بندہ اپنا سب کچھ خداوند قدوس کے حضور پیش کر دے اور اسکی محبت کا اقرار کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں بک جائے تو اس کا ایک قدم بھی اپنی خواہشِ نفس سے نہیں اٹھتا بلکہ ہر لحہ اور ہر آن فرماں برداری میں گزرتا ہے۔ اللہ کی راہ میں جان ومال خرچ کرنے کا مفہوم بیان کرتے ہوئے شیخ ابو طالب مکی اپنی کتاب قوت القلوب میں رقم طراز ہیں

"چنانچہ اہلِ محبت نے اموال کو جانوں میں داخل کر کے خدا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں عمدہ قرار دے کر خرید لیا اب محبت کی علامت یہ ہے کہ ربِّ کائنات نے ان سے جان ومال خرید لیا فروخت کی علامت یہ ہے کہ ان سے الگ ہو گئے اب جب کہ انہوں نے ان چیزوں کو لپیٹ کر الگ کر دیا تو اب اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے دلوں میں کچھ خواہش نہ رہی تو خداوند تعالیٰ نے انہیں خرید لیا"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اطاعتِ الٰہی کے دو بنیادی ارکان

تعمیلِ اوامر، ترکِ نواہی

جس طرح ہر چیز کو کمال تک پہنچانے کیلئے اس کے چند مقتضیات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح اطاعتِ الٰہی کے بھی دو تقاضے ہیں۔ اور یہی اس کے بنیادی ارکان ہیں جن پر عمل کئے بغیر اطاعت ممکن نہیں۔

اطاعتِ الٰہی کا مطلب اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننا اور اپنی زندگی میں عملاً نافذ کرنا ہے اللہ جل شانہ کا فرمان کبھی امر کی صورت میں صادر ہوتا ہے اور حکم ہوتا ہے کہ اے میرے بندے فلاں کام کر اور کبھی فرمانِ الٰہی نہی کی صورت میں صادر ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے میرے بندے اس کام سے رُک جا جس طرح تعمیلِ اوامر اللہ کی اطاعت ہے اسی طرح ترکِ نواہی بھی اطاعتِ الٰہی کا بنیادی رکن ہے

ترکِ نواہی کمالِ اطاعتِ الٰہی ہے۔

یہاں خاص طور پر جو بات قابلِ ذکر ہے وہ یہ کہ اطاعت میں حکم کی تعمیل یعنی امر کو مان لینا قدرے آسان ہوتا ہے لیکن وہ چیز جس سے عمر بھر کیلئے منع کر دیا گیا ہو اس سے رکنا خاصا مشکل معلوم ہوتا ہے اسی لیے عرفاء فرماتے ہیں۔

"اطاعت تو یہ ہے کہ انسان امر کی اطاعت کرتا رہے لیکن کمال اطاعت یہ ہے کہ جس شئے سے اللہ رب العزت نے روکا ہے زندگی بھر بھول کر بھی اس کی طرف قدم نہ اٹھائے۔"

ربِ ذوالجلال نے کئی چیزوں سے منع فرمایا ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ منع کرنے کے باوجود انسانی طبیعت ان کی طرف مائل ہوتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ وہ کام کیا جائے ایسے میں حکمِ الٰہی کے سامنے اپنی پسند کو قربان کرنا اور خواہشاتِ نفسانی کی عدم تعمیل ہی اطاعت ہوگی اس لیے صوفیاء نے نواہی کے ترک کرنے والے کو شہید کا درجہ دیا ہے چنانچہ شیخ ابو طالب کسی بزرگ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں افضل ترین نیکی یہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہے کہ انسان نیکیوں پر استقلال دکھائے اور نیکی پر استقلال دکھانا نیکی کو ستر گنا تک بڑھاتا ہے لیکن برائیوں سے پرہیز پر استقلال دکھانے پر سات سو گنا اجر ملتا ہے۔ گویا وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے قائم مقام ہے اس لئے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امتحان میں ڈالا گیا تو اس پر نفس کے کتے کا دباؤ پڑا مگر اس نے خواہشات کو ترک کر دیا اور نفس کو چھوڑ دیا جس کی وجہ سے اس کی نیکیوں میں سات سو گنا اضافہ ہو گیا ترک مخالفت کے باعث اس میں محبت ثابت ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتٰنِ ۔ (الرحمٰن ۵۵، ۴۶)

اطاعت کی پہچان

کسی شخص کی اطاعت و محبت کو پرکھنے کیلئے یہی کافی ہے کہ ایک طرف مال و دولت کے ڈھیر، امارت وسیاحت کی دل فریبیاں، جاہ ومنصب اور عزت و عظمت کی تمام تر رعنائیاں مل کر اس کے دامن دل کو کھینچ رہی ہو۔ اور دوسری طرف اسے اپنے رب سے محبت کی تڑپ، اس سے حیاء، خوف اور جذبہ اطاعت —۔ ان چیزوں سے بے نیاز کر رہا ہو تو وہ ان تمام دنیوی رغبتوں کو ٹھکرا کر اپنے اللہ کی محبت اپنا لے۔ کامل اور سچے مطیع و محب کی یہ پہچان ہے کہ وہ دنیا کی بڑی سے بڑی چیز کو جو اسے اپنے محبوب کی اطاعت سے باز رکھے، پائے حقارت سے ٹھکرا دے اور اپنے محبوب کی رضا جوئی کیلئے ہمہ وقت مستعد رہے اور زبانِ حال سے کہے۔

میرے اللہ! جب میں تیرے ہاتھوں بک کر تیرا ہو گیا تو پھر یہ سب کچھ تیری رضا کیلئے چھوڑتا ہوں بلکہ بندۂ مومن تو دنیا و آخرت کی ہر نعمت کو اپنے محبوب کے سامنے حقیر سمجھتا ہے اس کے دل کو اللہ کی محبت کا نشہ اپنی طرف یوں متوجہ رکھتا ہے کہ غیرِ محبوب کا خیال بھی اس کے قریب سے نہیں گزرتا اور حقیقت میں یہی وہ کیفیت ہے جسے توحیدِ خالص کہا جا سکتا ہے۔ اقبال نے اسی لیے توحید کا یہ معیار بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

انسان جب بحرِ توحید میں غرق ہو جاتا ہے تو اس پر اللہ کی محبت واطاعت کا ایسا نشہ طاری ہوتا ہے کہ وہ دنیا کی ساری نعمتیں بھول جاتا ہے اس کی نگاہ میں کسی شئے کی قدر وقیمت باقی نہیں رہتی حتیٰ کہ اپنے کھانے پینے اور جسم کے دیگر لوازمات سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔

لذتِ آشنائی

ماسوی اللہ سے ایسی بے نیازی صرف اللہ کے خاص بندوں کی شان ہے ورنہ ہر کوئی از خود ایسا نہیں کر سکتا یہ بات اس وقت تک سمجھ میں نہیں آتی جب تک کوئی اللہ کا بن کر اور اس کے ہاں فروخت ہو کر نہ دیکھے، اس سے آشنائی کی لذت سے لطف اندوز نہ ہو جائے اور اپنے تن من پر اس کی اطاعت کا جذبہ وارد نہ کر لے۔ دو عالم کی ساری دولتیں یونہی تو نہیں ٹھکرائی جا سکتیں۔ جب تک دل اللہ رب العزت کی محبت سے لبریز نہ ہو جائیں نہ تو محبت کا نشہ طاری ہو سکتا ہے اور نہ ہی اطاعت الہٰی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور جب انسان اس لذت آشنائی سے مخمور ہو جائے تو دنیا کی ہر چیز سے ناشناسائی ہو جاتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

جب یہ لذتِ آشنائی نصیب ہو جائے تو بندۂ مومن خود بخود توکّل علی اللہ کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے اور پھر ایسے ایمان والوں کیلئے فرمایا جاتا ہے

وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (النحل ۱۶: ۹۹)

اور وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

مراد یہ ہے کہ انہیں اللہ کے سوا ہر چیز کا بھروسہ ختم ہو جاتا ہے انہیں کسی کے سہارے یا بھروسے کی امید ہو بھی کیسے کہ ان کا ایمان اللہ پر اس قدر غیر متزلزل ہو جاتا ہے کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دنیا کی کوئی طاقت انہیں ایک لمحہ کیلئے بھی اپنی طرف راغب نہیں کر سکتی وہ اطاعتِ الٰہی کے بعد کسی اور کے مطیع نہیں رہتے۔

ایک وقت میں ایک اطاعت ممکن ہے

اللہ جل شانہ کی اطاعت کے بعد کسی کو یہ ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ کسی اور در کی طرف دیکھے اور اگر بالفرض وہ کسی اور کا مطیع بھی ہو اور اللہ کی اطاعت کا دم بھی بھرتا ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی اطاعت خالص نہیں ہے اس لیے کہ اطاعت ایک وقت میں ایک ہی کی ہو سکتی ہے، بندہ رب کا مطیع ہوگا یا دنیا کا دوستو! اگر ہم یہ چاہیں کہ اللہ کی اطاعت بھی جاری رہے اور دنیا کی عارضی اطاعتیں اور رغبتیں بھی ہوتی رہیں، ہم وقتی آقاؤں کو بھی خوش کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے اطاعت کا دعویٰ بھی کریں تو یہ ناممکن ہے ہماری حالت تو یہ ہے کہ،

اے چمن والو! چمن میں یوں گزارہ چاہیے
باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

اگر ہم چمنِ ہستی کے خالق کو بھی خوش رکھیں اور اس کے اُجاڑنے والے شیطان فطرت لوگوں کو بھی راضی رکھیں اور یہ سوچیں کہ دونوں اپنی اپنی جگہ۔خوش رہیں تو یہ ناممکن ہے۔ ظاہر ہے ایک خوش رہے گا یا دوسرا، دنیا میں توشاید یہ کام چل جائے کہ دونوں طرف انسان ہوتے ہیں لیکن اللہ کی بارگاہ میں یہ دھوکہ کیسے چل سکتا ہے؟

اے نادان انسان! اگر تو ایسا کرے گا.تو یاد رکھ یہ دھوکہ رب کے ساتھ نہیں بلکہ اپنی ذات کے ساتھ کرے گا پس یا تو اللہ کو منا لے یا دنیا کے جھوٹے بتوں کے آگے جھک جا۔ مال ودولت کی حرص اور دنیا طلبی کے لالچ میں اہلِ دنیا کی پیروی کر یا اللہ کی محبت واطاعت کا راستہ اختیار کر لے۔ ان دونوں راستوں میں سے جسے تو چاہے اختیار کر سکتا ہے مگر یاد رکھ! اگر اللہ کو راضی رکھنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ غیر اللہ کی رضا جوئی بھی جاری رکھے گا تو اللہ کی رضا اور اس کی محبت وبندگی تجھے نصیب نہیں ہو سکے

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

گی اور اگر اہلِ دنیا کی بجائے رب کو منا لے گا اس کے ہاتھوں اپنی ہستی کا سودا کر لے گا۔ اور اس کی اطاعت میں اپنے آپ کو غرق کر دیگا تو دنیا اور اس کی تمام مخلوق خود بخود تیرے پیچھے دوڑے گی۔

ثمرِ اطاعت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اطاعتِ الٰہی کا مندرجہ بالا فلسفہ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ اَطَاعَہٗ کُلُّ شَیْءٍ

جو اللہ کا مطیع ہو جائے کائنات کی ہر چیز اس کی مطیع ہو جاتی ہے۔

مدعا یہ ہے کہ جو اطاعتِ الٰہی کا حق ادا کرتا ہے پوری کائنات اس کیلئے مسخر ہو جاتی ہے پھر زمانی و مکانی قرب وبعد اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے اس لیے کہ وہ اطاعت گزار بندہ خدا کے رنگ میں رنگا جاتا ہے اور جس پر خدا تعالیٰ کا رنگ چڑھ جائے اسکے سامنے سب رنگ ماند پڑ جاتے ہیں اور ہیچ دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی خود گواہی دے رہا ہے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (البقرہ ۲ : ۱۳۸)

اور اللہ سے بہتر رنگ دینے والا کون ہو سکتا ہے

زمین و آسمان کی وسعتیں سمٹ کر اس کے قدموں میں آجاتی ہیں پھر کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اس کے سینے میں پوری کائنات سما جاتی ہے جس کی طرف علامہ اقبالؒ نے یوں اشارہ فرمایا ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

انہوں نے بندۂ مومن کے اس مقامِ مرتضیٰ کو مقامِ فقر قرار دیتے ہوئے فرمایا

فقرِ مومن چیست تسخیرِ جہات
بندہ از تاثیرِ او مولا صفات

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان جلابی کا قول

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا احبس حواسک اپنے حواس کو اپنے قبضہ میں رکھنا ہی مکمل مجاہدہ ہے اس لئے کہ تمام علوم کا حصول انہی پانچ دروازوں سے ہوتا ہے۔ ایک دیکھنے سے دوسرا سننے سے، تیسرا چکھنے سے، چوتھا سونگھنے سے اور پانچواں چھونے سے۔ یہ پانچوں حواس علم و عقل کے سالار ہیں۔ ان میں چار کے لئے تو ایک ایک مقام مخصوص ہے اور پانچواں تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے۔

آنکھ دیکھنے کا مقام ہے کہ وہ رنگ و اجسام کو دیکھتی ہے، کان سننے کا مقام ہے کہ خبر اور آواز کو سنتا ہے، زبان ہر چیز کو چکھنے کا مقام ہے کہ وہ مزہ اور بے مزہ کو پہچانتی ہے، ناک سونگھنے کا مقام ہے کہ وہ خوشبو اور بدبو کو سونگھتی ہے اور پھر چھونے کے لئے کوئی خاص مقام نہیں ہے وہ تمام جسم میں پھیلا ہوا ہے اور انسان کے تمام اعضاء میں نرمی و سختی اور گرمی و سردی کا احساس ہوتا ہے۔ کسی چیز کا علم ایسا نہیں جسے انسان حاصل کرنا چاہے اور وہ ان پانچ دروازوں میں سے کم از کم کسی ایک سے حاصل نہ ہو بجز بدیہی باتوں اور حق تعالیٰ کے الہام کے۔ ان میں کسی قسم کی آفت و خرابی جائز نہیں ہے اور نہ اس کے لئے حواس خمسہ کی ضرورت ہے اور ان پانچوں حواس کے لئے صفائی اور کدورت ہے چنانچہ علم و عقل اور روح کے لئے قدرت کو دخل ہے اور نفس و خواہش کے لئے بھی۔ کیونکہ یہ طاعت و معصیت اور سعادت و شقاوت کے درمیان سبب و آلہ مشترک ہے لہٰذا حق تعالیٰ کی ولایت واختیار سننے اور دیکھنے میں یہ ہے کہ وہ سچی بات سنے اور دیکھے۔ اسی طرح نفس کے لئے کہ وہ جھوٹی بات سنے اور شہوت کی نگاہ سے دیکھنے کا خواستگار رہے۔ اور چھونے، چکھنے اور سونگھنے میں ولایت حق تعالیٰ یہ ہے کہ وہ حکم الٰہی کے موافق اور سنت مصطفوی کی متابعت میں ہو۔ جامع ترمذی میں ایک حدیث پاک جو حضرت انس بن مالک سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یا بنی ان قدرت ان تصبح وتمسی لیس فی قلبک غش لاحد فافعل ثم قال لی یا بنی وذلک من سنتی ومن احیا سنتی فقد احیانی ومن احیانی کان معی فی الجنۃ (ترمذی، ۲: ۹۲)

"اے فرزند اگر تم میں یہ صلاحیت ہے کہ تمہاری صبح وشام کسی جانب بغض و کدروت سے پاک ہو تو اس پر عمل کرو پھر حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ اے فرزند! یہ میری سنت ہے جس نے میری سنت کو زندہ رکھا گویا اس نے مجھے زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

یہ سب سے بڑی عزت اور فضیلت ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو عطا فرمائی ہے جو آپ کی سنت کو زندہ کرتا ہے۔ اس سلسلے میں صرف صوفیاء کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے اس سنت کو زندہ کیا کیونکہ کھوٹ اور کینہ سے ان کے سینے پاک ہیں اور ان کی جوھر شناسی اور پرکھنے کا یہی سب سے بڑا معیار ہے۔

سنت کو زندہ کرنا

صوفیا اس سنت کو اس وجہ سے زندہ کر سکے ہیں کہ وہ دنیا کے طالب نہیں اور انہوں نے دنیا کو صرف دنیا داروں کیلئے چھوڑ دیا ہے کیونکہ کینہ اور نفاق دنیا کی محبت اور جاہ پرستی کا نتیجہ ہے جسے صوفیائے کرام چھوڑ بیٹھے ہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا ہے:

"ہمارے طریقے پر وہی چل سکتے ہیں جنہوں نے اپنی روح کی غلاظت کو اس کی کوڑی سے جھاڑو دے کر صاف کیا ہو۔"

جب ان کے دلوں سے دنیا کی محبت اور جاہ پرستی دور ہو گئی تو صبح وشام کسی وقت بھی ان کے دلوں میں کسی کے خلاف کینہ باقی نہ رہا۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ "جنہوں نے روح کی غلاظت کو اس کی کوڑی سے جھاڑو دے کر صاف کیا ہو" تو ان الفاظ میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اپنے آپ کو بہت عاجز سمجھتے ہیں اپنے آپ کو دوسرے مسلمانوں سے ممتاز نہیں سمجھتے بلکہ اپنی ذات کو کمتر سمجھتے ہیں

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

اس طرح ان کے دل سے کینہ اور نفاق دور ہو گیا۔

تزکیۂ نفس

حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مذکورہ بالا الفاظ کا ہماری محفل میں تذکرہ ہو رہا تھا تو ہمارے ساتھیوں میں سے ایک درویش نے کہا "میں ان الفاظ کو اس طرح سمجھتا ہوں کہ اس عبارت میں کوڑی (غلاظت گاہ) سے مراد نفوس ہیں کیونکہ وہی ہر گندگی اور غلاظت کا ٹھکانہ ہیں جیسا کہ غلاظت گاہ ہوتی ہے ۱۲ غلاظت کو روحانی نور کے جھاڑو دے کر صاف کیا جاتا ہے جوان کے نفوس تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ صوفیاء کی روحیں مقامِ قربِ الٰہی میں ہوتی ہیں اوران کا نور جب نفس میں سرایت کرتا ہے تو انکا نفس بالکل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔ اس میں سے کینہ، فریب، نفاق اور حسد کی برائیاں نکل جاتی ہیں گویا روح کے نور سے اس میں جھاڑو دے دی گئی ہے۔ جیساکہ اللہ رب العزت اہلِ جنت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ (الحجر ۱۵: ۴۷)

ہم نے ان کے دلوں سے کینہ نکال دیا ہے اور وہ بھائی بن کر آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہیں۔

جناب ابو حفص کا قول ہے "ان دلوں میں کیسے کینہ باقی رہ سکتا ہے جو اللہ کی محبت اور اس کے ذکر سے لذت حاصل کرتے ہیں ایسے قلوب نفسانی خیالات اور طبائع کی تاریکیوں سے پاک ہیں۔ بلکہ ان کی آنکھوں میں نورِ توفیق کا سرمہ لگا ہے اس لیے وہ سب بھائی بھائی ہو گئے ہیں اس کے بر عکس عام لوگوں کی نفسانی صفات سنت کے خلاف حجاب بنی ہوئی ہیں اس لئے وہ زبانی، عملی اور روحانی طریقوں سے رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ نہیں کر سکتے لہٰذا جب نفس کی صفات تبدیل ہو جائیں گی تو اس وقت پردہ اٹھ جائے گا۔ اسی وقت ہر کام میں رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحیح پیروی ہو سکے گی اور خدا بھی ضرور ان سے محبت کرنے لگے گا جیساکہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران ۳ : ۳۱)

فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے۔

اس آیتِ مبارکہ نے محبوب سبحانی، عارفِ لامکانی، محبوبِ کبریا احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو خدائی محبت کی نشانی قرار دیا کہ جو لوگ نبیؐ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے زیادہ اتباع کریں گے وہ خدا کی محبت سے زیادہ بہرہ ور ہوں گے۔

زجاج کا قول!

اِس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے زجاج علیہ الرحمۃ اپنے موقف الطاعت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ان تقصدوا طاعتہ فافعلوا ما امرکم بہ اذ محبۃ العبد للہ والرسول طاعتہ لهما ورضاہ بما امرا ومحبۃ اللہ لهم عفوہ عنهم وانعامہ علیهم برحمتہ ویقال الحب من اللہ عصمۃ وتوفیق ومن العباد طاعۃ (الشفاء حصہ دوم ص۵۴۸)

اگر تم اللہ کی محبت کا دم بھرتے ہو تو اسکے احکام کی تعمیل بھی کرو کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کے احکام کی تعمیل کی جائے اور ان کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کی جائے اور اللہ کا بندے کو محبوب رکھنے سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کی لغزشوں سے در گزر فرماکر اپنے انعام سے سرفراز فرماتا اور اعمال خیر کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انقلابی اثرات

صوفیائے کرام مسلمانوں کی وہ جماعت ہے جو اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ کامیاب ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے آپ کے اقوال مبارکہ کی مکمل پیروی کی ہے آپ نے جس بات کا حکم دیا انہوں نے اس کی تعمیل کی اور جس بات سے روکا

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اس سے باز رہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (الحشر ۵۹:۷)

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہیں دے (حکم دیں) لے اسے اختیار کرو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔"

اس کے بعد انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع، کثرتِ عبادت، نماز اور روزہ وغیرہ میں بھی کی چنانچہ اقوال وافعال میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے وہ نہ صرف اخلاقِ رسولؐ سے متصف ہو گئے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و کیفیات کا ایک بڑا حصہ بھی خوف الٰہی، سکونِ قلبی، رعب و ہیبت، تعظیم و توقیر، رضا و صبر اور زہد و توکل کی صورت میں عطا ہوا۔ اس طرح انہوں نے اتباعِ رسول کی تمام اقسام کی تکمیل کر لی اور آپ کی سنت کو زندہ کر کے اسے انتہائی درجہ تک پہنچایا۔

نیاز مندی :-

چنانچہ ایک صوفی کو اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کا نیاز مند رہتا ہے اور ہمیشہ اس کا سائل رہتا ہے مگر خدا کا مخلص سائل بننے کی یہ صفت صرف اسی بندے میں پائی جا سکتی ہے جس کا باطن معرفت کی صفائی سے کھل گیا ہو اور اس کا سینہ نورِ یقین سے روشن ہو بلکہ اس کا دل قربِ الٰہی تک جا پہنچا ہو۔ اور اس کا باطن خدا کی ہم کلامی کی لذت سے خلوت نشین ہو گیا ہو۔ لہٰذا اس کے نفس کی حیثیت ان چیزوں کے درمیان ایک محکوم قیدی کی سی رہ جاتی ہے اس تمام ربط وضبط کے باوجود ایک صوفی نفس کو ہر برائی کا مرکز سمجھتا ہے اور اس سے آگ کی طرح ڈرتا ہے کیونکہ اگر اس کی ایک چنگاری بھی باقی رہ گئی ہو تو وہ تمام دنیا کو جلا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں نفس بہت جلد برائی کی طرف لوٹ سکتا ہے اور اس میں بہت جلد انقلابی تبدیلی واقع ہونے کا مادہ موجود ہے۔

بہر حال یہ خدا کی عین لطف و عنایت ہے کہ اس نے ایک صوفی کو ان باتوں کی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

معرفت عطا فرمائی اور بڑی حد تک اِسی طرح ان کا انکشاف کرایا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا گیا تھا۔ لہٰذا وہ ہمیشہ اپنے آقا کے پاس نفس کی شرارتوں سے تنگ آکر بارگاہ الٰہی میں صدقِ دل سے التجا اور دعا کر کے معرفت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ الغرض صوفی اس کے مطالعہ سے ایک لحظہ بھی غافل نہیں رہتا۔ بلکہ اس کی وجہ سے خدا کے پاس ہر وقت موجود رہتا ہے اس طرح یہ اسے معرفتِ خداوندی سے ہمیشہ وابستہ رکھتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا۔

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (کشف المحجوب ص۱۷۱)

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

یہ ربط وضبط ویسا ہی ہے جیسا رات کے پہچان لینے کے بعد دن کی شناخت کی جاتی ہے لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کو اس صوفی اور درویش عالم کے سوا اور کون زندہ کر سکتا ہے جو راہِ تقویٰ پر مضبوطی سے گامزن ہے۔ مزید برآں صوفی کے بغیر کون ایسا ہے جو اس کے جذبہ اور اسکی کیفیت کو معلوم کر سکے۔ کیونکہ اس کی دائمی نیاز مندی اسے بارگاہِ الٰہی سے ہمیشہ وابستہ رکھتی ہے اور اسے پناہ دیتی ہے اس کی پناہ میں اس کی روح پر استغراقی کیفیت طاری ہوتی ہے اور مقامِ دعا کا طالب ہوتا ہے۔

ایسے موقعہ پر دل کی کشش زبانِ دل سے مقامِ دعا کی طرف ہوتی ہے۔ اس صورت میں نفس اپنے فانی مرکز سے ہٹ جاتا ہے اور اس کا نزول علمی مدارج میں ہوجاتا ہے اس کے ساتھ خدا کی حفاظت اور پشت پناہی اسکے شاملِ حال ہوتی ہے چنانچہ یہ خدا کے حسنِ تدبیر کا نتیجہ ہے کہ اس طریقہ سے انسان کا ضبطِ نفس ہو جاتا ہے اور کینہ 'نفاق' حسد ، عداوت اور دوسری تمام برائیوں کی آفات سے محفوظ رہتا ہے۔

صوفیاء کی قسمیں :۔

صوفیا کے تمام احوال پر دو چیزیں حاوی ہیں جس کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

گیا ہے۔
اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ۔ (الشوریٰ ۴۲ : ۱۳)
اللہ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرے اسے ہدایت دیتا ہے۔

اس آیت کے مطابق صوفیائے کرام کی دو قسمیں ہیں ایک جماعت وہ ہے جسے خدا نے محض برگزیدہ بنایا ہے اور دوسری وہ جسے اس شرط پر ہدایت دینے کا وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کی طرف رجوع کرے۔جنہیں خدا نے برگزیدہ بنایا انہیں ان کی اپنی کوشش کا کوئی دخل نہیں ہوتا وہ اس کے محبوب اور پیارے جذبے ہیں۔ انہیں خدا کی محض بخشش اور عنایت سے ان کی سابقہ محنت و مشقت کے بغیر ہدایت حاصل ہوتی ہے اور علمی ریاضت سے پیشتر ہی کشف حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ صوفیائے کرام کی ایک جماعت کا یہی حال ہوا کہ ان کے دلوں سے یک دم حجابات اٹھ گئے اور ایمان ویقین کے نور کی چمک دمک جلد نمودار ہوئی جس نے ان کی علمی قوت کو تیز تر کر دیا اور عملی زندگی سے لذت آشنا ہو گئے۔اس طرح اس روحانی زندگی سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو گئی۔ جس طرح فرعون کے جادوگروں کو ایک واقعہ کی بدولت یک دم ایک ایسا عرفانِ الٰہی نصیب ہوا کہ وہ فرعون کے عذاب اور تکالیف کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہو گئے اور کہنے لگے۔
لَنْ نُّؤْثِرَکَ عَلٰی مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ (طٰہٰ ۲۰ : ۷۲)
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہیں عنایتِ ازلی کی ہوائیں لگیں تو وہ سجدۂ شکر میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم تمام عالموں کے پروردگار پر ایمان لے آئے ہیں!

برگزیدہ بندے :۔

ہمیں ابوزرعہ ظاہر بن ابی الفضل نے اپنے مشائخ کے واسطہ سے حضرت ابو موسیٰ الرقاق کی اس روایت کی اجازت دی ہے وہ فرماتے ہیں "میں نے شیخ ابو سعید

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

الخراز سے یہ سنا ہے کہ اہلِ خالصہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے مولیٰ نے برگزیدہ کیا ان کیلئے نعمت مہیا کی انہیں کرامات کے قابل بنایا اور ان سے طلبِ حقیقت کی برکات ساقط کردیں۔ لہٰذا ان کی خدمت اور ان کا کام صرف یہی رہ گیا ہے کہ وہ ذکرو عشق اور اسکی مناجات سے لطف اندوز ہوں اور اسکے قرب میں رہ کر خلوت نشین ہوں" حضرت ابو سعید کی شاگرد فاطمہ نے جو جویریہ کے نام سے مشہور ہیں یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے شیخ فراز کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مرشد کامل زبردست صاحب حال ہوتا ہے اسکی حرکات اور خدمات میں خدا اسکی مدد فرماتا ہے اور وہ شواہد ونواظر سے محفوظ رہتا ہے۔

طریقۂ مریدین

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ صوفیائے کرام کے دو طریقوں میں سے ہے پہلا طریقہ مرشدین کا ہے اوردوسراطریقہ مریدین کا ہے جس کیلئے رجوع ہونے کی شرط ہے اور یہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

وَیَھْدِیْ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ۔ (الشوریٰ ۴۲ : ۱۳)

اور خدا اسے ہدایت دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے

ان سے کشف سے پہلے ریاضت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ۲۹ : ۶۹)

ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ گوناگوں ریاضتوں اور مجاہدات کی مشق کراتا ہے وہ تاریک راتوں میں بیدار رہتے ہیں اور دوپہر کی گرمی میں پیاسے ہوتے ہیں۔ طلب اور شوق کے شعلے ان کے اندر سلگتے رہتے ہیں اور انوارِ کامرانی کی راہ میں حجابات حائل ہوجاتے ہیں اس طرح وہ عقیدت مندی کی گرم ریت میں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور ہر عادت اور مانوس شے سے انہیں منہ موڑنا پڑتا ہے۔ اسی کا نام انابت ہے جو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کیلئے شرط قرار دی ہے یہ وہ شرط ہے جس کے بجالانے ہی پر انہیں ہدایت مل سکتی ہے مگر یہ وہ ہدایت ہے جس سے خالص افراد ہی بہرہ ور ہوتے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہیں۔ یہ عام ہدایت سے جو احکام و ممنوعات تک محدود ہے بہت مختلف ہے۔

خاص ہدایت :-

یہ عاشقِ صادق اور سالکِ طریقت مرید کا حال ہے ۔ اس لئے اس کی انابت اور توجہ عام ہدایت سے جداگانہ ہوتی ہے جس کا ثمرہ خاص ہدایت کی صورت میں برآمد ہوتا ہے اسے یہ ہدایت زبردست ریاضتوں اور مجاہدات کے بعد عطا ہوتی ہے وہ مشکلات کی تنگ وادی سے نکل کر آسانی کی وسیع فضا میں پہنچتا ہے اور ریاضت و مجاہدہ کی شورش سے نجات پا کر احوال کی پر سکون فضا میں آرام پاتا ہے لہٰذا صاحبِ کشف ہونے سے پہلے اسے ریاضت کرنی پڑتی ہے (یہ طریقہ مریدین کا ہے) مگر وہ لوگ جو مرشدِ کامل ہیں انہیں ریاضت و مجاہدہ سے پہلے ہی کشف حاصل ہو جاتا ہے۔

شیخ ابو الفتح محمد بن عبد الباقی نے اپنے مشائخ کے حوالے سے ابو محمد الحریری کی یہ روایت بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید بغدادی کو فرماتے سنا ہے "ہم نے تصوف کا علم قیل و قال کے ذریعے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا اور اس کی لذتوں اور تمام اچھی چیزوں کو ترک کر کے اور بھوکے رہ کر حاصل کیا ہے۔

شیخ محمد بن حفیف فرماتے ہیں ارادہ "مرید ہونا" طلبِ مقصد کیلئے دلی توجہ کا نام ہے اور اس ارادہ کی اصل حقیقت مسلسل جدوجہد اور ترکِ راحت میں مضمر ہے۔

شیخ ابو عثمان کا قول ہے مریدِ صادق وہ ہے جس کے قلب سے خدا کے سوا ہر چیز کی خواہش مر چکی ہو اس کی تمام توجہ خدائے واحد کی طرف مبذول ہو وہ صرف اسی کے قرب کا طالب و مشتاق ہو اور اپنے پرودگار سے اس کا دلی تعلق اس قدر بڑھا ہوا ہو کہ اس کے دل سے دنیا کی ہر خواہش فنا ہو چکی ہو۔ آپ ہی کا قول ہے مریدین کے قلب کا عذاب یہ ہے کہ معاملات و مقامات کی اصل حقیقت ان سے پوشیدہ ہو جائے اور ان کا برعکس انہیں نظر آئے۔

کسی بزرگ کا مقولہ ہے کہ جس نے اپنے نفس پر قول و فعل میں سنتِ نبوی کو حاکم " وہ حکمت کی بات کہتا ہے اور جس نے اپنے نفس پر اپنے قول و فعل ہیں۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خواہشِ نفسانی کو مسلط کیا اس نے بدعت کا ارتکاب کیا۔

حضرت بایزید بسطامی کی ایک حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک دن انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "آؤ ہم سب ساتھ چلیں تاکہ اس شخص کو دیکھیں جس نے اپنے آپ کو ولی مشہور کر رکھا ہے وہ شخص اپنے علاقہ میں زہد وعبادت میں مشہور و معروف تھا اس لئے ہم اس کی طرف روانہ ہوئے"۔ جب وہ اپنے گھر سے نکلا تو اس نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا یہ دیکھ کر حضرت بایزید بسطامی نے اپنے ساتھیوں سے کہا لوٹ جاؤ یہ کہہ کر آپ واپس چلے گئے اور اسے سلام تک نہ کیا آپ فرمانے لگے جب اس شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب پر پابند ہونے کا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا تو اس کے اس دعوے کا کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے۔کہ وہ اولیاء اور صدیقین کے مقام تک پہنچ گیا ہے۔ حضرت شبلی کے خادم سے دریافت کیا گیا کہ تم نے حضرت شبلی کی وفات کے موقعہ پر ان کے بارے میں کیا دیکھا۔ اس نے کہا کہ جب ان کی زبان بند ہو گئی اور پیشانی پر پسینہ بہنے لگا تو انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ نماز کیلئے انہیں وضو کراؤں میں نے انہیں وضو کرایا مگر ان کی داڑھی میں خلال کرنا بھول گیا آپ اس وقت میرا ہاتھ پکڑ کر میری انگلی اپنی داڑھی میں داخل کر کے خلال کرنے لگے۔ حضرت سہل بن عبداللہ نے فرمایا کہ ہر وہ جذبہ اور وجدانی کیفیت جس کی شہادت کتاب وسنت سے نہ ملے باطل ہے لہٰذا صوفیائے کرام کا طریقہ اور انکا حال یہی ہے جو ہم نے بیان کیا جو کوئی اس کے خلاف کسی اور حال کا دعوی کرے وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہے۔

عبادات و طاعت میں مداومت اور مجاہدہ :۔

اصحاب صفہ تقریباً چار سو مرد تھے ۔ مدینہ منورہ مین ان کا کوئی کنبہ نہ تھا۔ وہ سب مسجد نبوی میں اکھٹے رہتے تھے ۔ جیسا کہ صوفیاء خانقاہوں میں رہتے تھے۔ یہ اصحاب صفہ نہ زراعت کرتے تھے، نہ دودھ دینے والے مویشی رکھتے تھے، نہ تجارت کرتے تھے۔وہ دن کو ایندھن جمع کرتے اور گٹھلیاں پھوڑتے ، رات کو عبادت کرتے، قرآن مجید سیکھتے اور

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اس کی تلاوت کرتے۔خود رسول اللہ علیہ وسلم ان کے غم خوار تھے اور لوگوں کو ان کی امداد پر آمادہ فرماتے تھے۔آپ ان کے پاس بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔

مندرجہ ذیل آیات انہی کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَهٗ (الانعام ۶ : ۵۲)

اور اے پیغمبر ان لوگوں کو مت نکالو جو اپنے پروردگار کو صبح وشام پکارتے ہیں اور اس کی رضامندی کے خواہاں ہیں۔

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ ○ (الکھف ۱۸ : ۲۸)

تم خود ان لوگوں کے ساتھ صبر اختیار کرو جو پرودگار کو صبح وشام پکارتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی ○ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی ○ (عبس ۸۰ : ۲،۱)

آپ نے ترش روئی اختیار کی اور منہ پھیر لیا اسی وجہ سے کہ آپ کے پاس ایک اندھا آیا تھا۔

یہ بھی اصحاب صفہ میں سے تھے اور ان کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معتوب ہوئے۔ ظاہراً" عتاب تھا مگر باطناً" محبت کا خطاب تھا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت :۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان لوگوں (اصحابِ صفہ) سے مصافحہ فرماتے تھے تو ان کے ہاتھوں سے اپنا ہاتھ جلد نہیں کھینچ لیتے تھے۔ معاشی کفالت کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خوشحال لوگوں میں تقسیم کر دیا تھا۔کسی کے حصے میں تین تھے اور کسی کے حصے میں چار تھے مگر حضرت سعد بن معاذؓ ان میں سے اسیّ آدمیوں کو لے جا کر کھانا کھلاتے تھے۔

عن ابی ھریرۃ قال رایت سبعین من اھل الصفۃ یصلون فی ثوب فمنھم من یبلغ رکبتیہ ومنھم من ھو اسفل من ذلک فاذا رکع احدھم قبض علیہ مخافۃ ان تبدو عورتہ (الزھد امام احمد بن حنبل ص۱۳)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اہلِ صفہ کے ستر آدمیوں کو دیکھا جو ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھتے تھے-ان میں سے کچھ کے کپڑے گھٹنوں تک نہیں پہنچتے تھے جب ان میں کوئی رکوع کرتا تھا تو اپنے ہاتھ سے کپڑے کو پکڑ لیتا تھا تاکہ ایسا نہ ہو کہ ستر کھل جائے۔"

اہلِ صفہ میں سے ایک آدمی بیان کرتے ہیں کہ ہم اکٹھے ہو کر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے کثرتِ استعمال نے ہمارے پیٹ میں سوزش پیدا کر دی ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی تو منبر پر چڑھ کر فرمایا "لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کھجوروں نے ہمارے پیٹ کو جلا دیا ہے۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ کھجور اہلِ مدینہ کی خوراک ہے انہوں نے تمہاری اور ہماری اسی خوراک کے ذریعے امداد کی - اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے دو مہینے ہو گئے ہیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر سے روٹی پکانے کی وجہ سے کوئی دھواں نمودار نہیں ہوا اور وہاں بھی سوائے پانی اور کھجوروں کے اور کچھ نہ تھا۔"

ظاہر و باطن کو یکساں پایا :-

شیخ ابو الفتح محمد بن عبد الباقی نے اپنے مشائخ کی اسناد کے حوالوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بیان کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابِ صفہ کے پاس کھڑے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طرف ان کی غریبی اور مفلسی ملاحظہ فرمائی اور دوسری طرف یہ دیکھا کہ ان کے قلوب پاکیزہ اور مسرور تھے-اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اصحابِ صفہ! تمھیں خوشخبری ہو تم میں سے جو کوئی اس حالت میں قائم رہا جس حالت میں تم آج ہو اور وہ اپنی حالت پر خوش و خرم رہا تو قیامت کے دن وہ میرا ساتھی ہو گا۔"

کہا جاتا ہے کہ خراسان میں انہی میں سے کچھ لوگ غاروں میں رہتے تھے، وہ بستیوں اور شہروں میں آباد نہ ہوئے اسی لیے وہ خراسان میں شگفتیہ کے نام سے مشہور

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تھے۔ لشگفت اس غار کا نام تھا جہاں وہ رہتے تھے۔ اہل شام انہیں جو عیہ کہتے تھے کیونکہ وہ بھوکے رہتے تھے۔

قرآن کریم میں خداوند تعالیٰ نے نیک بندوں کی جماعتوں کا بار بار ذکر فرمایا ہے ایک جماعت کو ابرار کے نام سے مرسوم کیا گیا ہے۔ اور دوسری کو مقربین کہا گیا۔ انہی لوگوں کو صابرین، صادقین، ذاکرین اور محبوبین کے الفاظ سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ بہر حال صوفی کا لفظ تمام مذکورہ متفرق اسماء پر حاوی ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر۲

محاسبۂ نفس

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

محاسبۂ نفس کا مفہوم

حضور علیہ السلام نے فرمایا: احبس حواسک ٥

اپنے حواس کو اپنے قابو میں رکھ یہی محاسبۂ نفس ہے۔ حضرت ابو الحسن سری سقطی فرماتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی وہ زندہ رہا اور جس نے دنیا سے پیار رکھا وہ محروم رہا۔ احمق انسان صبح وشام ذلت ورسوائی اور عقلمند آدمی اپنے محبوب کا متلاشی رہتا ہے۔ محاسبہ نفس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۝ (الحشر ۱۸:۵۹)

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کیلئے آگے کیا بھیجا ہے۔

اس آیت میں دراصل گزشتہ اعمال کے بارے میں محاسبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا محاسبہ ہونے سے پہلے اپنے آپکا محاسبہ کرلو اور وزن ہونے سے پہلے اپنا وزن کرلو۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے نصیحت فرمائیے۔ فرمایا کیا تو نصیحت کا طلب گار ہے اس نے کہا ہاں فرمایا جب تو کسی بات کا ارادہ کرے تو اس کے انجام کو سوچ لے اگر اچھا ہو تو کر گزر اور اگر اس کا انجام سرکشی یا برائی ہے تو اس سے رک جا۔ روایت میں ہے کہ عقلمند کو چاہیے کہ اس کی چار گھڑیاں ہوں ایک گھڑی وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں صرف کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (النور ۲۴:۳۱)

اور اے ایمان والو تم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مکمل توبہ کرلو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو بار توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ توبہ یہ ہے کہ انسان غلطی کر کے ندامت کے ساتھ اس کو دیکھے اور توبہ کرلے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ○ (الاعراف ۷: ۲۰۱)

بے شک وہ لوگ جو پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان کا وسوسہ چھوتا ہے تو وہ نصیحت پکڑتے ہیں جب وہ دیکھنے لگتے ہیں۔

سیدنا عمر فاروقؓ کے بارے میں ہے کہ آپ جب رات کی تاریکی پھیل جاتی تو اپنے پاؤں کو اپنے درے سے ٹھوکر دے کر خود سے سوال کرتے بتا تو نے آج کیا عمل کیا؟ گویا آپؓ نفس کشی فرماتے۔

میمون بن مہران کا قول ہے کہ آدمی اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک وہ کام کے بعد اپنے شریکوں سے اپنا محاسبہ نہ کرالے یا خود اپنا محاسبہ نہ کرے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد گرامی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بوقتِ وصال فرمایا کہ مجھے لوگوں میں سب سے بڑھ کر محبوب سیدنا عمر فاروقؓ ہیں۔ آپ نے پھر پوچھا میں نے کیا کہا ہے میں نے آپؓ کے فرمان کو دہرا دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا میرے نزدیک عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ باعزت شخص کوئی نہیں ہے۔ گویا آپ نے ایک بات کہہ کر اس پر غور فرما کر دوسرے جملہ میں پہلے سے زیادہ تحسین کے کلمات ارشاد فرمائے۔

حضرت ابو طلحہ کے بارے میں ہے کہ ان کے گھنے باغ میں پرندوں کو نکلنے کا راستہ نہ ملا۔ آپ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے ان پرندوں نے آپ کی توجہ نماز سے ہٹا دی اور وہ رکعت بھول گئے۔ اس پشیمانی کی بدولت انہوں نے باغ صدقہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام کا واقعہ ہے کہ وہ لکڑیاں اٹھائے ہوئے بازار سے گزرے تو لوگوں نے کہا اے ابو یوسف تیرے گھر میں تو لکڑیاں موجود تھیں اور تیرے خادم، غلام بھی تیری خدمت کیلئے موجود ہیں تو اس نے جواب دیا میں اپنے نفس کا امتحان کر رہا ہوں کہ کہیں یہ ان کاموں کو برا تو نہیں سمجھتا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جناب حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہےکہ مومن اپنے نفس کا حکمران ہے وہ اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے تاکہ قیامت کو اس کا حساب آسان رہے۔ جو دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتے قیامت کو ان کا محاسبہ سخت ہوگا۔ پھر محاسبہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اچانک کوئی چیز مومن کے سامنے آ جاتی ہے۔ وہ کہتا ہے واللہ تو مجھے پسند ہے لیکن تیرے اور میرے درمیان حساب حائل ہے۔ یہ حساب کم از کم عمل کی مثال ہے اور جب مومن سے لغزش ہو جاتی ہے تو وہ خود کو ملامت کر کے کہتا ہے تیرا اس فعل سے کیا تعلق تھا اب میں بہانہ نہیں تراشوں گا انشاء اللہ یہ کام میں پھر نہیں کروں گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز امیرالمومنین حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہ اور میں مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ایک دیوار کے قریب پہنچے تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے اے عمر بن خطاب لے امیرالمومنین! سنبھل سنبھل، اللہ تعالیٰ کی قسم تجھے اللہ تعالیٰ سے ضرور ڈرنا ہوگا ورنہ وہ تجھے عذاب دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝ (القیامہ ۷۵:۲)

اور میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

اس کی تفسیر میں حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ مومن سے جب کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے تو وہ اپنے نفس کا تعاقب کرتا ہے کہ تیرا اس بات سے کیا ارادہ تھا. تیرا اس کھانے سے کیا مقصد تھا اور اس پہننے سے کیا مطلب تھا لیکن تو بدکار ہے کہ ہر کام کرتا چلا جاتا ہے اور اپنے آپ پر عتاب نہیں کرتا۔

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس طرح کے بندے پر رحم فرمائے گا جو خود کو کہے کیا تو ایسا تو نہیں؟ کیا تو ویسا تو نہیں؟ اور اس طرح کی باتوں سے اپنی خود مذمت کرلے اور اپنے نفس کو لگام دے کر کتاب اللہ کا پابند بنائے تو فائدہ ہو۔ یہ نفس پر عتاب کا طریقہ ہے۔ حضرت میمون بن مہران رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ متقی اپنے نفس کا ظالم بادشاہ اور بخیل حصہ دار سے زیادہ محاسبہ کرتا ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت ابراہیم التمی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے لیے یہ سمجھا کہ میں خود جنت میں ہوں اس کے پھل کھا رہا ہوں' اس کی نہروں سے پانی پی رہا ہوں اور حوروں سے ملاقات کر رہا ہوں۔ پھر میں نے خود کو سمجھا کہ میں دوزخ میں ہوں ، کانٹے دار تھوہر کھا رہا ہوں' پیپ پی رہا ہوں بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔ اس کے بعد میں نے نفس سے کہا بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ نفس نے کہا دنیا میں لوٹا دو تاکہ نیک اعمال کروں تو میری مراد پوری ہو جائے - اب تو دنیا میں ہیں عمل کر لو۔

مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجاج بن یوسف کو خطاب کرتے ہوئے سنا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے دوسروں کا محاسبہ کرنے سے قبل اپنا محاسبہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے وزن پر دھیان دیا اور اللہ تعالی اس پر رحم فرمائے جس نے اپنے اعمال کو میزان میں دیکھا۔حجاج ایسی باتیں کر رہا تھا کہ میں رو دیا۔

جناب احمد بن قیس رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ساتھی کی روایت ہے کہ وہ چراغ کے قریب آکر اس کی لو پر ہاتھ رکھ کر اس کی تپش محسوس کر کے خود سے مخاطب ہوتے اور کہتے اے موحد مسلمان یعنی حنیف تو نے آج یہ کام کیا؟ اور فلاں دن فلاں کام کیوں کیا تھا؟

مجاھدۂ نفس کی تعریف :

اللہ کیلئے اپنے نفس سے جہاد کرنا مجاہدہ ہے سیدنا یوسف علیہ السلام کے قول کی اللہ تعالی نے ہمیں خبر دی اور فرمایا۔

وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ ، (یوسف ۱۲ : ۵۲)

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں غوروفکر عبادت کی کنجی ہے اور درست کام کرنے کی نشانی یہ ہے کہ نفس اور خواہشات کی مخالفت کرے اور ان دونوں کی مخالفت ان کی خواہشات کو ترک کر دینے سے ہوتی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی نفس اور اس

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کی خواہشات کی مخالفت سے بہتر کسی طرح نہیں کی گئی۔ کسی بزرگ سے کسی نے پوچھا میں ساری دنیا سے الگ ہو کر حج کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا پہلے اپنے دل کو ہر قسم کے سہو سے نفس کو لہو ولعب سے اور زبان کو لغو باتوں سے الگ کر لو پھر جہاں چاہو چلے جانا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اے داؤد اپنے اصحاب کو اپنی خواہش کی چیز کھانے سے بچاؤ اس لیے کہ جو دل خواہشاتِ دنیا میں لگے رہتے ہیں ان کی روحیں مجھ سے حجاب میں رہتی ہیں۔ ایک آدمی کو لوگوں نے دیکھا کہ ہوا میں بیٹھا ہے کسی نے اس سے پوچھا تو نے یہ بات کیسے حاصل کی' جواب دیا' میں نے اپنی خواہشات کو ترک کیا۔ لہٰذا ہوا میرے حکم کے ماتحت کر دی گئی ہے۔ حضرت خواص رح فرماتے ہیں جس شخص نے کوئی خواہش ترک کی پھر اس کے دل کو کوئی چیز اس کے بدلے میں نہیں ملی تو سمجھ لو کہ وہ اس خواہش کو ترک کرنے میں جھوٹا ہے۔

نفس کی بنیادی صفات :۔

نفس کے تمام اخلاق وصفات کی دو بنیادیں ہیں اوّل غصہ اور جلد بازی دوئم طمع۔ اس کا غصہ جہالت کی وجہ سے ہے اور طمع حرص کی وجہ سے ہوتا ہے۔ طیش کی حالت میں نفس کو ایک ایسی گول گیند سے تشبیہہ دی گئی ہے جو ایک صاف اور چکنے مقام پر ہو۔ چنانچہ وہ اپنی وضع اور فطرت کے مطابق ہمیشہ متحرک رہتی ہے۔ حرص کی وجہ سے نفس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک پروانہ چراغ پر گرے اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہ کرتے ہوئے روشنی کے مرکز پر گر کر اپنے آپ کو ہلاک کر دے۔ طیش کا نتیجہ جلد بازی اور بے صبری ہے۔ حالانکہ صبر عقل کا جوہر ہے اور طیش نفس کی وہ بنیادی خامی ہے جس پر صبر ہی قابو پا سکتا ہے۔ عقل کے ذریعے خواہشوں کا قلع قمع ہوتا ہے اور یہ حرص و طمع ہے جس کے حضرت آدم علیہ السلام مرتکب ہوئے تھے کیونکہ حضرت آدم نے ہمیشہ رہنے کی آرزو کی تھی اور اس کے شوق میں شجرِ ممنوعہ کا پھل کھا لیا تھا۔

بعض نفسانی صفات کا تعلق انسانی پیدائش کے وقت سے ہوتا ہے۔ مثلاً" انسان

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خاک سے پیدا ہوا اس لیے آدمی میں جو ضعف اور کمزوری پائی جاتی ہے وہ خاک کی بدولت ہے۔ اس میں بخل کا مادہ گیلی مٹی کی وجہ سے ہوتا ہے اور شہوت پرستی جلی ہوئی چکنی مٹی سے پیدا ہوئی۔ جہالت کا وجود کھنکھناتی مٹی کی وجہ سے ہے۔ قرآن مجید میں یہ بھی آیا ہے۔

"وہ مٹی ٹھیکرے کی طرح ہو گئی تھی" اس لئے اس میں شیطنت بھی آ گئی ہے کیونکہ ٹھیکرا آگ سے بنتا ہے لہٰذا اس شیطنت کی بدولت اس میں مکر وفریب اور حسد کا مادہ موجود ہے۔

جو شخص نفس کی فطرت اور اصل سے واقف ہوا سے اس بات کا بخوبی علم ہوتا ہے کہ وہ خالقِ کائنات کی امداد کے بغیر ضبطِ نفس نہیں کرسکتا۔ اس لیے انسانیت کی تکمیل اسی وقت ہو سکتی ہے جب بندہ علم اور انصاف کے ذریعے حیوانی خواہشوں کا علاج کرے اور افراط و تفریط سے بچے۔ اسی صورت میں اس کی انسانیت اور اس کا مفہوم مستحکم ہوتا ہے۔ اسے شیطانی صفات اور مذموم اخلاق کو پہچان کر کمال انسانیت سے واقف ہونا چاہیے اور کبھی برے اخلاق اختیار نہیں کرنے چاہییں۔

انسان پر ان برے اخلاق کا انکشاف بھی ہونا چاہیے۔ جیسے برائی، تکبر، غرور اور خود بینی وغیرہ۔ اسے سمجھ لینا چاہیے کہ خالص بندگی یہی ہے کہ وہ اوصافِ ربانی کو چھیننا چھوڑ دے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام ازلی میں نفس کا تین طرح ذکر کیا ہے۔ کبھی اسے نفس مطمئنہ فرمایا ہے، کبھی نفس لوّامہ (ملامت کرنے والا) سے تعبیر کیا ہے اور کبھی نفس امارہ (برے کام کا حکم دینے والا) کے نام سے موسوم کیا ہے۔

نفس کی حالت میں تبدیلیاں :-

حقیقت میں نفس ایک ہی ہے مگر اس کی صفات مختلف ہیں۔ چنانچہ جب قلب کو مکمل سکون حاصل ہوتا ہے تو وہ نفس کو بھی سکون واطمینان کا لباس پہنا دیتا ہے۔ جب سکون سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے تو عین ایمان حاصل کرنے کے بعد قلب روح کے

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

مقام پر پہنچ جاتا ہے اور جب قلب روح کے مقام پر فائز ہو جائے تو نفس، قلب کا رخ کرتا ہے وہاں پہنچ کر اس کو کلّی اطمینان حاصل ہوتا ہے مگر جب اسے اپنے قدرتی مرکز اور طبعی خواہشوں سے اکھیڑ دیا جائے اور وہ اطمینان و سکون کے مقام کی تلاش میں بھٹکتا رہے تو اس وقت وہ نفسِ لوّامہ بن جاتا ہے اسی حالت میں وہ اپنے اوپر ملامت اس لیے کرتا ہے کہ وہ مقامِ سکون سے باخبر اور اسے دیکھے ہوئے ہے۔ اس کے بعد جب نفس اپنے اصل مقام کی طرف لوٹ جائے تو نفس امارہ بن کر برائی کا حکم دینے لگتا ہے۔

اگر وہ اپنے مقام پر پہنچ جائے جہاں علم و معرفت کا نور نہیں پہنچتا تو وہ اندھیرے میں لوگوں کو صرف برائی پر آمادہ کرنے لگتا ہے بلکہ ایسے مقام پر نفس و روح کا مقابلہ بھی ہوتا ہے۔ کبھی روحانی جذبات قلب پر غالب آجاتے ہیں اور کبھی نفسانی جذبات اس پر غلبہ ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ غفلت سے نقصان واضح ہوتا ہے اور آفاتِ نفس سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور نفس کی جبلت ہی حرکت پر ہے مگر اسے سکون کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں نفس کا امتحان ہے تاکہ یہ اپنے مولیٰ کی طرف توجہ رکھے اور اپنی قوتوں اور اپنے ماحول سے اعراض رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (البقرۃ ۲: ۱۳۲)

اور ہرگز نہ مرنا مگر یہ کہ تم مسلمان ہو۔

دن رات میں محاسبۂ نفس کے دو وقت مقرر کر لو

۱) نمازِ چاشت کے بعد گزشتہ رات کا محاسبہ کرو کہ کیا حالت رہی۔ اگر نعمت دیکھو تو شکر ادا کرو اگر کوئی آفت دیکھو تو استغفار کرو۔ اگر اپنے اندر اہلِ ایمان کے اوصاف پاؤ جن کی اللہ تعالیٰ نے مدح و توصیف فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار رہو اور فرحت محسوس کرو۔ اگر اپنے دل و حال میں منافقین کے اوصاف دیکھو یا جہلاء کے اخلاق پاؤ جن کی اللہ عزوجل نے مذمت فرمائی ہے اور ان پر اسکی ناراضگی ہے تو غمگین ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس سے توبہ کرو اور معافی چاہو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۲) سونے سے پہلے دوسرا محاسبہ کرو اور دیکھو کہ تمہارا دن کس قدر غفلت اور برائی میں گزرا۔اس میں تم نے کیا کیا اور کس کیلئے اعمال کیے۔ تم نے جو خاموشی اختیار کی یا سکون ترک کیا وہ کس کیلئے کیا؟ تمہاری حرکت و سکون سے تمہارے اخلاص و تکلف کا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر تم نے اللہ عزوجل کی خاطر حرکت و سکون اختیار کیا تو یہ اخلاص ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت آدم کے سامنے فرشتوں کا کلام سننے میں حجاب آگیا انہیں اس پر بڑی پریشانی ہوئی تو عرض کیا اے پروردگار مجھے کیا ہوا کہ میں فرشتوں کا کلام نہیں سنتا؟ اللہ تعالی نے فرمایا

اے آدم تیری خطا حجاب بن گئی

چنانچہ جب بندہ ملائکہ کا کلام نہیں سنتا تو اس کی پکاریں قبول نہیں ہوتیں۔

اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ..... (الانعام ۶:۳۶)

بے شک وہ انہیں قبول کرتا ہے جو سنتے ہیں

حضرت حسن فرماتے ہیں بندے اور اللہ عزوجل کے درمیان گناہوں کی ایک محدود حد ہوتی ہے جب بندہ اس حد تک جا پہنچتا ہے تو اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ اب اسے کبھی بھی نیکی کی توفیق نہیں ہوتی

اس لیے کہ اے حد کو پہنچنے والے! توبہ و رجوع میں جلدی کر ایسا نہ ہو کہ تو حد تک جا پہنچے اور سخت مشقت و شقاوت کا سامنا کرے اگر غفلت مزید بڑھ جائے تو مہر آگے قفل میں بدل جاتی ہے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ○ (محمد ۴۷:۲۴)

کیا پس وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ طویل غفلت سے سختی پیدا ہوتی ہے جس سے اللہ تعالی نے ڈرایا ہے اور فرمایا ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ... (الزمر ۳۹:۲۲)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

یہ اس لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف گریہ وزاری کرے اور یہ دعا کرے۔
رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ○ (اعراف ۷ : ۱۲۶)
اے ہمارے رب ہمیں صبر عطا فرما اور ہمیں مسلمانی میں ہی موت عطا فرما۔
نفس کی چار جبلتیں ہیں اور اس کی خواہشات کی اصل جڑ یہی ہیں اس کی فطرت کا یہ مقتضا ہے

۱) ضعف —— یہ خشک مٹی کی فطرت کا تقاضا ہے
۲) بخل —— یہ تر مٹی کی فطرت کا تقاضا ہے
۳) شہوت —— اس کا باعث کیچڑ ہے
۴) جہالت —— یہ خشک اور سوکھی مٹی کا تقاضا ہے۔

نفس کی آزمائش :۔

پھر نفس پر چار اوصاف کی آزمائش ہے

۱) صفاتِ ربوبیت کے مفاہیم مثلاً "کبرو جبریت مدح و عزت اور غنا کی محبت
۲) یہ اخلاقِ شیاطین میں بھی مبتلا ہے مثلاً" دھوکہ، مکر، حسد اور بدگمانی
۳) چوپاؤں کی طبائع کا ابتلا بھی اس پر ہے یعنی کھانے، پینے اور جماع کی محبت
۴) مذکورہ آزمائشوں کے باوجود اس سے اوصافِ عبدیت کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے مثلاً" اس میں خوف تواضع رہے کہ جو حکم دیا جائے اس کے سامنے سرنگوں ہو جائے یہ بھی ابتلا ہے۔

افعالِ نفس کی اقسام :۔

افعالِ نفس کی دو اقسام ہیں، ایک معصیت و نافرمانی اور دوسری کینہ خصلت جیسے تکبر، حسد، بخل، غصہ اور اس کے علاوہ وہ باتیں جو شریعت اور عقل میں مذموم و بری ہیں۔ لہٰذا ریاضتوں کے ذریعہ اندر کی خصلتوں کو اپنے سے دور کریں۔ طرح

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

توبہ سے معصیت کو اور یہ کہ معاصی ظاہری اوصاف میں سے اور کینہ خصائل باطنی اوصاف میں سے اور ریاضت ظاہری افعال سے ہے اور توبہ باطنی افعال سے اور کمینہ خصائل سے جو کچھ باطن میں کدورت پیدا ہوتی ہے وہ ظاہری اوصاف کے ذریعہ پاک وصاف ہوجاتی ہے اور جو کدورت ظاہری افعالِ بد سے پیدا ہوتی ہے وہ باطن کی صفائی سے جاتی رہتی ہے اور یہ کہ نفس اور روح دونوں قالب میں اتنے لطیف ہیں جتنے عالم میں شیاطین و فرشتے اور جنت ودوزخ لیکن ایک محلِ خیر ہے اور ایک محلِ شر' جس طرح آنکھ محلِ بصر ہے اور کان محلِ سماعت اور زبان محلِ ذائقہ۔اسی طرح کچھ اعیان واوصاف انسان کے قالب میں بطور امانت رکھے گئے ہیں۔لہٰذا نفس کی مخالفت تمام عبادتوں کی بنیاد اور تمام مجاہدوں کا کمال ہے۔بندہ اس کے بغیر راہِ حق کو نہیں پا سکتا اس لیے کہ نفس کی موافقت بندے کی ہلاکت ہے۔اور اس کی مخالفت میں بندے کی نجات ہے'اس لیے حق تعالیٰ نے نفس کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔جن حضرات نے نفس کی مخالفت کی کوششیں کی ہے حق تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے اور جو لوگ نفس کی پیروی میں رہے ہیں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ } (اَلنّٰزِعٰت ۷۹، ۴۰-۴۱)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ○ }

جنہوں نے نفس کو خواہشوں سے روکا

بیشک جنت انہی کا ٹھکانہ ہے۔

اور ارشاد ہے۔

اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ... (البقرة ۲ : ۸۷)

جب بھی تمہارے پاس رسول کوئی چیز لے کر آئے جو تمہارے دل کو پسند نہیں تم نے اس سے تکبر کیا۔

سیدنا یوسف علیہ والسلام کے قول کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبردی اور فرمایا۔

وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ ... (یوسف ۱۲ : ۵۳)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

میں اپنے نفس کی پاکیزگی نہیں بیان کرتا یقیناً" نفس تو بہت زیادہ برائی کا حکم کرنے والا ہے سوائے اس کے جس پر خدا نے رحم فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا اراد اللہ بعبد خیرا بیصرہ بعیوب نفسہ○

اللہ تعالیٰ جب بندے پر بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے اس کے نفس کے عیوب دکھاتا ہے۔

اور احادیث میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام پر وحی کی اور فرمایا۔

یا داود عاد نفسک فان ودی فی عداوتہا○

اے داوٗد اپنے نفس کو دشمن سمجھو کیوں کہ میری محبت اس کی دشمنی میں ہے۔

ایک شیخ طریقت نے فرمایا ہے۔

من جھل نفسہ فھو بالغیر اجھل

جو اپنے نفس سے جاہل ہے وہ دوسرے سے زیادہ جاہل ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ○ (کشف المحجوب ۱۷۶)

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

ای من عرف نفسہ بالفناء فقد عرف ربہ بالبقاء ویقال من عرف نفسہ بالذل فقد عرف ربہ بالعز یقال من عرف نفسہ بالعبودیۃ فقد عرف ربہ بالربوبیۃ○

یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہچان لیا اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچان لیا یہ بھی کہا گیا کہ جس نے اپنے نفس کو ذلیل کر کے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو عزت کیساتھ پہچان لیا یہ بھی کہا گیا کہ جس نے اپنے نفس کو بندگی سے پہچان لیا اس نے اپنے رب کو ربوبیت کے ساتھ پہچان لیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

النفس صفتہ لا تسکن الا بالباطل○

Digitized By eGangotri

نفس کی صفت ہی یہ ہے کہ وہ باطل سے سکون پاتا ہے اور راہِ حق سے وہ ہرگز نہ

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نہیں ہوتا۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں

اساس الکفر قیامک علی مراد نفسک

کفر کی بنیاد تیرا اپنے نفس کی خواہش پر قائم رہنا ہے۔

گویا بندے کے کفر کی بنیاد نفس کی مراد پر قائم رہنے میں ہے کیونکہ نفس کو اسلام کی لطافت کے ساتھ لگاؤ نہیں ہے۔ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

النفس خائنۃ بالا مانۃ ومانعۃ من الرضاء والفضل الا عمال خلا لھا

نفس امانت میں خیانت کرنے والا ہے اور طلبِ رضائے الٰہی سے روکنے والا ہے اور سب سے بہتر عمل نفس کی خلاف ورزی ہے۔

مجاہدۂ نفس کی بحث :-

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ۲۹ : ۶۹)

جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیا یقیناً" ہم نے انہیں اپنا راستہ دکھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

المجاھد من جاھد نفسہ فی طاعۃ اللہ (ترمذی باب فضائل الجہاد)

مجاہد وہ ہے جس نے اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا

رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھاد الاکبر قیل یا رسول اللہ ما الجھاد الاکبر قال وھی مجاھدۃ النفس

اب ہم چھوٹے جہاد سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہادِ اکبر کیا ہے؟ فرمایا سن لو! وہ نفس سے مجاہدہ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدۂ نفس کو جہاد یعنی غزوہ پر فضیلت دی ہے۔ اس لیے کہ اس کا رنج زیادہ ہے کیونکہ اس میں احتمال کرنا واجب ہے اور مجاہدۂ نفس

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

میں نفس کو مغلوب کرتا ہے لہٰذ . ے عزیز اللہ تعالیٰ تجھے عزت بخشے جان لے! کہ مجاہدۂ نفس کا طریقہ واضح اور ظاہر ہے اور تمام ادیان میں اس کی تعریف کی گئی ہے اور اہلِ طریقت میں اس کی رعایت مخصوص ہے اور اس کی تعبیرات مشائخ کے خاص و عام میں جاری و مستعمل ہیں۔ مشائخ طریقت کے اس سلسلہ میں بکثرت رموز و کلمات ہیں۔

شریعت اوراس کے تمام احکام کا مدار مجاہدہ پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود حصول قرب، وصول مطلوب، عافیت عقبیٰ اور عصمت پر برقراری کے بکثرت مجاہدے فرمائے بھوکے رہے، طویل مدت تک صوم وصال رکھے اور راتوں شب بیداری فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

طٰهٰ ۝ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۝ (طٰہٰ ۲۰:۱-۲)

اے محبوب ہم نے قرآن اس لیے نازل نہیں فرمایاکہ آپ اپنی جان کو مشقت میں ڈالیں

حضرت ابو ھریرۃ روایت کرتے ہیں کہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں اٹھا رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ حضور علیہ السلام کو بڑی تکلیف ہو رہی تھی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینٹوں کا کام مجھے سپرد فرما دیں میں آپ کی جگہ کام کروں گا۔

یا ابا ھریرۃ خذ غیر ھا فانہ لا عیش الا عیش الاخرۃ

اے ابو ھریرہ تم اور کام کرو کیونکہ حقیقی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے دنیا تو رنج و محنت کی جگہ ہے۔

حضرت حیان بن خارجہ کی روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے دریافت کیا کہ غزوہ کے بارے میں کیا کہتے ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ابدء بنفسک فجاھدھا وابداء بنفسک فاغزھا فانک ان قتلت مارا بعثک اللہ مارا وان قتلت مرائیاً بعثک اللہ مرائیا وان قتلت صابرا محتسبا بعثک اللہ صابرا محتسبا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تم اپنے نفس سے ابتدا کرو اور اس کا مجاہدہ کرو پھر اپنے نفس سے شروع کرو اوراس سے جنگ کرو اب اگر تم بھاگتے ہوئے مارے گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بھاگنے والوں میں اٹھالے گا اور اگر تم نے ریاکاری کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں ریاکاروں میں اٹھائے گا اور اگر تم صبر و تحمل سے مارے گئے تو اللہ تعالیٰ صابروں اور شاکروں میں اٹھائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من استوی یوماہ فھو مغبون

جس کے دو دن یکساں رہیں وہ آفت زدہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ طالبانِ حق کا ہر روز پہلے روز سے برتر اور بہتر ہونا چاہیے یہ طالبوں کا درجہ ہے پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

استقیموا ولن تحصوا

استقامت پکڑو اور ایک حال پر نہ رہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ○ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ○

لیکن جو اپنے رب کے مقام سے ڈرتے ہیں اور نفسانی خواہشوں سے بچتے ہیں بلاشبہ انہیں کیلئے جنت ٹھکانا ہے۔ (النزعٰت ۷۹ : ۴۰)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

ما اخاف علی امتی اتباع الھوی وطول الامل

میری امت پر سب سے خوفناک چیز خواہش کی پیروی ہے اور لمبی امیدیں ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ اَىِ الْهَوٰى اِلٰهًا مَعْبُوْدًا ○ (الجاثیہ ۴۵ : ۲۲)

کیا آپ نے اسے دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا ہے یعنی چاہت کو اپنا معبود بنالیا۔

افسوس ہے اس شخص پر جس نے حق تعالیٰ کے سوا اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا کر رات دن اپنی تمام طاقتیں اسی کی چاپلوسی میں خرچ کرتا ہے

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تمام نفسانی خواہشیں دو قسم کی ہیں ایک لذت و شہوت کی خواہش دوسری لوگوں میں عزت و منزلت اور حکومت کی خواہش۔جو بندہ لالچ اور خواہشات کے چکروں میں پھنسا ہوا ہو وہ لوگوں کیلئے فتنہ ہے،خود تو راہِ حق سے برگشتہ ہے ہی مگر اور لوگوں کو بھی اسی گمراہی میں پھنساتا ہے۔

نعوذ باللہ من متابعۃ الھوی ○

لہٰذا جس کی حرکات خواہش کی پیروی میں ہوں اور وہ اس سے راضی ہو وہ حق تعالیٰ سے دور ہے اگرچہ وہ تمھارے ساتھ مسجد میں ہی کیوں نہ ہو اور جس کی حرکات خواہش سے پاک ہوں اور وہ اسی کی پیروی سے نفرت کرے وہ حق تعالیٰ کے نزدیک ہے اگرچہ کلیسا میں ہو۔ ہوائے نفس آدمی کے خمیر میں داخل ہے اور اس کی جان کی خوشبو اور راحت ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

الھوی والشھوۃ معجونتان بطینۃ ابن آدم ○

ابن آدم کا خمیر خواہش و شہوات سے مرکب ہے۔

ترک ہوا بندہ کو امیر کرتا ہے اور اسکا ارتکاب امیر کو اسیر بنا دیتا ہے چنانچہ زلیخا نے خواہش کا ارتکاب کیا امیر تھی اسیر ہو گئی اور حضرت یوسف علیہ السلام نے ترک ہوا کیا تو اسیر تھے امیر ہو گئے۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا "ما الوصل؟ وصل کیا ہے" آپ نے فرمایا۔

ترک ارتکاب الھوی ○

خواہش کے ارتکاب کو ترک کر دینا

جو شخص چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ کے وصال سے مشرف ہو اس سے کہو کہ جسم کو خواہش کے خلاف رکھے۔ اس لیے کہ بندہ کو کوئی عبادت اتنا اللہ تعالیٰ کے قریب نہیں کرتی جتنا ہوائے نفس کی مخالفت سے قرب نصیب ہوتا ہے خواہش کی مخالفت کرنے والا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ مقرب ہے کیونکہ ناخن کو پہاڑ سے کھودنا آدمی پر اس سے آسان ہے کہ وہ اپنی خواہش کی مخالفت کرے

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حکایت :-

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو فضا میں اڑ رہا تھا میں نے اس سے پوچھا تجھے یہ درجہ کیسے حاصل ہوا؟ اس شخص نے کہا میں ہوائے نفس پر پاؤں رکھ کر ہوا میں اڑ جاتا ہوں۔

حضرت محمد بن فضل بلخی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں جو نفسانی خواہشوں کو لے کر خانہ کعبہ جاتا اور اس کی زیارت کرتا ہے وہ کیوں ہوائے نفس پر پاؤں نہیں رکھتا تاکہ وہ حق تعالیٰ تک پہنچے اور اس کا دیدار پائے لیکن نفس کی سب سے بڑھ کر ظاہر صفت شہوت ہے اور شہوت کے معنی آدمی کے تمام اعضاء پر اگندہ اور پھیلے ہونا ہیں اور تمام حواس اس کے کاموں میں مصروف ہیں اور بندے کو ان تمام کی حفاظت کی تکلیف دی گئی ہے اور ہر ایک کے افعال کی بابت بندے سے سوال ہوگا لہٰذا لازم ہے۔ کہ آنکھ کا شہوت دیکھنا، کان کا سننا، ناک کا سونگھنا، تالو کا چکھنا زبان کا بولنا، جسم کا چھونا اور سینہ کا سوچنا ہے۔ طالب اپنے وجود کا حاکم اور نگہبان بنے اور دن رات اسکی حفاظت کرے یہاں تک کہ ہوا کے اس داعیہ کو جو حواس میں ظاہر ہو اپنے سے جدا کر دے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ وہ اسے اس صفت پر بنادے کہ اس کے باطن سے ہر خواہش دور ہوجائے اس لیے کہ جو شہوت کے بھنور میں پھنستا ہے وہ ہر لحاظ سے پردہ میں رہتا ہے لہٰذا بندہ اگر انسے اپنی طاقت سے دور کرے تو یہ بندے پر سخت دشوار ہوتا ہے اور اس کے ہم جنس پے درپے آنے لگتے ہیں اور لامحالہ اس کا چارہ کار طریق تعلیم ہے تاکہ مراد حاصل ہو۔

نفس کو حسد سے پاک کرنا :-

نفس کی ایک بہت بڑی بیماری جو مخلوق اور معاصرین کی نسبت سے ہے وہ حسد ہے۔ سلف صالحین اور بزرگان دین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرتے اور ہر مسلمان کو بطریق شرعی نصیحت کرتے یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں

Digitized By eGangotri

کے سردار ہوتے اور بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ دیتے۔ پس اے انسان اگر تو

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

بھی ایسا ہونا چاہے تو نہایت خلوصِ نیت سے ان کا راستہ اختیار کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بناوٹ کرنے والے شخص کی حالت سے بعض لوگوں کو مطلع کر دیتا ہے اس کا کام نہیں چلتا

حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے

میں نے شیخ سیدی علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے کہ اگر شخص اپنے عمل خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کرے تو اللہ عزوجل مومنوں کے دلوں کو اس کی محبت میں خالص کر دیتا ہے لیکن جس شخص کی دیانت میں کچھ آمیزش ہو تو اللہ تعالی اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس کے باطن سے مطلع کر دیتا ہے۔ لہٰذا کسی کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی۔

ان الحسد یا کل الحسنات کما تا کل النار الحطب○ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب)

حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ

اور جب آدمی کی نیکیاں ضائع ہو جائیں تو اس کی سیادت بھی ضائع ہو جاتی ہے کیونکہ اس وقت یا تو وہ گنہگار ہو گا یا درمیانی حالت میں ہو گا کہ نہ اسکی کوئی نیکی ہو گی نہ بدی اور یہ تو معلوم ہے کہ سیادت و تعظیم اس شخص کی ہوتی ہے جس کو اخلاق واعمال صالح میں تمام لوگوں پر فوقیت ہو۔

احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ حاسد کیلئے راحت نہیں اور بد خلق کیلئے سیادت نہیں امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی شخص پر نعمت پوری نہیں ہوتی جب تک اس کے حاسد نہ ہوں۔

ترکِ حسد کی دوا زہد ہے :-

فرقد السنجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ترکِ حسد کی دوا دنیا میں زہد ہے۔ لیکن جو شخص دنیا کی طرف راغب ہو اس کو حسد لازم ہے خواہ وہ مانے یا نہ مانے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے۔

حاسد بد فہم ہوتا ہے۔ جو شخص خوش فہمی کا خواہش مند ہوتا ہے اس کو کسی پر حسد نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے کئی دفعہ نئے کپڑے اس خوف سے پہننے چھوڑ دیئے کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

میرے ہمسایہ وغیرہ کو حسد پیدا نہ ہو۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کسی نعمت پر محسود اس شخص سے اچھا ہے جس کے پاس کوئی نعمت نہ ہو کہ جس پر حسد کیا جائے پس وہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرے اور حاسد کو مغرور جانے۔

وھب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حسد سے بچو کیونکہ آسمانوں میں سب سے پہلے اسی گناہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے اور یہی پہلا گناہ ہے جس سے زمین میں اللہ تعالی کی نافرمانی ہوئی۔

میمون بن مہران رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے اگر حاسد کی شرارت سے بچنا چاہیے تو اس سے اپنے کام مخفی رکھ۔

مسعر بن کدام رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سلف اپنے دوستوں کو وفورِ شفقت سے پند و نصیحت کرتے تھے لیکن آج کل نصیحت عداوت کی مانند ہے۔میں کسی کو نصیحت کرتا ہوں تو وہ میرے عیوب کی تلاش کرتا ہے اور میری نصیحت پر عمل کرنا بھول جاتا ہے۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے کسی کی دنیا اور آخرت پر کبھی حسد نہیں کیا اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔

ابو ایوب سختیانی رحمتہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو انکے دین کی کمی پر شفقت کرکے سب سے بڑھ کر نصیحت کرنے والے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ان اللہ سے غافل اور نافرمان لوگوں پر بہت رحم آتا ہے آپ کی یہ حالت تھی کہ جب کبھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت یا بلا نازل ہوتی تو آپ اس کی وجہ سے بیمار ہو جاتے اور بیماروں کی طرح آپ کی عیادت کی جاتی پھر جب وہ مصیبت زائل ہو جاتی تو آپ بھی اسی وقت تندرست ہو جاتے۔ جو شخص اس مقام کو پالیتا ہے وہ کسی طبیب سے معالجہ نہیں کراتا کیونکہ طبیب کو اس مرض میں مطلقاً دخل نہیں۔ واللہ اعلم

ایک روز عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ تعالیٰ نے حجاج بن یوسف سے کہا اے حجاج ہر شخص اپنے عیوب سے واقف ہوتا ہے اور اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہوتی۔ پس تو اپنے عیب مجھے بتلا۔ حجاج نے عرض کی اے امیرالمومنین مجھے اس بات سے معاف کیجئے۔ عبدالملک نے کہا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ ضرور بتلا۔ تب حجاج نے کہا میرے عیوب میں سے چند یہ ہیں کہ میں سخت جھگڑالو' حاسد اور کینہ پرور ہوں۔ عبدالملک نے کہا اللہ تجھے ہلاک کرے شیطان میں بھی تیرے بیان کیے ہوئے عیوب سے زیادہ نہیں ہیں۔

علماء حاسد ہوتے ہیں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں عوام کی نسبت عالموں کی شہادت قبول کر سکتا ہوں لیکن ان میں سے ایک کی دوسرے پر شہادت قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ تمام کے تمام حاسد ہیں اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اوس بن خارجہ سے پوچھا گیا تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا۔ حاتم طائی۔ پھر پوچھا گیا تو اس کے مقابل میں کس درجہ کا ہے؟ اس نے جواب دیا میں اس کا خادم ہونے کے بھی قابل نہیں۔ پھر حاتم طائی سے سوال ہوا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا اوس بن خارجہ پھر پوچھا گیا تو اس کے مقابل میں کیسا ہے؟ اس نے کہا میں اس کے مملوک ہونے کے قابل بھی نہیں امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے فقہاءاس امر میں کہاں پہنچ سکتے ہیں۔

ایک دن عمر بن عبد العزیز نے کسی قبیلہ کے ایک آدمی سے پوچھا تمہارا سردار کون ہے؟ اس نے کہا اے امیرالمومنین میں ہوں۔ امیرالمومنین نے فرمایا تو جھوٹا ہے اگر تو سردار ہوتا تو یہ نہ کہتا۔

حاسد کی علامت :۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حاسد کی علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تیرے قریب ہوتا ہے لیکن اپنی بد خلقی اسے تجھ سے دور کرتی ہے تمام لوگوں سے زیادہ حسد کرنے والے اقرباء اور ہمسائے ہوتے ہیں کیونکہ وہ انعامات دیکھتے ہیں اور ان

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پر حسد کرتے ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو دور ہوں اس لیے امیرالمومنین عمر بن خطابؓ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا کہ قرابتوں کو کہہ دو کہ کبھی کبھی مل لیا کریں پاس پاس نہ رہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفیان ثوری سے کہا خوب سمجھ لو کہ اگر تم لوگوں کو اتنی نصیحت کرو یہاں تک وہ دین میں تمہارے جیسے ہو جائیں تو بھی تم سے نصیحت کا حق ادا نہیں ہوگا۔ پس جب تک وہ تمہاری حالت کو نہ پہنچیں نصیحت کا حق کیونکر ادا ہو گا۔

شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر تجھ میں ایسی ایسی عادتیں ہوں جن سے تیرا دشمن تجھ سے ڈرے تو تجھ میں نیکی کا نام ونشان نہیں ہے چہ جائیکہ کہ تجھ میں ایسی عادتیں ہوں جن کی وجہ سے تیرا دوست بھی ڈرتا رہے اور یقین جانو کہ جو شخص لوگوں کی برائیوں کی جستجو کرے اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیا اور جس سے لوگ محفوظ رہیں اور جو لوگوں کی چغلی کرے وہ دنیا و آخرت میں محتاج ہو گا اور ابلیس کے خادموں میں سے ہو گا۔

پس اے دوست، تو اپنے نفس کی تفتیش کر اور غور کر کہ تو اپنے مسلمان بھائیوں کے انعامات پر جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کیے ہیں حسد تو نہیں کرتا؟ اور کیا تو ان کیلئے امرالٰہی کے مطابق نصیحت کرتا ہے یا اسکے مخالف ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

ترکِ شہوات :-

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ عبادات اور ترکِ شہوات میں نہایت مجاہدہ کرتے اور اس کے بعد مرتے دم تک شہواتِ نفسانی کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھتے اس مسئلہ پر تمام صوفیائے کرام کا اجماع ہے پس جس کسی نے اس میں ان کی مخالفت کی اس نے اجماع کو توڑ دیا اور یہ حرام ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس کے بغیر واجب پورا نہ ہوسکے وہ بھی واجب

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ جس شخص کا یہ گمان ہو کہ مجاہدہ نفس کے بغیر کوئی مرتبہ حاصل ہو سکتا اس نے محال کے حصول کا قصد کیا نیز مروی ہے کہ خرقِ علادت آدمی سے اس وقت ظہور میں آتی ہیں جب وہ لوگوں سے عبادت میں آگے بڑھ جائے کیونکہ کرامت معجزہ کی شاخ ہے پس جسطرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عبادات اور معجزات کی کثرت سے ممتاز تھے ایسے ہی ولی سے بھی کرامت اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے ہم عصروں سے سعی اور عبادات میں سبقت لے جائے۔ حدیث شریف میں ہے۔

المجاہد من جہد نفسہ فی اللہ عز وجل ○ (ترمذی۔ باب فضائل الجہاد)

مجاہد وہ ہے جو اللہ عز وجل کیلئے اپنے نفس سے مجاہدہ کرے۔

امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اول تم جس جہاد سے انکار کرو گے وہ جہادِ نفس ہو گا۔

حقیقی دشمن کون ہے؟

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تیرا دشمن وہ نہیں ہے جس کے قتل کرنے پر اللہ تجھے اجر دے بلکہ تیرا دشمن وہ ہے جو تیرے پہلو میں ہے یعنی نفس اور وہ بیوی جس سے تو ہمبستری کرتا اور وہ بیٹا جو تیرے صلب سے پیدا ہوا ہے یہ سب تیرے غالب ترین دشمن ہیں۔

بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ساٹھ شیطان اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا کہ برا دوست ایک لحظہ میں کرتا ہے اور ساٹھ برے دوست اتنا فساد برپا نہیں کرتے جتنا نفس ایک لحظہ میں کرتا ہے جب تمام امور انسان کی خواہش کے موافق ہوں تو اس کے نفس کی طرف سے ضرور خلل آ جاتا ہے تمام مذاہب کا اس میں اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا نفس کے مکروہات میں ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمام دنیا عجائب سے بھری ہوئی ہے اور سب سے عجیب بات ہمارے اور ہمارے جیسے لوگ جو نفوس کا آگ سے نجات پاتا ہے وہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

شخص آگ سے کیونکر نجات پا سکتا ہے جس کے تمام اعمال آگ کی طرف لے جانے والے ہوں۔

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک زاہد کو تیر لگا جس سے وہ ذبح ہو گیا تو کہنے لگا شکر ہے خدا کا جس نے میرا بدلہ میرے نفس سے لیا ہے کہ اس نے مجھے کئی بار ذبح کیا ہے۔

سعادت کا راز :۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے اپنی شقاوت معلوم ہو گئی ہے لوگوں نے پوچھا کیونکر ؟ آپ نے فرمایا کہتے ہیں کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ اس کا دشمن عقلمند ہو مگر میں دیکھتا ہوں کہ میرا دشمن بے عقل ہے سوال ہوا کہ آپ کا دشمن کون ہے؟ آپ نے کہا میرا نفس کسی نے کہا آپ تو بحمداللہ عقلمند ہیں۔ فرمایا میں کیونکر عقلمند ہوں جب کہ میں جنت کو ایک بار کی نیند یا ایک لقمہ یا ایک کلمہ کے عوض فروخت کرتا ہوں۔

بشر حافی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خواہش نفس میں مخفی ہے اس کے اتباع سے مامون نہیں ہونا چاہیے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم آج کل کسی کو سنت کے مطابق عمل کرتا نہیں دیکھتے بلکہ عالم جاہل، عابد، زاہد، بوڑھے، جوان سب اپنی خواہش کے موافق عمل کرتے ہیں یہ سب کے سب اس لیے عمل کرتے ہیں کہ خدا کے ہاں یا لوگوں میں ان کی تعریف ہو ایسے ہی یہ لوگ گناہوں کو لوگوں کے نزدیک حقیر سمجھے جانے کے خوف سے چھوڑتے ہیں۔ نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہم میں سے ایسا کون ہے کہ اگر لوگوں میں اس کا برا ذکر ہو تو وہ ذکر کرنے والے کو برا نہ جانے۔ واللہ ہم نے مداہنت کے طور پر صلح کر رکھی ہے اور ہم محض زبان سے دوست ہیں اور دلوں میں عداوت رکھتے ہیں اور علم کو عمل کیلئے نہیں بلکہ زینت اور فخر کیلئے اور لوگوں پر سردار بننے کی غرض سے حاصل کرتے ہیں اس لیے سب سے پہلے ہم ہی دوزخ میں جائیں گے؟

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

عبدالعزیز بن ابی رواد فرمایا کرتے تھے کہ جب ہمارے درمیان سلف کے احوال کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہم سب کو فضیحت ہوتی ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں واللہ اگر گنہگار کے پاس سے بو آئے تو تم میں سے کوئی بھی میری بدبو کے باعث میرے پاس نہ بیٹھ سکے۔

عطاء سلمی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شہر میں جب کوئی جھکڑ، قحط تباہی یا بلاء آتی تو فرماتے یہ سب کچھ عطاء کے گناہوں کی شامت ہے اگر عطاء مر جائے تو لوگوں کو راحت ہو جائے۔

سفیان بن عینیہ کا قول

سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بندے کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہو اور اپنی نظر میں سب سے برا۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو شخص کسی درجہ کا دعوی کرے وہ اُس درجہ سے گر جاتا ہے آدمی جب اعلی درجہ میں سے ہو تو اس کا حق ہے کہ اپنے نفس کو حقیر جانے۔

ابو معاویہ اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرے دوستوں میں سے جو مجھے اپنے اوپر فضیلت دے وہ مجھ سے افضل ہے۔ ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جب کوئی بیٹھتا اور اس سے آپؒ کی طبیعت گھبرانے لگتی تو آپ اپنے نفس کو تنبیہہ کرتے اور کہتے تجھے نیک لوگوں کی صحبت پسند نہیں جب تو نے اس شخص کو اپنے آپ سے اچھا دیکھا تو اس سے نفرت کی اور تجھے اس کے پاس بیٹھنا مشکل ہو گیا۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر فرمایا کرتے تھے جو شخص کسی ریا کار کو دیکھنا چاہے وہ مجھے دیکھ لے، پھر اپنی داڑھی کو پکڑ کر روتے اور کہتے اے فضیل تو اپنی جوانی میں فاسق تھا پھر ریا کار ہو گیا واللہ فسق ریا سے بدر جہا بہتر ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے مالک بن دینا کو او ریا کار کہہ کر پکارا تو آپ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا اے دوست تو نے میرا لقب معلوم کر لیا جس کو اہل بصرہ بھول گئے تھے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو یہ گمان ہو کہ اسے اللہ سے محبت ہے پھر وہ اپنے نفس کو محبوب جانے تو وہ جھوٹا ہے۔

عابد کب کامل ہوتا ہے:

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عابد اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے اخلاص کو ریا نہ سمجھے بخدا اگر مجھے خبر پہنچے کہ ابھی میرے پاس خلیفہ آرہا ہے پھر میں اسکے آنے کی خاطر اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھ سے درست کروں تو مجھے ڈر ہے کہ میرا شمار منافقوں میں نہ ہو۔

اسلاف رضی اللہ عنہم کا شہوات کو ترک کر دینا کتاب و سنت کی دلیل پر تھا۔

وھب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شیطان لعین ایک دفعہ سلیمان بن داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو آیا آپ علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ جب تو امت محمدی دیکھے گا تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ شیطان نے جواب دیا میں ان کی نظر میں دنیا کو اس قدر مزین کروں گا کہ وہ درھم و دینار کو کلمۂ توحید سے بھی زیادہ عزیز جانیں گے۔

وھب ابن الورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص شہوت پر غالب ہے وہ فرشتوں پر غالب ہے یعنی وہ فرشتوں سے بھی اچھا ہے کیونکہ فرشتے محض عقل ہیں بغیر شہوت کے اور جس پر شہوت غالب آجائے وہ جانوروں سے بھی برا ہے کیوں کہ وہ محض شہوت ہے بغیر عقل کے۔

احنف بن قیس فرماتے ہیں کہ جو شخص خواہشات کے مطابق کھائے اور پھر فرج کی حفاظت چاہے وہ محال کا خواہاں ہے۔

ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ جب قصاب کی دکان پر سے گزرتے تو قصاب کہتا گوشت لے جائیں میں آپ پر صبر کروں گا (یعنی دام پھر لے لوں گا) لیکن آپ فرماتے مجھے اپنے آپ ہی پر صبر کرنا بہتر ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

زاہدوں کی جنگ خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زاہدوں کی جنگ خواہشات کے ساتھ ہوتی ہے اور تائبوں کی جنگ گناہوں کے ساتھ جو شخص اپنے آپ کو آگ سے بچانا چاہے اسے دنیا میں اپنی تمام آرزوئیں ترک کردینی ضروری ہیں۔

عتبہ غلام نے ایک دن عبد الواحد بن زید سے کہا فلاں شخص اپنے آپ کو چند ایسے اخلاق سے موصوف بتاتا ہے جس کو ہم نہیں جانتے حالانکہ وہ ہمارے نزدیک سچا بھی ہے پس اسکا کیا سبب ہے کہ ہم اس کے حال کو نہیں سمجھ سکتے؟ انہوا ں نے کہااس لیے کہ وہ بغیر سالن کے روٹی کھاتا ہےاور تم سالن کے ساتھ کھاتے ہو اور روٹی کے علاوہ جو کچھ بھی کھایا جائے وہ خواہش نفسانی کی دلیل ہے۔

ابوالعباس موصلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جس شخص کا یہ گمان ہے کہ خواہش کے مطابق کھانا مضر نہیں ہے اس نے اللہ تعالیٰ پر بڑا بہتان لگایا۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ محال ہے کہ کسی کو عبادات میں لذت معلوم ہو جب کہ وہ خواہش کے مطابق کھاتا ہو۔

ترکِ طعام :۔

طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ مریض کو کم کھانے کی نصیحت کرتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ نے بیمار اور تندرست کیلئے ترک طعام سے بڑھ کر کوئی دوا پیدا نہیں کی اور ہر بیماری کھانے ہی کی وجہ سے آتی ہے اسی لیے فرشتے کبھی بیمار نہیں ہوتے کیونکہ وہ کھاتے کچھ نہیں۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی محل یا باغ وغیرہ کو دیکھے اور اس کی تعریف کرے تو اس کی تعریف کے مطابق اس کی عقل کم ہوجاتی ہے۔

وہیب بن ورد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص نفس کی خواہش کے مطابق کھاتا ہے وہ دنیا و آخرت میں ذلت کیلئے تیار رہے۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نفس کی خواہشات اس کیلئے آگ ہیں لذات اس کا ایندھن اور بھوک اس آگ کے بجھانے کا پانی ہے۔

یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام تمام لوگوں سے زیادہ طیب کھانا کھانے والے تھے لیکن وہ کیا کھاتے تھے۔ ٹڈی اور درخت خرما کا گودا!

امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے نفس کو بھوکا رکھ کر اسکو مارتے اور فرماتے تیری خوراک آگے چل کر ہے۔

بشیر بن السری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر میں اپنے صبح وشام کے کھانے سے ایک ذرہ بھی چھوڑ دوں تو یہ میرے نزدیک عابدوں کی عبادت، نمازیوں کی نماز، حاجیوں کے حج سے، روزے داروں کے روزے اور مجاہدین کے جہاد سے بہتر ہے۔

صالحین کا مذہب بھوک ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ فرماتے ہیں کہ تمام صالحین کا مذہب بھوکا رہنا ہے پس جو اس مذہب سے پھرا وہ فاسقوں میں سے ہے۔ ہم نے علماء کو دیکھا ہے کہ وہ دنیا کے مر ہم بہار تھے لیکن آج کل وہ دنیا کے فرایل ہیں؟ جب تم کسی زاہد کو دیکھو کو وہ خواہش کے مطابق کھانے کی اجازت دیتا ہے تو یقیناً" جان لو کہ اس نے زہد کو ترک کر دیا کیونکہ دنیا میں فراخی سے خرچ کرنا عارفوں کے فسق میں شمار ہے۔ بخدا آج کل ایسا کوئی زاہد نہیں رہا جیسے دیکھ کر آنکھ میں ٹھنڈک ہو۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ترک دنیا کے اس سے زیادہ حریص تھے جتنا کہ آج کل اس کے حصول کے درپے ہیں۔ یاد رہے کہ جس کی سیری کھانے پر موقوف ہو ہمیشہ بھوکا رہتا ہے اور جس کا تکیہ اللہ کے سوا محض خلقت پر ہو وہ ہمیشہ بے مدد اور بے سہارا رہتا ہے۔

یزید رقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ کبھی ٹھنڈا پانی نہ پیتے تھے اور فرماتے ہیں ڈرتا ہوں اگر آج میں ٹھنڈا پانی پی لوں تو کل یعنی آخرت میں اس سے محروم نہ رہوں۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں جس نے چالیس دن تک گوشت نہ کھایا ہو اسکی عقل کم ہو جاتی ہے لیکن میں نے اسے ساٹھ برس سے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

چھوڑ رکھا ہے پھر بھی میری عقل میں بفضلہٖ تعالیٰ ذرہ بھر نقصان نہیں ہوا۔ آپ بصرہ کی کھجوریں بالکل نہ کھاتے تھے اور جب ان کا موسم گزر جاتا تو فرماتے اے اہلِ بصرہ میرا پیٹ کھجوروں کے چھوڑنے سے کم نہیں ہوا اور نہ تمہارا کچھ بڑھ گیا ہے۔

صاحبِ شہوات گرفتارِ عذاب ہوتا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صاحبِ شہوات دنیا و آخرت دونوں میں گرفتارِ عذاب رہتا ہے۔دنیا میں بوجہ ان کی تحصیل کے اور آخرت میں بوجہ ان کے حساب و کتاب کے اور یاد رہے کہ جس کی خوراک زیادہ ہے اس کے پیٹ کا گوشت بھی زیادہ ہو گا. اور جس کے پیٹ کا گوشت زیادہ ہو اس کی شہوات بھی زیادہ ہونگی اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل سخت ہو گا اور جس کا دل سخت ہو وہ معاصی و آفات میں غرق ہو گا اور جو معاصی و آفات میں غرق ہو وہ آگ میں داخل ہو گا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرض الموت میں سفید روٹی اور دودھ کی آرزو کی ۔ جب آپ کے پاس لائے تو اسے دیکھ کر فرمانے لگے میں نے نفس کو تمام عمر خواہشات سے روکے رکھا ہے کیا اب آخری وقت میں اس کی اطاعت کروں؟ پھر فرمایا کہ ان چیزوں کو فلاں قبیلہ کے یتیم کے پاس لے جاؤ اور آپ نے خود نہ کھائیں ۔

معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ تیس سال تک خواہش کرتے رہے کہ گاجروں کو شہد اور کھجور کے شیرہ میں ملا کر کھائیں آخر وفات پا گئے لیکن اس خواہش کو پورا نہ کیا۔

حضرت عمرؓ کا قول :۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک برتن میں شہد اور دودھ لایا گیا۔ آپ نے واپس کر دیا اور اس میں سے کچھ نہ کھایا اور فرمایا کہ اس کی لذت تو جاتی رہیگی لیکن اس کا نتیجہ باقی رہے گا۔ ایک دن آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روٹی اور مکھن کھاتے دیکھا تو درہ لے کر ان پر لپکے اور فرمایا روٹی اور نمک خود کھا اور مکھن دوسروں کیلئے رہنے دے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

پس اے دوست اپنے آپ پر غور کر اور اپنی حالت پر افسوس کر کیونکہ تیرا ظاہر باطن تمامتر خواہشات ہیں اور تو عموماً" اپنے پروردگار سے محجوب رہتا ہے نہ تجھے عبادات میں لذت آتی ہے اور نہ تو خلوت میں اللہ تعالیٰ سے مراقبہ کرتا ہے پھر تو نیک ہونے کا کیونکر مدعی ہے حالانکہ تو تمام باتوں میں صالحین کے مخالف ہے۔ اگر تو باطنی امور میں ان کے موافق نہیں ہے تو اے بھائی صوفیا کا عمامہ، ورجبہ قبہ وغیرہ ظاہری لباس ترک کر دے۔ ایکدفعہ میں نے ایک شخص کو اس لباس میں کسی دعوت میں دیکھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر دائیں بائیں سے گوشت اٹھاتا تھا اور اپنے دوستوں کے سامنے سے عمدہ کھانوں پر ہاتھ مارتا تھا اور اکثر اوقات جب اس کو شہر سے باہر یا متصل کسی کھانے پر بلایا جاتا تو اس کی طرف بھاگا جاتا اور کہا کرتا کہ میں صاحب خانہ کی خاطر جاتا ہوں نہ کہ اپنے پیٹ کی حرص کی خاطر! لیکن باریک بین تاڑ جاتا ہے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر ۳

زھد و ورع

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

زھد :-

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ دنیا سے بے رغبتی کرتے اور جو اس کا طالب ہوتا اس کو برا سمجھتے اور ان میں سے بعض میں یہ بات اتنی زیادہ ہوتی کہ اس کی برکت سے ان کی گفتگو میں حکمت اور حکیمانہ رنگ نظر آنے لگتا جیسا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام اور تمام زاہدوں کے سردار ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس چالیس راتیں ایسی گزرتیں کہ گھر میں نہ چولہا سلگتا اور نہ چراغ جلتا۔

زھد کی تعریف :-

حضرت سفیان بن عینیہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظِ زھد میں صرف تین حروف ہیں۔حرف (ز) کا معنی زینتِ دنیا کو ترک کرنا ہے (ہ) سے ہوائے نفس (اپنے دل کی خواہش) کو چھوڑنا مراد ہے اور (د) سے تمام دنیا کو ترک کرنا مقصود ہے پس جب تو ایسا کرے تو اس وقت زاہد کہلانے کا مستحق ہوگا۔

زھد کی اقسام :-

حضرت ابراھم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے زہد تین قسم کا ہے۔

۱) فرض یعنی حرام امور سے بیزاری

۲) واجب یعنی مشتبہ امور سے بچنا جن میں حرام یا حلال ہونے کی خبر نہ ہو

۳) سنت یعنی ایسی حلال چیزوں سے بچنا جو بے فائدہ ہوں اور نقصان دہ ہوں

اسی لیے حکومت سے بچنا (زہد) سونے چاندی کے (بچاؤ) زہد سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ ان چیزوں کو تو طلبِ حکومت میں خرچ کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی :-

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ لوگ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

زندگی کیسے بسر کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اسودین یعنی کھجور اور پانی پر اور آپؓ فرماتی تھیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پیونددار چادر اور موٹے سخت تہہ بند میں ہوئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انما انا والدنیا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا (سنن ابن ماجہ باب الزہد)

میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو کسی سایہ دار درخت کے نیچے آرام کرے پھر اس کو چھوڑ کر چل دے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روش۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہدوں کے سردار تھے۔وہ بالوں کے کپڑے پہنتے تھے اور درختوں کے پتے کھاتے تھے ان کا کوئی بیٹا نہیں تھا جو مرتا اور نہ کوئی گھر تھا جو خراب ہوتا اور نہ آپ علیہ السلام دوسرے روز کیلئے کھانا جمع کرتے اور جس جگہ شام ہو جاتی وہیں سو جاتے تھے ایک دفعہ کسی نے آپ علیہ السلام سے کہا اے روح اللہ آپ ایک گدھا کیوں نہیں خرید لیتے جس پر سوار ہوا کریں؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے نزدیک میری حیثیت اتنی گئی گزری نہیں کہ مجھے گدھے کی خدمت میں مشغول کرے۔ آپ علیہ السلام اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ راکھ سے ملا ہوا جو کا بورا کھانا اور کتوں کے ساتھ کوڑوں پر سونا اور سخت ٹاٹ کے کپڑے پہننا اس شخص کیلئے بہت کافی ہے جو مر جائے گا۔

مروی ہے کہ آپ علیہ السلام نے نہ کبھی بستر بنایا نہ تکیہ اور نہ ہی پیالہ۔ایک دفعہ آپ علیہ السلام نے سر کے نیچے کچی اینٹ رکھ لی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے عیسیٰ علیہ السلام کیا دنیا کو ترک کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف راغب ہونے لگے ہو کہ اینٹ کا تکیہ رکھا ہے۔ اس دن سے یہ معمول ہو گیا کہ آپ علیہ السلام بیٹھے بیٹھے سو جاتے یہاں تک کہ آپ علیہ السلام کو اٹھایا جاتا۔ آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرمایا کرتے کہ تم صاف پانی اور جنگل کی گھاس

Digitized By eGangotri

پھونس اور جو کا بورا ہی کافی جانو اور گیہوں کی روٹی کھانے سے باز رہو کیونکہ تم جو کے

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ذرے کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتے۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ تین درہم میں خریدا حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔آپ نے اس کی آستین کو پہنچوں سے کاٹ کر پہنا اور فرمایا شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے یہ لباس فاخرہ پہنایا۔

حسن بصری رحمہ اللہ کرتہ پہنتے تو جب تک وہ پرانا نہ ہو جاتا اسے نہ اتارتے۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے کہا آپ اپنا کرتہ کیوں نہیں دھوتے؟ آپ نے فرمایا موت اس سے جلد آنے والی ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر تمام دنیا میرے قبضہ میں ہو تو بھی میں خوش نہ ہوں اور اگر کوئی مجھ سے تمام دنیا چھین لے تو میں اس کا پیچھا نہ کروں اور نہ اس پر غمگین ہوں۔ آپ مکہ میں پانی پلا کر گزارہ کیا کرتے تھے۔آپ کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر پانی لایا کرتے اور بیچتے اور اس سے آپ کے اہل و اعیال گزارہ کیا کرتے تھے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے تھے آدمی پر واجب نہیں کہ وہ اپنے اہل وعیال کو زہد پر مجبور کرے بلکہ انھیں اس کی ترغیب دے۔اگر مان جائیں تو خیر ورنہ خود زاہد ہو جائے اور ان کیلئے ضروریات مہیا کردے کیونکہ زندگی کی ضروریات فراہم کرنا اسکی شرعی ذمہ داری ہے جس سے کوئی بھی ذمہ دار شخص دست بردار نہیں ہو سکتا آپ فرماتے تھے ہر وہ چیز جو تجھے پرودگار کی یاد سے روکے خواہ اہل وعیال ہوں یا مال وغیرہ وہ تیرے لیے منحوس ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شئے بندے کو پرودگار کی یاد دلانے کیلئے پیدا کی ہے۔ اگر وہ شئے بندے کو خدا یاد دلاتی رہے تو وہ اس کیلئے مبارک ہوگی بر خلاف اس سے جب وہ اللہ سے قلباً و قالباً دور ہو۔یہی وجہ ہے کہ مال اور اولاد آدمی کیلئے سخت فتنہ ہوتے ہیں کیونکہ ان کی محبت اور طلب کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں ہوتا پس اس میں غور کر۔

حضرت وکیع رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ سفیان ثوری نے بھنا ہوا گوشت کھایا ہے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تو آپ نے اسے معیوب جانا اور فرمایا کہ لوگ حسبِ خواہش کھانا کھانے میں ان کی اقتدا کریں گے۔

بلال بن سعد رحمہ اللہ فرماتے تھے اگر ہمارا گناہ صرف یہی ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بعد پھر دنیا کی طرف راغب ہوں تو یہی گناہ کافی ہے۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ فرماتے تھے ہم نے زہد کے متعلق بہت سے باتیں سنی ہیں لیکن ان میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی یاد سے روکے اس سے پرہیز کرنا لازم ہے خواہ علم ہو یا عمل یعنی علم حاصل کرے تو دنیا کو دکھانے کیلئے اور عمل کرے تو دنیا کو دکھانے کیلئے یا تکبر پیدا ہو یا لوگوں کی زباں سے اپنی تعریف پر طبیعت خوشی محسوس کرے تو ایسا علم اور ایسا عمل نہ ہو تو بہتر ہے اور اگر بندہ علم اور عمل میں اخلاص سے کام لے تو ان چیزوں سے دور رہنا نامناسب ہے کیونکہ علم و عمل میں اخلاص ہی انسان کا دل اللہ کی طرف راغب کرتا ہے۔واللہ اعلم

یعنی علم اور عمل محض اسی تک پہنچنے کی خاطر ہو نیز کسی کی زبان سے اپنی تعریف سنے تو اس سے بیزاری بلکہ کوفت محسوس کرے اور اسے اپنے لیے زہر سمجھ کر اس سے پرہیز کرے۔

زاھد عالم ناپید ہیں ۔

ایک دفعہ ایک آدمی نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ مجھے کوئی زاہد عالم بتلاؤ تا کہ میں اس کے پاس بیٹھوں - انہوں نے فرمایا اے شخص یہ تو گم شدہ چیز ہے جو دستیاب نہیں ہوتی۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ زہد نفس کی تکلیف کا نام ہے جب آدمی دنیا میں راحت کی طرف مائل ہوا تو گویا اس نے زہد سے رخ پھیر لیا۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے لوگ امام ابو حنیفہ کیلئے دنیا کے طالب ہوئے تو آپ نے انکار کر دیا اور ہم نے دنیا کو طلب کیا تو وہ ہم سے بھاگ گئی پس غور کرو کہ دونوں میں کتنا فرق ہے؟ یعنی ایک شخص کے قدموں میں دنیا خود آئے اور وہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ٹھکرا دے اور ایک شخص دنیا کے پیچھے بھاگے ،ور ،نیا نصیب نہ ہو۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ یں نے اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کا سوال کیا؟

۱)جب میں مروں تو میرے قبضہ میں ایک درہم بھی نہ ہو

۲)اور مجھ پر ایک درہم بھی قرضہ نہ ہو

۳) نہ میری ہڈیوں پر گوشت ہو

مروی ہے وہ اپنی خواہش کے مطابق ہی فوت ہوئے۔

ایک دفعہ خلیفہ نے فقہاء کی طرف کچھ انعام ارسال کیا۔ انہوں نے لے لیا پھر اس نے دس ہزار درہم فضیل بن عیاض کی طرف ارسال کیے لیکن آپ نے ان کو لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر آپ کی اولاد نے کہا کہ جب فقہاء نے جو تمام لوگوں کے پیشوا ہیں منظور کرلیا ہے تو آپ کیوں نہیں لیتے؟ آپ بھی تو آخرانہی میں سے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ رو پڑے اور فرمانے لگے میری اور تمہاری مثال اس قوم کی ہے جس کے پاس ایک بیل ہواوراس سے کھیتی کرتے ہوں پھر جب وہ بوڑھا ہو جائے تو کچھ ان میں سے کہیں کہ اس کا چمڑا اور گوشت بیکار ہونے سے پیشتر اس کو ذبح کر لو۔اسی طرح تم مجھے بڑھاپے کے وقت ذبح کرنا چاہتے ہو۔ تم بھوک پر صبر کرو یہ تمھارے لیے میرے ذبح کرنے سے بہتر ہے۔انہوں نے عرض کی آج ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں۔کہتے ہیں کہ آپ نے چھری اٹھائی اور اپنے نیچے پڑے ہوئے پرانے فرش کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا اور کہا جاؤ اسکی قیمت سے کچھ خرید کر کھالو۔

لقمہ باعثِ مصیبت ہے تمھارے دادا آدم کی مصیبت ایک لقمہ سے بنی تھی اور قیامت تک یہی تمھاری مصیبت ہے۔ پس اسکو یاد رکھ۔

علماء کے اقوال (جو زہد فی الدنیا میں وارد ہیں)

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کا مقولہ ہےجو شخص گناہ کا مرتکب ہو وہ عاقل نہیں ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

وھب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص تیری ایسی نیکی کی تعریف کرے جو تجھ میں نہ ہو تو ضرور وہ تیری ایسی برائی بھی بیان کرے گا جو تجھ میں نہیں ہے جو شخص اپنے آپ کو تہمت کے محل میں لے جائے تو وہ اس پر بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرے نیز آپ نے فرمایا گناہ کی معذرت سے بچتے رہو۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کوئی ایسا یقین جو کذب سے بہت مشابہ ہو موت کے یقین سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ لوگ باوجود یقین کے اس سے غافل ہیں۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جوانی خضاب اور صحت دوا سے واپس نہیں آتی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ تو ہی سارا زمانہ ہے اگر تو درست ہو گیا تو گویا تمام زمانہ درست ہو گیا اور اگر تو بگڑ گیا تو تمام زمانہ بگڑ گیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قومِ سبا کے ایک آدمی سے کہا تیری قوم بڑی جاہل ہے، انہوں نے ایک عورت کو حاکم بنا رکھا تھا۔ اس نے جواب دیا تیری قوم ان سے بھی زیادہ جاہل ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے دعا کی۔ اے اللہ اگر یہ واقعی تیری طرف سے سچ ہے تو ہم پر آسمانوں سے پتھر برسا یا سخت عذاب نازل کر انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ اے اللہ اگر یہ تیری طرف سے سچ ہے تو ہمیں ہدایت کر بس حضرت معاویہؓ خاموش ہو گئے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن سھل بن سعد قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عنداللّٰہ جناح بعوضۃ ما سقی کافرا منھا شربۃ ماء (ترمذی ۲: ۵۶)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر دنیا کی قیمت اللہ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور جو بے وقوف ہے اس کو جمع کرتا ہے اور جو جاہل ہے وہ اس سے دشمنی کرتا ہے اور جو بے عقل ہے وہ دنیا پر حسد کرتا ہے اور جسے یقین نہیں وہ اس کے حصول میں کوشش کرتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام برائیوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے اور دنیا کی محبت کو اس کی کنجی بنایا ہے۔اسی طرح تمام نیکیوں کو ایک کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہے جس کی چابی زہد مقرر کی ہے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں دنیا کی صحبت ایمان کی مٹھاس کو دل سے نکال دیتی ہے۔ وھب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو دنیا کا مالک ہوا وہ مصیبت میں گرفتار ہو گیا اور جس نے اس سے محبت کی وہ اس کا غلام بن گیا اس میں سے تھوڑی ہی کافی ہے اور اس کی کثرت غنی نہیں بناتی۔

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے طالبِ دنیا کی کوئی حد نہیں کہ جس پر ٹھہر جائے جیسے کہ طالبِ آخرت کی انتہا نہیں۔

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتی جیسے کہ آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہو سکتے۔

ابوحازم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس نے حلال طریق سے دنیا کمائی اور اسکو رضائے الٰہی میں خرچ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔

دنیا شیطان کی دوکان ہے

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے پس تم اسکی دکان سے کچھ نہ چراؤ ورنہ وہ تجھے تلاش کر کے پکڑ لے گا۔

مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام فوت ہوئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے سوال کیا کہ اے تمام انبیاء سے لمبی عمر والے آپ نے دنیا کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا ایسے گھر کی طرح جس کے دو دروازے ہیں کہ ایک میں سے گھسا ہوں اور

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar.

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دوسرے سے نکل آیا ہوں۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا ایک دلہن ہے اس کا محب اس کو کنگھی کرتا ہے مگر زاہد اس کے بالوں کو نوچتا ہے اس کے منہ کو سیاہ کرتا ہے اس کے کپڑے پھاڑتا ہے اور اس کے زیورات کو توڑتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے بندے کی محبت کی علامت یہ ہے کہ جس سے اللہ عزوجل ناراض ہو اس سے وہ بھی ناخوش ہو پس جو اللہ کی محبت کا مدعی ہو اور پھر دنیا سے محبت رکھے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے کیونکہ اللہ کو دنیا ناپسند ہے۔

ابراھیم بن ادھم کی دعا :-

ابراہیم بن ادھم اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے اے اللہ جو آسمان کو زمین پر گرانے سے روکے ہوئے ہے دنیا کو ابراہیم سے روکے رکھ۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ہم بنی آدم جنت کی ایک نسل تھے۔ لیکن شیطان نے ہم کو قید کر دیا اور وہاں سے فانی اور مہلک گھر کی طرف نکال پھینکا لہٰذا عاقل کو مطمئن اور خوش نہیں ہونا چاہیے مگر اس وقت کہ جس گھر سے وہ نکلا ہے اس میں واپس چلا جائے۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر جسم میں بیماری پورے طور پر مستحکم ہو جائے تو اسے کھانا پینا اچھا نہیں لگتا۔ یہی کیفیت دل کی ہے کہ اگر محبتِ دنیا سے پُر ہو جائے تو اس میں نصیحت کچھ اثر نہیں کرتی۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے جو شخص دین میں تیرے ساتھ فخر کرے تو بھی اس کے ساتھ فخر کر مگر جو شخص دنیا میں تیرے ساتھ فخر کرے تو تو دنیا کو اس کے سینے پر مار۔

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت عیسٰی علیہ السلام کسی سوئے ہوئے کے پاس سے گزرے اور اسے کہنے لگے اے شخص تو کھڑا کیوں نہیں ہوتا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کہ اللہ عزوجل کی عبادت کرے۔اس نے جواب دیا میں نے تمام عبادتوں سے افضل عبادت کی ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کیا ہے ؟اس نے جواب دیاکہ میں نے دنیا کو اہلِ دنیا کیلئے ترک کر دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بیشک سو بار رہے تو تمام عابدوں پر فوقیت لے گیا۔

دنیا مردار ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ دنیا مردار ہے جو شخص اس میں سے کچھ لینا چاہتا ہے تو اسے کتوں سے میل جول پر صابر بننا چاہیے۔

مسلم نجات رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے بخدا اونٹ کی مینگنیوں کی تھیلی جس سے تنور میں آگ جلائی جائے میرے نزدیک سونے کی تھیلی سے بہتر ہے۔پس اے دوست اس کو خوب یاد رکھ اور اگر تو نجات کا طالب ہے تو اس پر عمل کر۔

حدیث میں آیا ہے کہ تمہارے آگے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس میں سے وہی لوگ بچ کر جائیں گے جو بالکل سبکسار ہوں گے۔ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ کیا میں بوجھل لوگوں میں سے ہوں یا سبک ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کیا تیرے پاس آج کا کھانا ہے؟ اس نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کا بھی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیرے پاس پرسوں کا کھانا بھی ہوتا تو تو بوجھل لوگوں میں سے تھا پس یہ شریعت کا میزان ہے اور تو اپنے آپ کو خوب جانتا ہے اور سب تعریف اللہ تعالی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

ایک آدمی نے ذوالنون سے پوچھا میں کب زاہد بن سکتا ہوں ؟ فرمایا جب تو نفس کی لذتوں سے منہ موڑلے۔

محمد بن الفضل فرماتے ہیں زاہدوں کا ایثار اس وقت ہوتا ہے جب وہ غنی ہوں اور جوانمردوں کا ایثار اس وقت ہوتا ہے جب وہ حاجتمند ہوں۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر۵۹:۹)

خواہ وہ خود تنگدست کیوں نہ ہوں وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔

کسی شخص نے یحییٰ بن معاذ سے پوچھا میں توکّل کی دکان میں کب داخل ہو سکتا ہوں: زہد کی چادر کب پہن سکتا ہوں اور زاہدوں کے ساتھ کب بیٹھ سکتا ہوں۔ فرمایا" جب پوشیدہ طور پر تمہاری ریاضت اس حد تک پہنچ جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ تین دن تک بھی روزی نہ دے تو تمہارا نفس کمزوری محسوس نہ کرے اگر تم اس درجہ تک نہیں پہنچے ہو تو زاہدوں کی چادر پر بیٹھنا تمہاری جہالت ہے مجھے خطرہ ہے کہ تو کہیں صوفیاء میں رسوا نہ ہو جائے"

بشر حافی فرماتے ہیں زہد ایک حال ہے جو صرف ان لوگوں کے دلوں میں سکونت اختیار کرتا ہے جن کے دل دنیا سے خالی ہیں۔

میں نے محمد بن الحسین سے سنا کہتے ہیں کہ ابو بکر الرازی نے ان سے کہا کہ محمد بن الاشعث فرماتے تھے جو شخص زہد کی گفتگو کرتا ہے اور لوگوں کو وعظ سناتا ہے اس کے باوجود لوگوں کے مال کی رغبت رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے آخرت کی محبت اٹھا لیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب بندے کا دل دنیا سے اعراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کے دل میں حکمت کا پودا لگاتا ہے۔

زہد تین طرح کا ہے۔

۱) ترکِ حرام یہ عوام کا زہد ہے

۲) حلال چیزوں میں سے فضول چیزوں کا ترک کرنا یہ خاص لوگوں کا زہد ہے۔

۳) ان تمام چیزوں کا ترک کر دینا جو بندے کو اللہ کی طرف سے چھڑا کر کسی طرف مشغول رکھتی ہیں یہ اخص الخواص لوگوں کا زہد ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ورع :۔

سلف صالحین رضی اللہ عنھم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے عیوب بالکل پوشیدہ رکھتے اور ورع کے بارے میں اپنے نفوس کی خوب چھان بین کرتے پس وہ کسی کا عیب ظاہر کرنا پسند نہ کرتے اور اپنے اقوال و افعال اور کھانے پینے کا محاسبہ کرتے رہتے اور اپنے تمام اعضا کے متعلق محرمات میں واقع ہونے کی جستجو کرتے۔ یعنی دیکھتے رہتے کہ کہیں اعضاء حرام میں مبتلا تو نہیں ہو رہے خصوصاً" زبان، شکم، فرج، اور آنکھ کے بارے میں بہت محتاط رہتے۔

حقیقی ورع کی تعریف :۔

یونس بن عبید اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حقیقی ورع شبہات سے نکلنے اور ہر ہر قدم پر اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کا نام ہے۔ جو شخص یہ نہیں کرتا وہ متورع نہیں ہے۔ ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے گناہ صغیرہ کو حقیر نہ جانو کیونکہ گناہ کو حقیر جاننا ترکِ ورع کی سیڑھی ہے۔

ورع کی اہمیت :۔

ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس نے علم بغیر عمل کے طلب کیا اس کا پیشوا ابلیس ہے اور جو ریاست کا طالب ہوا اس کا رہبر فرعون ہے اور جس نے ورع تلاش کیا اس کے امام انبیاء واصفیاء علیہم السلام ہیں۔

ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو ورع سیکھا کرتے تھے اور اس کے سیکھنے میں تین تین مہینے یا اس سے بھی زیادہ عرصہ تک سفر اختیار کرتے تھے لیکن آج کل کوئی اس کو طلب نہیں کرتا اگر یہ بتلایا بھی جائے تو بھی اس پر عمل نہیں کرتے۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو مشتبہ دیکھتے تو اسے بالکل ترک کر دیتے اگرچہ سارا بیت المال ہی ہو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ہم حلال کے نو حصے چھوڑتے ہیں اس ڈر سے کہ کہیں حرام میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

ورع کی مثال:۔

اسلاف کی عادت تھی کہ اگر کسی جگہ ان کا دینار گر پڑے اور اس کی تلاش میں وہاں جائیں اور دینار کو پڑا دیکھتے تو اسے نہ اٹھاتے اور خیال کرتے کہ ممکن ہے کسی اور کا گرا ہو اور میرا کسی اور نے اٹھا لیا ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس سے رکنے والا تمام لوگوں سے زیادہ پرہیز گار ہو گا۔ ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر تم روزے رکھو یہاں تک کہ سوکھ کر تار بن جاؤ اور اتنی نمازیں پڑھو سوکھ کر تنکا ہو جاؤ تو تمہیں اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گا جب تک تمہارے پاس خالص ورع نہ ہو گا۔ ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے قیامت کے دن جلیسِ حق صاحبانِ زہد و ورع ہونگے۔

ورع کے بغیر فقہ بے فائدہ ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ فقہ کام کی نہیں جس میں ورع نہ ہو جیسے وہ نماز کچھ نہیں جس میں خشوع نہ ہو اور وہ مال کچھ نہیں جس میں سخاوت نہ ہو۔

محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ غنیمت میں کستوری کو تقسیم کرتے وقت ناک کو بند کرنے والا کیسا ہے اور کیا اس میں کوئی ڈر ہے؟ آپ نے فرمایا میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ یہی سوال قاسم بن محمد سے ہوا۔ آپ نے فرمایا وہ شخص ظاہری طور پر ورع کرنے والے کی مانند ہے میں اس کو ادب کے باعث ورع نہیں کہتا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا ورع :۔

رباح القیس رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا گیا کہ عمر بن عبد العزیز کے ورع کے متعلق جو کچھ آپ نے دیکھا ہے سنائیں۔ آپ نے فرمایا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ایک شام ہمیں کھانے پر بلایا۔ ہم کھا رہے تھے تو فرمانے لگے ٹھہر جاؤ اس چراغ کا تیل عوام کا تیل ہے جس میں ان کے حساب و کتاب کے کاغذات دیکھتا ہوں۔

مثالیں

طلحہ بن معرف رحمہ اللہ تعالیٰ جب کوئی دیوار وغیرہ کھڑی کرتے تو اس کو اپنی طرف جھکا دیتے تاکہ اس کی مٹی جس سے اس کی بنائی گئی ہے راستہ میں نہ گرے۔

بشر حافی کی بہن اور امام احمد بن جنبل

کہتے ہیں کہ بشر حافی کی بہن امام احمد بن جنبل کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ہم اپنے مکان کی چھت پر سوت کاتتے ہیں تو طاہریہ کی مشعلیں گزرتی ہیں اور ان کی شعائیں ہم پر پڑتی ہیں کیا ان کی شعاعوں میں ہمارے لیے سوت کاتنا جائز ہے۔

امام احمد نے پوچھا تم کون ہو جواب دیا بشر حافی کی بہن۔ امام احمد بن جنبل رو پڑے اور کہا تمہارے ہی گھر سے تو سچی پرہیز گاری نکلتی ہے۔ ان کی شعاع میں سوت نہ کاتا کرو۔

علی عطار فرماتے ہیں میں بصرہ کی ایک سڑک سے گزرا۔ وہاں بچے کھیل رہے تھے اور بوڑھے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے بچوں سے کہا کیا تمہیں ان بزرگوں سے شرم نہیں آتی؟ ان میں سے ایک بچے نے جواب دیا کیونکہ ان بزرگوں کی پرہیز گاری میں کمی واقع ہو گئی ہے اس لیے ان کی ہیبت بھی کم ہو گئی ہے۔

ابو بکر صدیق کا قول

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم ستر قسم کی حلال اور جائز باتوں کو اس خوف سے چھوڑ دیا کرتے تھے کہ کہیں کسی حرام بات میں نہ پھنس جائیں۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوھریرہ کو فرمایا پرہیز گار بنو گے تو سب سے زیادہ عبادت گزار ہو جاؤ گے۔

امام ابو حنیفہ کا ورع :۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے ایک مقروض سے مطالبہ کیلئے گئے۔ اس آدمی کے گھر کے دروازے پر ایک درخت تھا۔ امام نے دھوپ میں کھڑے ہو کر مطالبہ کیا کسی نے کہا آپ درخت کے سایہ میں کیوں نہیں کھڑے ہوتے؟ آپ نے فرمایا نہیں میرا اس کے مالک پر قرض ہے اور جو فائدہ بھی قرض سے حاصل کیا جائے وہ سود ہے میں سود سے بچنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں منقول ہے۔

مغیرہ بن شعبہ رحمہ اللہ تعالیٰ جب پھیری والوں سے کوئی چیز خریدتے تو چلنے والوں کی دقت کے خیال سے راستہ سے ایک طرف کھڑے ہوجاتے اور اس سے سودا خریدتے۔

بکار بن قتیبہ کا ورع :۔

قاضی بکار بن قتیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی والدہ سے چادر مانگی تاکہ اوپر اوڑھ کر روٹی پکوا لائیں۔ راستہ میں ایک دوست نے آپ سے کلام کیا لیکن آپ جواب کیلئے کھڑے نہ ہوئے۔ اس نے پوچھا آپ کلام کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے کہا اے دوست میں نے اس چادر کو روٹی پکوانے کیلئے مستعار لیا ہے نہ اس لیے کہ اسے لے کر بازار میں کسی کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو میرے ساتھ باتیں کرے گا میں اس کی اجازت لے لیتا۔

بکر بن عبد اللہ عزنی اپنے گھر کی چھت کا پرنالہ کسی پر گرنے کے خیال سے راستے کو چھوڑ کر اپنے گھر کے اندر رکھتے۔ آپ کے پاس ایک بلی مرگئی تو آپ نے اسے گھر میں گڑھا کھود کر دفن کر دیا اور باہر ڈھیر پر نہ پھینکا کہ لوگوں کو اس کی بدبو سے تکلیف نہ ہو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ تم مکہ کی طرف مشتبہ مال لے کر سفر نہ کرو کیونکہ حرام یا مشتبہ مال کا ایک دانہ بھی رد کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانچ سو حج سے جو مشتبہ مال سے ہو بہتر ہے۔

یزید بن دریح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کا بہت سا مال متروکہ نہ لیا اور فرمانے لگے مجھے اس کے پیسہ کی حلت میں شک ہے کیونکہ وہ امراء کے پاس اشیاء بیچا کرتا تھا۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے غلام کی کمائی سے نہ کھاتے جب کہ اس نے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر فروخت کی ہو اور فرماتے کہ تو نے درود شریف پڑھ کر اس چیز کی تعریف کی ہے اسی لیے لوگوں نے اسے خریدا ہے ۔ پس تجھے مناسب ہے کہ ایسا نہ کیا کرے یا خریدار کو ایسی باتیں کہنے سے پرہیز کرے کہ یہ چیز ارزان یا خوب صورت ہے بلکہ تم خاموش، رہ کر فروخت کیا کرو۔

فضیل بن عیاض ایک دفعہ بازار میں اپنے عیال کیلئے روٹی لینے گئے تو دیکھا کہ نان بائی روٹی بیچنے کے وقت تسبیح و تہلیل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے۔پس فضیل نے اس سے کچھ نہ خریدا اور آپ بال بچوں کے ساتھ سب بھوکے سوئے یہاں تک کہ دوسرے دن ایک ایسے شخص کو دیکھا جو خاموشی سے روٹی بیچ رہاتھا۔ پس اس سے خرید کر لائے کسی نے آپ سے کہا کہ اے ابا علی یہ کام ہل ہے۔ آپ نے جواب دیا میں ڈرتا ہوں کہ یہ تمہاری ہل انگاری مجھے جہنم میں نہ ڈال دے۔

یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ چادریں اور اوڑھنیاں بیچا کرتے تھے لیکن جب آسمان ابر آلود ہوتا تو ان کو فروخت نہ کرتے اور نہ بازار لے کر جاتے تھے کسی نے اس کا باعث دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ابر کے دن خریدار کو اکثر عیب والی صاف نظر آتی ہے۔

اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ فقہاء میں سے جس نے مشتبہ امور کی رخصت طلب کی اس کا علم جہنم کا توشہ ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ابو علی نجورانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک کرتہ خریدا اور پہنا ایک آدمی نے کہا میں نے اس کرتہ کو خریدا تھا تو اس میں ایک درہم مشتبہ تھا۔ آپ پانی میں داخل ہو گئے اور کرتہ اتار کر ننگے ہو گئے اور فرمانے لگے مجھے ایک کرتہ کون صدقہ دیتا ہے کہ پانی سے نکلوں پس لوگوں نے آپ پر کپڑا ڈال دیا۔

حضرت سہل فرماتے ہیں حلال اور پاک وہ چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو نہ بھلایا گیا ہو۔

حضرت حسن بصریؒ مکہ میں آئے اور وہاں حضرت علی بن ابی طالبؓ کی اولاد میں سے ایک بچے کو صحنِ کعبہ میں لوگوں کو وعظ کرتے دیکھا۔ حسن بصریؒ کھڑے ہو گئے اور بچے سے سوال پوچھا دین کا دار مدار کس چیز پر ہے؟ بچے نے جواب دیا پرہیز گاری پھر پوچھا دین کی آفت کس چیز میں ہے؟ جواب دیا طمع میں یہ سن کر حضرت حسن بصریؒ کو تعجب ہوا۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں صحیح پرہیز گاری ایک ذرّہ بھر بھی ہو تو وہ نماز روزہ کے ایک ہزار مثقال سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ میرا قرب چاہنے والے پرہیز گاری اور زہد ورع سے بڑھ کر کسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں قیامت کے دن اہلِ ورع و زہد اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔

امام احمد بن حنبل نے مکہ میں تانبے کا ایک برتن ایک سبزی فروش کے پاس گروی رکھا جب انہوں نے اسے چھڑانا چاہا تو سبزی فروش دو برتن نکال کر لے آیا اور کہا جونسا چاہو لے لو۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں میں اپنا برتن پہچان نہیں سکا۔ لہٰذا کہا کہ یہ برتن بھی تیرا ہے اور یہ درہم بھی تیرے ہیں! اس پر سبزی فروش نے کہا آپ کا برتن یہ ہے میں تو صرف آپ کو آزمانا چاہتا تھا۔

آپ نے فرمایا اب میں اسے نہ لوں گا اور برتن اس کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن المبارک نے ایک قیمتی جانور کھلا چھوڑ دیا اور خود ظہر کی نماز پڑھنے لگ گئے جانور شاہی کھیتوں میں چرتا رہا اس پر ابن مبارک نے اس جانور کو اس شخص کے پاس چھوڑ دیا جس کے قبضے میں وہ کھیت تھے اور پھر اس پر سوار ہونا پسند نہ کیا۔

کہتے ہیں کہ ابن مبارک مرو سے شام تک صرف اس غرض سے آئے کہ ان کے پاس ایک ادھار لیا ہوا قلم تھا جس کو انہوں نے واپس نہ کیا تھا یعنی وہ قلم واپس کرنے کیلئے اتنا لمبا سفر کیا۔ پس اے دوست اس خلق کو بغور دیکھ اور اپنے نفس کی چھان بین کر زہد وورع میں اپنے سلف کی پیروی کر اور اگر ایسے عمل نہیں کرتا تو صلاحیت کے دعوے کو چھوڑ دے کیونکہ جس کے پاس ورع نہیں وہ متورعین کے نزدیک فاسق ہے اور اس کا ان کے مقام میں کوئی حصہ نہیں اور سب تعریف اللہ ہی کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پرودگار ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر ۴

اخلاص

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اخلاص کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اخلاص میرے رازوں میں سے ایک راز ہے جسے میں کسی شخص کے دل میں رکھ دیتا ہوں اور پھر خود اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اخلاص کی نشانیاں ہیں،

۱) عوام کی مدح یا مذمت بندے کے نزدیک یکساں ہو جائے۔

۲) اعمال میں اپنے اعمال کو دیکھنا بھول جائے۔

۳) اور یہ بھی بھول جائے کہ وہ آخرت میں اپنے اعمال کا ثواب چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے اخلاص کو خالص بنانا چاہتا ہے تو اس کے اخلاص سے ریا اور دکھاوے کے پہلو کو نکال دیتا ہے۔ وہ بندہ پہلے مُخلِص بنتا ہے اور پھر مُخلَص ہو جاتا ہے۔ یعنی ریا اور نفس کے جال سے خلاصی دلایا ہوا قرار پاتا ہے۔

حضرت مکحول نے فرمایا جو بندہ چالیس دن تک صحیح اور کامل اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹ کر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

علم اور عمل میں اخلاص:-

سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ علم اور عمل میں نہایت خلوص رکھتے تھے اس میں ریا کی آمیزش سے سخت ڈرتے تھے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ عزو جل نے جنتِ عدن کو پیدا کیا تو اس میں ایسی ایسی چیزیں پیدا کیں جو نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال گزرا تب جنت کو بولنے کا حکم فرمایا۔ اس نے تین بار کہا

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (المومنون ۲۳: ۱)

مومن فلاح پا گئے

پھر کہا میں ہر بخیل اور ریا کار پر حرام ہوں۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

عالم با عمل یقیناً" ولی اللہ ہے۔

وھب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اندھا کر دیتا ہے اور اس کا نام دوزخیوں کے دفتر میں لکھ دیتا ہے۔حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے علم پر عمل کرے وہ یقیناً ولی اللہ ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے کہا اے بیٹے علم حاصل نہ کر جب تک کہ تو اس پر عمل کرنے کی نیت نہ کرے ورنہ قیامت کے دن وہ تیرے لیے وبال ہو گا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ اکثر اپنے نفس پر عتاب کرتے اور اسکو جھڑک کر کہتے کہ تو باتیں پرہیز گاروں، طاعت گزاروں اور عابدوں جیسی کرتا ہے مگر تیرے افعال فاسقوں، منافقوں اور ریاکاروں جیسے ہیں واللہ یہ مخلصوں کی صفات نہیں ہیں۔

فضیل بن عیاضؒ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اعمال میں ایک ساحر سے زیادہ ہوشیار نہ ہو گا وہ ضرور ریا میں پھنس جائے گا۔

آدمی مخلص کب ہوتا ہے۔

ذوالنون مصریؒ سے کسی نے پوچھا کہ آدمی اپنے آپ کو مخلص کب جانے؟ آپ نے فرمایا جب اپنی تمام کوشش اللہ کی طاعت میں صرف کر دے اور دنیا میں ذلت کو پسند کرے۔

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے پوچھا آدمی مخلص کب ہوتا ہے انہوں نے فرمایا جب اس کی عادت شیر خوار بچے جیسی ہو جائے کہ تعریف اور مذمت کی کچھ پرواہ نہ کرے۔

ریاکاری کی مذمت ۔

ابو عبد اللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ریاکار کو کہے گا کہ جا اپنے عمل کا ثواب ان لوگوں سے لے جن کو دکھلایا کرتا تھا۔ایک روایت میں ہے کہ ریاکار جب قیامت کو اپنے اعمال کی جزا مانگے گا تو اسے کہا جائے گا کہ جن

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کو تواپنے عمل دکھلاتا تھا ان سے ہی ثواب لے اور ایک روایت میں ہے کہ اسے کہا جائے گا کہ کیا لوگ مجالس میں تیرے علم اور عمل کی وجہ سے تیرے لیے جگہ کشادہ نہیں کرتے تھے؟ کیا تو دنیا میں رئیس نہیں بنا ہوا تھا؟ کیا لوگ خرید وفروخت میں تجھ سے رعایت نہیں کرتے تھے اور کیا تیری عزت نہیں کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آدمی جب تک لوگوں سے میل جول رکھتا ہے ریا سے نہیں بچ سکتا۔ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ لوگ تین چیزوں سے زینت حاصل کرتے ہیں۔کوئی علم سے زینت حاصل کرتا ہے،کوئی عمل سے اور کوئی ترکِ زینت سے۔تیسری قسم کے لوگ سب سے زیادہ غامض اور شیطان کو بہت پسند ہیں۔

ابو عبد اللہ انطاکی فرماتے ہیں کہ جو شخص ظاہری اعمال میں خلوص پیدا کرنے کا طالب ہو اور دل میں لوگوں کا خیال رکھے وہ ایک امر محال کا طالب ہے کیونکہ اخلاص تو ایک ایسا پانی ہے جس سے دل کو زندگی نصیب ہوتی ہے اور ریا اس کی موت ہے۔

علاماتِ ریا :

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جس نے محفل میں اپنے آپ کو برا کہا اس نے در حقیقت اپنی تعریف کی اور یہ بھی ریا کی علامتوں میں سے ہے۔ابن سماک فرماتے ہیں اگر کوئی شخص اپنے علم و عمل کے بارے میں لوگوں کو اپنے مافی الضمیر سے مطلع کرے تو لوگ اسے برا جانیں اور اسے بے وقوف کہیں تو یہ بھی ریا کاری ہے۔

ابراہیم بن ادھم فرماتے تھے کوئی دوست اپنے دوست سے روزہ کے متعلق دریافت نہ کرے کیونکہ اگر اسنے کہا کہ میں روزے سے ہوں تو اس کا نفس خوش ہوگا اور اگر انکار کیاتواس کانفس غمگین ہو گا اور دونوں علامتیں ہیں اور اسمیں مسئول کی فضیحت ہے اور سائل کا اس کی قابلِ اخفاء حالت پر مطلع ہونا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے خانہ کعبہ کا طواف کیا

Digitized By eGangotri

اور اہلِ خراسان کو دکھلایا لوگوں نے اسکا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ دل سے چاہتا

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہے کہ خراسان والے اس کے بارے میں کہیں کہ فلاں شخص مکہ میں سعی اور طواف کیلئے مجاور رہا ہے۔ پس اسے یہ ریاکاری والا عمل مبارک ہو۔

ریا کی صورتیں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے اعمال میں ریا کرتے تھے مگر اب ایسے لوگ ہیں جو ان اعمال میں بھی ریا کرتے ہیں جنہیں وہ نہیں کرتے تھے۔ جب کبھی وہ یہ آیت پڑھتے۔ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَکُمْ ہم تمہاری حالتوں کو جانچیں گے تو فرماتے اے اللہ اگر تو ہمیں آزمائے گا تو ہماری رسوائی ہوگی اور ہمارا پردہ فاش ہوگا اور تو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ہے

ایوب سختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بھی منجملہ ریا ہے۔ کہ تو نے جو کچھ علم میں لوگوں کی باتیں اور ان کے احوال یاد کر رکھے ہیں ان کو بیان کر کے دوسروں پر فخر کرتا ہے کیونکہ جس چیز کے ساتھ ان لوگوں کا فخر ہے وہ نہ تیرا عمل ہے اور نہ اس سے مستنبط ہے۔

نیتِ صالحہ میں ریا کو دخل نہیں۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اکثر نیک نیت کیا کرو کیونکہ ریا نیت میں داخل نہیں ہوتی۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کے اسلام میں داخل ہونے کے بعد فروغِ اسلام میں علیحدہ نیت کی ضرورت نہیں رہتی۔ ابو سلیمان دارانیؒ فرماتے ہیں کہ مومن اعمالِ اسلام میں سے جو عمل بھی کرے اس میں نیت نہ کرنے سے کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کو نیتِ اسلام ہی کافی ہے۔

نعیم بن حماد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارے لیے پشت پر کوڑوں کی مار کھانا نیتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اہلِ جنت کا جنت میں اور اہلِ دوزخ کا دوزخ میں دخول تو اعمال کی بنا پر ہوگا اور ان میں خلود نیتوں کی بنا پر ہوگا۔

ابو داؤد طیالسی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عالم جب کوئی کتاب لکھے تو اسے مناسب ہے کہ اس سے نصرتِ دین کا قصد کرے نہ کہ حسنِ تالیف کے سبب اپنے ہم

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

عصروں میں تعریف کا طالب ہو۔

توریت میں آیا ہے کہ جس عمل کو میں منظور کر لوں وہ اگرچہ تھوڑا ہو بہت ہے اور جسے میں رد کر دوں وہ اگرچہ کثیر ہو مگر تھوڑا ہے۔

ایک دفعہ داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الٹا لباس پہنا تو لوگوں نے انہیں کہا اسے بدل کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خدا کیلئے پہنا ہے اس لیے میں اسے نہیں بدلتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول

امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریاکاری کی تین علامتیں ہیں۔

اول جب اکیلا ہو تو سستی کرے اور نوافل بیٹھ کر ادا کرے

دوم جب لوگوں میں ہو تو خوش ہو

سوم جب لوگ اس کی تعریف کریں تو زیادہ عمل میں مشغول ہو اور جب مذمت کریں تو اس میں کمی کر دے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا جو عمل ظاہر ہو جائے میں اس کو کچھ شمار نہیں کرتا کیونکہ جب لوگ دیکھ لیں تو ہم جیسوں سے اخلاص نہیں ہو سکتا۔

ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نوجوانوں کا سا لباس پہنا کرتے تھے اس لئے کہ ان کے دوستوں کے سوا انہیں کوئی علماء میں شمار نہیں کرتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو اس طرح مخفی رکھے جس طرح اپنی برائیوں کو مخفی رکھتا ہے۔

علماء کا ریاکاری سے پرہیز۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ طاؤس کے پاس سے گزرے۔اس وقت وہ حرم میں بیٹھے ہوئے ایک بڑے حلقہ میں حدیث کی املا کرا رہے تھے۔آپ ان کے قریب گئے اور ان کے کان میں کہا اگر تجھے اپنی یہ حالت پسند آتی ہے تو اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہو۔ حضرت طاؤس فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ کا بشر حافیؒ کے حلقۂ درس پر گزر ہوا تو آپ نے ان کے حلقے کو بڑا دیکھ کر برا سمجھا اور فرمایا اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا ہوتا تو ان کو بھی خود پسندی کا شوق ہوتا۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے درس میں تین آدمیوں سے زیادہ کسی کو نہ بیٹھنے دیتے۔ ایک دن اس بارے میں غفلت کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حلقہ بہت بڑا ہو گیا ہے وہ گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے۔ افسوس ہم اپنی لاعلمی میں ماخوذ ہو گئے۔ واللہ اگر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھ جیسے شخص کو ایسی مجلس میں بیٹھا دیکھتے تو فوراً اٹھا دیتے اور فرماتے تیرے جیسا شخص اس قابل نہیں ہے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب حدیث کی املا کو بیٹھتے تو مرعوب اور خوفزدہ ہو کر بیٹھتے۔ اگر سر پر سے بادل گزرتا تو ساکت ہو جاتے حتیٰ کہ وہ گزر جاتا اور فرماتے میں ڈرتا ہوں کہ اس میں پتھر ہوں جو ہم پر پھینکے جائیں۔

ایکدفعہ ایک شخص اعمش رحمہ اللہ کی مجلس میں ہنسا۔ انہوں نے اسے جھڑکا اور نکال دیا اور فرمایا تو علم حاصل کر رہا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو حکم دیا ہے اور ہنستا ہے۔ پھر انہوں نے اس سے دو ماہ تک کلام نہ کیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کلام اللہ میں یہ آیت نہ ہوتی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ○ (البقرۃ ۲: ۱۵۹)

"وہ لوگ جو ہمارے واضح احکام اور ہدایت کی باتوں کو چھپاتے ہیں جن کو ہم نے نازل کیا ہے بعد اسکے کہ ہم ان کو کتاب میں عام لوگوں پر ظاہر کر چکے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔"

تو میں تمہیں کبھی حدیث نہ سناتا۔

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے جب حدیث پڑھانا چھوڑ دیا تو لوگوں نے ان سے متعلق عرض کی: انہوں نے فرمایا کہ بخدا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم میں سے کوئی محض اللہ تعالیٰ کیلئے علم حاصل کرتا ہے تو میں خود اس کے گھر جاتا اور اسے آنے کی تکلیف نہ دیتا۔ ایک مرتبہ کسی نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ آپ مسندِ درس پر

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بیٹھ کر ہمیں حدیث کیوں نہیں سناتے تو فرمایا واللہ میں تم میں سے کسی کو بھی حدیث سننے کا اہل نہیں سمجھتا اور نہ اپنے آپ کو اس کا اہل پاتا ہوں۔ میری اور تمھاری مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کہا ہے۔ افتضحوافاصطلحوا پہلے سب کے سب ذلیل ہوئے اور پھر آپس میں اتفاق کرلیا۔

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جب تفسیرِ قرآن سے فارغ ہوتے تو باوجود اس قدر علم و فضل کے فرماتے کہ اس مجلس کو استغفار سے ختم کرو۔

شداد بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جس شخص میں یہ تین صفات ہوں وہ لوگوں کو پڑھانے بیٹھے ورنہ یہ کام نہ کرے۔

اول یہ وہ لوگوں کو اللہ کی نعمتیں یاد دلائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کریں

دوم ان کو گناہ یاد دلائے تاکہ وہ توبہ کریں

سوم شیطان کی دشمنی یاد دلائے تاکہ لوگ اس سے بچیں

ابنِ وھب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے راسخین فی العلم کے متعلق دریافت کیاکہ وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ وہ عالم باعمل ہیں اور علم سے بڑھ کر کوئی شئے معزز نہیں کیونکہ صاحبِ علم بادشاہوں پر بھی حکمرانی کرتا ہے۔

ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا کہ آپ کے خیال میں نیک کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ عامل اور مخلص عالم۔ پھر سوال ہوا کہ بادشاہ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو دنیا میں زاہد ہوں۔ پھر سوال ہوا کہ رذیل کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو اپنے علم و عمل اور دین سے دنیا کماتے ہیں۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علماء زمانوں کے چراغ ہیں پس ہر عالم اپنے زمانے کا چراغ ہے کہ اس کے علم سے اس کے اہلِ عصر روشنی لیتے ہیں اور اگر عالم نہ ہوتے تو لوگ بہائم کی مانند ہوتے۔

عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علم اس کو سکھاؤ جو اس کا حق ادا کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اس کا کیا حق ہے؟ انہوں نے کہا کہ عالم علم کو اس کے سپرد کرے جو اس پر عمل کرے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

علماء کے آداب :۔

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علماء کے آداب یہ ہیں کہ جو پڑھیں اس پر عمل کریں اور جب عمل کرنے لگیں گے تو لوگوں کو ملنے سے رک جائیں گے جب لوگوں سے رک گئے تو مفقود ہو جائیں گے جب مفقود سمجھے گئے تو تلاش کیے جائیں گے اور تلاش کیے گئے تو اپنے دین پر فتنوں کے خوف سے بھاگ جائیں گے۔

وعن ابی الدرداء قال ان من اشر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیٰمۃ عالم لا ینتفع بعلمہ (مشکوٰۃ المصابیح صہ ۸)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کو اللہ نے اس کے علم سے نفع نہیں پہنچایا - نیز حدیث میں آیا ہے کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں تمام عابد جاہل ہوں گے اور تمام عالم فاسق - عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص مشکلات میں بلا غور و فکر فتویٰ دیتا ہے اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں ڈالنا چاہا اور فرماتے تھے کہ جو شخص لوگوں کے ہر سوال کا جواب دے وہ دیوانہ ہے۔

عالم بے عمل کی مذمت :۔

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو علم تو علماء کا سا حاصل کرتے ہیں اور کام جاہلوں جیسے کرتے ہیں۔ مروی ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ علماء بھی بے شمار ہیں مگر سب ہدایت یافتہ نہیں ہوتے۔
ابراہیم بن عتبہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ ندامت اس شخص کو ہوگی جو لوگوں میں علم کے باعث بڑا بنتا ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب فرماتے تھے کہ اس امت پر مجھے سب سے زیادہ خوف اس شخص سے ہے جو زبان کا عالم ہو اور دل کا جاہل۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علم عمل کو پکارتا ہے۔ اگر وہ آیا تو بہتر ورنہ خود رخصت ہو جاتا ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دنیا طلب عالم ذلیل ہوتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب میں دنیا کو کسی عالم کے ساتھ کھیلتے دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آتا ہے۔ اگر قرآن اور حدیث والے دنیا کی بے رغبتی پر صابر ہوں تو لوگ انہیں ذلیل نہ جانیں۔ افسوس ہے اس بات پر کہ کوئی کہے کہ فلاں عالم یا عابد فلاں تاجر کے خرچ سے حج کو گیا یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عالم جب دنیا کا طالب ہو تو اسکا رعب جاتا رہتا ہے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ علماء کی سزا یہ ہے کہ ان کے دل مردہ ہو جاتے ہیں اور دل کی موت عملِ آخرت کے ذریعے دنیا طلب کرنے سے ہوتی ہے کہ وہ اسکے ذریعے اہلِ دنیا کا تقرب چاہتے ہیں۔

حضرت سعید بن مسیّب فرماتے تھے کہ جب تم کسی عالم کو امراء کے دروازوں پر جاتا دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ اوزاعی فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک امراء کے پاس جانے والے عالم سے بڑھ کر کوئی برا نہیں مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص نے قرآن پڑھا اور دین میں تفقہ بھی حاصل کیا پھر وہ کسی امیر کے پاس ضروری حاجت کے بغیر جائے تو وہ اپنے قدموں کی مقدار جہنم میں داخل ہوا۔

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے کسی آسمانی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو عالم اپنے علم سے دنیا طلب کرے اس کی ادنیٰ سزا یہ ہے کہ میں اس کو اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب کسی عالم کو دیکھو کہ وہ دنیا سے محبت رکھتا ہے تو اس کو دین میں متہم سمجھو کیونکہ کوئی شخص جس چیز کا محب ہے اسی میں گھس جاتا ہے۔ حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قیامت کے روز سب سے بڑھ کر بدنصیب وہ عالم ہوگا جس کے علم پر لوگ تو عمل کریں گے مگر وہ خود اس پر عامل نہ ہو۔

ابراہیم بن ادھم فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے کلام کو تو ایسا صاف اور درست کیا ہے کہ اس میں کبھی غلطی نہیں کرتے اور عمل میں ایسے خطاکار ہوتے ہیں کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کبھی اس کی اصلاح نہیں کرتے۔اوزاعیؒ فرماتے تھے کہ جب الفاظ میں آرائشگی آگئی تو قاری اور سامع سے خشوع جاتا رہتا ہے۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو شخص علم سیکھے اور اس پر عمل نہ کرے اس کی مثال اس عورت کی سی ہے جس نے خفیہ زنا کیا پھر اس کو دردزہ شروع ہوا تو رسوا ہوئی۔ یہی کیفیت عالم بے عمل کی ہو گی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو لوگوں کے سامنے رسوا کرے گا۔

ریا کاری کا علاج نفس کی مخالفت ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شیطان تمہارے پاس نماز کی حالت میں آکر کہے کہ تو ریا کار ہے تو تم اپنی نماز کو زیادہ طول دے دو۔فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ لوگوں کی خاطر عمل کرنا ریا اور لوگوں کی وجہ سے چھوڑنا شرک ہے۔ اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں سے نجات دے ۔ لوگوں کی وجہ سے عمل ترک کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ عمل کرنے کی رغبت نہ ہو مگر ایسے محل میں جہاں کوئی تعریف کرنے والا ہو اور جہاں کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو وہاں عمل ترک کردے اور کاہلی اختیار کرے۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم جیسوں کو مناسب نہیں کہ اپنے نیک اعمال میں سے بھی کچھ ظاہر کریں تو ان اعمال کی کیا حالت ہو گی جن میں ریا داخل ہو چکی ہے پس ہمارے لیے تو اعمال کا اخفاء ہی مناسب ہے۔ہم نے سنا ہے۔کہ حضرت عیسی علیہ السلام اپنے حواریوں سے فرمایا کرتے تھے جب تم روزہ دار ہو تو اپنی داڑھی، سر اور ہونٹوں پر تیل مل لیا کرو تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ تم روزہ دار ہو۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ علم اور عمل وہی بہتر ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہو۔عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ میں نے اس شخص سے زیادہ بیوقوف کوئی نہیں دیکھا جو اپنی برائی جانتا ہو اور پھر یہ خواہش کرے کہ لوگ اس کے علم اور نیکی کی تعریف کریں۔یہ امر ضروری ہے کہ مسلمانوں کے دل ان کی اندرونی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

برائی سے مطلع ہوں اور وہ اس شخص کی مانند ہے جو کانٹوں والا درخت بوئے اور خواہش کرے کہ اس پر کھجوریں لگیں۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ جب عالم اپنے علم و عمل میں ریا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ علیہم السلام سے فرماتا ہے کہ دیکھو یہ شخص میرے ساتھ مسخری کرتا ہے اور مجھ سے ڈرتا نہیں حالانکہ میں صاحبِ عظمت و جبروت ہوں۔

نیکیوں کو مخفی رکھنا اخلاص کی علامت ہے۔

امیرالمومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی کو نماز میں گردن جھکائے دیکھتے تو اس کو درے لگاتے اور فرماتے تیرا بھلا ہو خشوع تو دل میں ہوتا ہے۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایک روز کسی شخص کے پاس سے گزرے جو سجدہ میں رو رہا تھا تو فرمانے لگے کیا ہی اچھا ہوتا اگر تو گھر میں ہوتا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھتا۔ ابراہیم بن ادھمؒ فرماتے تھے کہ میں ایک پتھر کے پاس سے گزرا اس پر لکھا تھا تو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا پھر زیادہ علم کیوں طلب کرتا ہے۔

یوسف بن اسباط رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ اپنے اعمال پوشیدہ رکھے اور میں ان کو ظاہر کر دوں گا۔ ابو عبدالرحمن زاہد اپنے نفس کو بہت ملامت کرتے تھے اور مناجات میں کہا کرتے تھے مجھ سے زیادہ برا کون ہوگا۔ میں تیرے بندوں کے ساتھ ظاہر میں ایمانداری کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں لیکن باطن میں تیرے ساتھ خیانت کرتا ہوں۔

فضیل بن عیاض فرماتے تھے کہ جو کوئی مجھے ایسا عابد بتلائے جو رات کو بہت روتا ہو اور دن کو بہت روزے رکھتا ہو تو میں اسے دعا دوں گا۔

ریاکار عالم کی علامت :۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر حصولِ علم نیک نیتی سے ہو تو [illegible] زمانہ کے [illegible] علم نہیں ، لیکن لوگ علم کو عمل کیلئے نہیں پڑھتے بلکہ [illegible]

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کے شکار کا جال بناتے ہیں-ایک دن سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فضیل بن عیاض کے پاس گئے اور کہنے لگے اے ابو علی! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فضیل نے فرمایا اے علماء کے گروہ میں تمہیں کیا نصیحت کروں۔ تم لوگ چراغ تھے اور شہروں میں تمھاری روشنی تھی مگراب تم سراسر تاریکی ہو گئے ہو۔ پہلے تم ستارے تھے کہ لوگ ظلماتِ جہل میں تمھارے ذریعے راستہ پاتے تھے مگراب تم خود سرگشتہ ہو گئے ہو۔تم حکام کے دروازں پر جاتے ہو۔

ان کے فرشوں پر بیٹھتے ہو۔ ان کے کھانے کھاتے ہو اوران سے تحفظ لیتے ہو پھر مسجد میں آبیٹھتے ہو اور کہتے ہو فلاں نے رسول اللہ علیہ وسلم سے فلاں فلاں روایت نقل کی ہے۔ بخدا علم ان باتوں کیلئے حاصل نہیں کیا جاتا ہے مروی ہے کہ سفیان ثوری یہ سن کر اتنے روئے کہ ہچکی بند گئی پھر اٹھ کر چلے گئے

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم کسی عالم یا عابد کو دیکھو کہ وہ امیروں یا دنیا داروں کے ہاں اپنا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے سمجھ لو کہ وہ ریاکار ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے تھے عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ جاہل علم سیکھیں گے اور پھر اس سے امراء کے قرب پر فخر کریں گے جیسے عورتیں آپس میں مردوں کی بنا پر فخر کرتی ہیں پس ان لوگوں کو علم سے یہی حصہ ملتا ہے۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ریاکار عالم کی علامت یہ ہے کہ اس کا علم تو پہاڑ کی طرح ہوگا اور عمل ذرے کے برابر اور فرماتے تھے اگر عالم اپنے علم پر عمل کرے تو اسکی تلخی معلوم ہو اور پھر کبھی خوش نہ ہو کیونکہ یہ سراسر تکلیف ہے۔ جتنا وہ علم میں ترقی کرتا ہے اتنا ہی تکالیف میں اضافہ ہوتا ہے لہٰذا عالم کو مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خوشی کا اظہار کرے مگر پل صراط سے گزر جانے کے بعد!

علم کو عمل کی غرض سے طلب کرو۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علم کو عمل کی غرض سے طلب کرو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اکثر لوگ اس میں غلطی کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ بغیر عمل کے صرف علم ہی سے نجات ہوگی۔ اگر یہ خیال صحیح ہو تو وہ آیات اور احادیث کیا ہوں گی جو عالِم بے عمل کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے تھے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جس قدر وہ علم میں ترقی کرتے تھے اسی قدر دنیا سے بے رغبت ہوجاتے اور دنیاوی متاع و سامان کم کرتے تھے لیکن آج کل ہم ایسے لوگ دیکھتے ہیں کہ وہ جس قدر علم میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر ان میں دنیا کی رغبت بھی بڑھتی ہے اور عمدہ لباس 'خوراک' مکان' نکاح' سواری اور خدام وغیرہ میں بھی کثرت چاہتے ہیں۔

سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ قرآن پڑھنے والا اس پر کیونکر عامل ہو سکتا ہے جب کہ وہ رات کو سوتا ہے اور دن میں روزے نہیں رکھتا اور حرام و مشتبہ مال کھاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ اگر قاری لوگ زندہ ہوتے تو اپنے شکموں میں حرام کھانے سے آگ کی تکلیف محسوس کرتے لیکن وہ تو مردہ ہیں جو مردار اور آگ کھاتے پھرتے ہیں۔

منصور بن معتمر رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ کے علماء کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ تم عالم نہیں ہو بلکہ تم تو علم کا مزہ لینے والے ہو کہ کسی سے مسائل سن کر لوگوں کو سناتے ہو۔ اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے تو اسکی تلخی اور تکلیف کا مزہ چکھتے اور تمہارا علم تمہیں پرہیز گاری پر برانگیختہ کرتا یہاں تک کہ تمہیں کھانے کو ایک روٹی بھی نہ ملتی۔

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آج کل کے علماء پر حرام اور مشتبہ مال کے کھانے کی عادت غالب آگئی ہے یہاں تک کہ وہ محض شکم پروری اور شہوت رانی میں مستغرق ہیں اور انہوں نے اپنے علم کو جال بنا رکھا ہے جس کے ساتھ دنیا کا شکار کرتے ہیں۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اگر قرآن اور حدیث کے عالموں میں خرابی نہ آجاتی تو یہ تمام لوگوں سے اچھے ہوتے لیکن انہوں نے علم کو حرفہ اور ذریعہ بنا

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

رکھا ہے اور اس لیے وہ زمین و آسمان میں ذلیل ہو چکے ہیں۔

سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس زمانے کے علماء پر ریا غالب ہے وہ لوگوں پر اپنی عبادت ظاہر کرتے ہیں اور ان کے باطن کینہ، حسد اور بغض سے لبریز ہیں۔ اگر تمہیں کسی عالم سے کام ہو تو اس کے پاس کسی دوسرے عالم کی سفارش نہ لے جاؤ ورنہ وہ سخت دل ہو جائے گا لیکن اگر اس کے پاس کسی امیر کی سفارش لے جاؤ تمہاری حاجت بہت جلد پوری کریگا۔

بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عاقل کی عقل مندی یہ ہے کہ وہ علم کی ترقی کا اسوقت خواہشمند ہو جب وہ اس پر جو وہ جانتا ہے پورا عمل کر چکے اس وقت اور علم سیکھے تاکہ اس پر عمل کرے۔ مروی ہے کہ جب آپ نے املاء حدیث کو ترک کر دیا تو لوگوں نے کہا تم قیامت کے روز خدا کو کیا جواب دو گے؟ آپ نے فرمایا میں عرض کروں گا اے اللہ تو نے اس میں اخلاص کا حکم دیا تھا لیکن میں نے اپنے نفس میں اخلاص نہ پایا۔

آئمہ اربعہ کے اقوال۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ علم کثرتِ روایت کا نام نہیں بلکہ علم وہ ہے جو صاحبِ علم کو مفید ہو اور وہ اس پر عامل ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا اے محمد تم اپنے عمل کو آٹا بناؤ اور اپنے علم کو نمک۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی طالب علم کو شب بیداری کرتا نہ پاتے تو اسے نہ پڑھاتے ایک رات ابو عصمہ ان کے ہاں شب گزار ہوا تو آپ نے رات کو وضو کرنے کیلئے اس کے پاس پانی رکھ دیا پھر قبل از فجر اس کے پاس آئے اور دیکھا کہ وہ سویا ہوا ہے اور پانی اسی طرح پڑا ہے۔ انہوں نے اسے جگایا اور اس سے دریافت کیا اے ابو عصمہ! تو یہاں کیوں آیا ہے؟ اس نے جواب دیا! اے امام آپ سے علم حدیث حاصل کرنے کیلئے۔ آپ نے فرمایا تو علمِ حدیث کیونکر حاصل کریگا جب کہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تورات کو تہجد نہیں پڑھتا پس جدھر سے آیا ہے ادھر کا راستہ لے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ عالم کیلئے کوئی نیک اعمال ایسے ہونے چاہیں جو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ راز میں ہوں کیونکہ جو علم با عمل لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے وہ آخرت میں بہت کم فائدہ دیتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف فرمادیا ہے۔ اس پر اس نے کہا کہ کیا علم کی وجہ سے ؟ آپ نے فرمایا توبہ توبہ !علم کی تو بہت سی آفات ہیں اس کی وجہ سے بہت کم لوگ نجات پاتے ہیں۔

مروی ہے کہ حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کو ان کے انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپؒ نے جواب دیا کہ تمام اشارات اڑ گئے اور وہ عبادات بھی فنا ہو گئیں اور ہمیں کوئی چیز کام نہ آئی سوائے ان رکعتوں کے جو ہم پچھلی رات میں پڑھا کرتے تھے۔

اخلاص کی پہلی شرط ترکِ نفاق ہے۔

سلف صالحین رضی اللہ عنھم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نفاق کو بالکل ترک کر کے اس طرح عمل کرتے تھے کہ ان کا ظاہر باطن یکساں ہو جاتا۔ان لوگوں میں سے کسی کا کوئی عمل ایسا نہ ہوتا جس کے باعث وہ آخرت میں ذلیل ہوں۔

مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ شریف میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملے تو ان سے نصیحت کے طالب ہوئے۔انہوں نے فرمایا اے عمر! اس بات سے بچتا رہ کہ تو ظاہر میں اللہ کا دوست معلوم ہو اور باطن میں اس کا دشمن ہو کیونکہ جس کا ظاہر و باطن یکساں نہیں وہ منافق ہے اور منافق لوگ آگ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔یہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو گئی۔

عتبہ بن عامر فرماتے تھے کہ جب انسان کے ظاہر و باطن میں مطابقت ہو جائے تو

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ یہ واقعی میرا بندہ ہے میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اچھے باطن کے بغیر ظاہر کا اچھا ہونا بیت الخلاء کی مانند ہے جو باہر سے خوب آراستہ ہو مگر اس کے اندر بدبو اور پلیدی ہوتی ہے۔

دوسری شرط ـــــــ ظاہر و باطن کی یکسانیت

عبدالواحد بن زید فرماتے تھے کہ حسن بصری کو جو مرتبہ حاصل ہوا وہ اس لیے ہوا ہے کہ وہ جو کچھ لوگوں کو کہتے سب سے پہلے خود کرتے تھے اور جس سے ان کو روکتے سب سے بڑھ کر خود اس سے دور بھاگتے تھے۔لوگ کہتے تھے ہم نے حسن بصریؒ سے بڑھ کر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو۔

یحیٰ بن معاذ فرماتے تھے دل ہانڈیوں کی مانند ہیں اور دل والوں کی زبانیں ان کی ڈوئیاں ہیں پس تم افعال سے بھی اسی طرح خدا کے بندے بنو جیسے تم اپنے اقوال سے بندگان خدا دکھائی دیتے ہو۔

مالک بن دینار فرماتے تھے کہ جو شخص دوسرے لوگوں کو ایسے کام کیلئے کہے جس تک خود اس کا حال نہیں پہنچتا تو وہ منافق ہے۔

یحیٰ بن معاذ فرماتے ہیں جو شخص چاہے کہ لوگ اسے صرف باتوں ہی کی بنا پر صالحین میں شمار کریں بغیر اس کے کہ وہ عمل میں ان باتوں کی موافقت کرے وہ اس آدمی کی مانند ہے جو کسی بادشاہ کی دعوتِ خاص میں بلا اجازت شریک ہو جائے اور جو شخص عمل کے بغیر صرف باتوں ہی پر اکتفاء کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں اس کو صرف وعدۂ عوض دے گا اور کوئی معاوضہ عطا نہ کرے گا۔

بلال بن سعد فرماتے ہیں کہ جب کوئی فقیر جھوٹ موٹ زہد کا مدعی ہو تو شیطان اس کے چاروں طرف ناچتا ہے اور اس پر ہنستا ہے اور اس سے مسخری کرتا ہے۔

مخفی عمل سب اعمال سے افضل ہے۔

Digitized By eGangotri

ابو عبداللہ انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ سب اعمال میں سے افضل عمل

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مخفی گناہوں کا ترک کرنا ہے۔کسی نے ان سے پوچھا یہ کیونکر ؟انہوں نے فرمایا جب آدمی مخفی گناہوں کو چھوڑے گا تو وہ ظاھری گناہوں کو بدرجہ اولی ترک کردے گا جس شخص کا باطن ظاہر سے افضل ہے تو یہ بزرگی کی علامت ہے اور جس کا ظاہر وباطن یکساں ہے تو یہ عدل ہے اور جس کا ظاہر باطن سے افضل ہے تو یہ ظلم ہے۔زبیر بن عوامؓ فرماتے ہیں اپنی نیکیوں کیلئے مخفی ذخیرہ بناؤ جیساکہ برائیوں کیلئے بناتے ہو۔

پس اے برادر تواپنے نفس کی چھان بین کر کہ وہ ظاہر وباطن میں یکساں ہے یا نہیں ۔ کثرت سے استغفار کر اورجان لے کر جو شخص لوگوں پر اپنے باطن کے خلاف ظاہر کرتا ہے وہ منافق ہے اورقیامت کے روز منافقوں کے گروہ میں اٹھے گا پس اس میں غور کر اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پرودگار ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر ۵

حسنِ محبت

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حسنِ محبت

اب ہم اپنا سلسلۂ کلام حسنِ محبت کے باب میں لفظِ محبت کے معنیٰ و مفہوم سے شروع کر رہے ہیں۔اس لئے مضمونِ محبت کی دیگر تمام جہتوں سے پہلے مناسب ہے کہ لفظِ محبت کا ایک جامع مفہوم بیان کیا جائے تاکہ مقصود واضح ہو جائے۔

محبت کا جامع مفہوم :۔

محبت در اصل وہ قلبی کیفیت ہے جس میں دل کسی کی چاہت میں اس کے قرب کے لئے جوش مارے اور اس جوش سے محب کا دل اس قدر لبریز ہو جائے کہ غیر کا خیال تک بھی دل کے مٹکے میں نہ جھانک سکے۔اس انسان کی سیرت و کردار کا درخت اس چاہت کا آئینہ دار ہو۔ اس بندے کی حرکات و سکنات اور گفتار و کردار میں محبوب کے ساتھ اتنی وابستگی وہم آہنگی ہو کہ ہر وقت اسی کی چاہت کی مہک آئے۔ محبوب کی چاہت کی یہ مہک جب زندگی کا لازمہ بن جائے تو اسے محبت کہیں گے۔

مثال :۔

محبت کے اس جامع مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی مزید وضاحت کے لئے ایک مثال پیش کی جاتی ہے جس کو عرفاء اور صوفیاء نے محبت کے صحیح مفہوم کو عملی طور پر ذہن نشین کرانے کے لئے بیان کیا ہے۔

کسی جگہ ایک آدمی دوسرے سے محبت کرتا تھا اور محبت کے دعوے میں یہاں تک کہتا کہ مجھے دنیا کی ہر چیز سے تو محبوب ہے۔ایک دن اتفاق سے وہ دونوں محب اور محبوب ایک مکان کی چھت پر محوِ گفتگو تھے۔ محبوب نے اس محب کے دعوے کی صداقت کو پرکھنے کے لئے اس سے کہا "یہ ٹھیک ہے کہ تو مجھ سے محبت کرتا ہے مگر دیکھ وہ شخص کس قدر حسین و جمیل ہے اس کے سامنے میرے حسن کی بھی کوئی،

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حیثیت ہیں" محبوب نے اسے غیر کے حسن کا نظارہ کرنے کو کہا تو محب کی نگاہیں بے ساختہ اس طرف اٹھ گئیں۔ اس کی نگاہیں اٹھنے کی دیر تھی اس کے محبوب نے اس محب کو پکڑ کر چھت سے نیچے پھینک دیا اور کہنے لگا اے جھوٹی محبت کے دعویدار! تجھے میری محبت بس اتنی ہی عزیز تھی۔ تو اگر اپنے دعویٰ محبت میں سچا ہوتا تو میں چاہے لاکھ بار بھی کسی پیکرِ حسن کی ترغیب دیتا تیری نگاہیں اپنے محبوب سے ہٹ کر کسی اور طرف نہ جاتیں۔ تیرے ذہن میں یہ خیال کس طرح آ گیا کہ تیرے محبوب سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی حسین ہو گا؟ پس یہی بات تیری محبت کی ناپختگی اور بے بنیاد ہونے کی دلیل ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ جب محبت ہو جاتی ہے تو پھر کسی اور کے خیال کا گمان بھی نہیں گذر سکتا۔ حضرت جنیدؒ کا قول ہے کہ خواہ تجھے محبوب سے کچھ ملے یا نہ ملے پھر بھی تمہارا میلان اسی کی طرف رہے یہ پختہ محبت کی علامت ہے چنانچہ محمد فضلؒ فرماتے ہیں۔ محبت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے سوا ہر قسم کی محبت تیرے دل سے ختم ہو جائے۔

بندوں سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مفہوم :۔

قرآن مجید میں پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے بعد میں بندوں کی محبت کا۔

ارشاد فرمایا۔

یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ (المائدہ ۵ : ۵۴)

ایسے لوگ جن سے اللہ کو محبت ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت کرتے ہوں گے۔

مذکورہ بالا آیتِ مبارکہ کے حوالے سے اللہ رب العزت کی محبت کا مفہوم سمجھ میں آ گیا اور اس کے دو معانی بیان کئے جاتے ہیں جن میں پہلا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی خاص رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کے ظاہر و باطن کو اپنی محبت سے اس طرح سرشار کر دیتا ہے کہ غیر کی طرف التفات کا تصور بھی باقی نہیں رہتا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اللہ تعالیٰ سے بندوں کی محبت کا مفہوم :۔

یہاں ہم چند ایک حوالوں کے ذریعے یہ تصور واضح کریں گے کہ جب بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو اس سے مراد کیا ہے؟

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش اس کی توضیح یوں فرماتے ہیں "بندے کی محبت حق تعالیٰ کے لئے ایک صفت ہے جو فرمانبردار صاحبِ ایمان کے دل میں تعظیماً تکبیراً اور تکریماً پیدا ہوتی ہے تاکہ وہ محبوبِ حق کی رضا جوئی کرے اس کے دیدار کی طلب میں بے قرار ہو اس کے سوا اسے کسی چیز سے راحت نہ ہو اس کے ذکر کی عادت ہو غیر اللہ سے بیزار ہو اس کے لئے آرام محال ہو اس سے راحت دور ہو۔ وہ دنیا کی مطلوب و مرغوب چیزوں سے دور رہے۔ نفسانی خواہشات سے روگرداں ہو۔ سلطانِ محبت کے سامنے سرنگوں ہو اور اس کی ذاتِ پاک کو کمال صفات کے ساتھ پہچان لے۔ یہ روا نہیں کہ اللہ سے محبت ایسی ہو جیسے مخلوق کو ایک دوسرے کے ساتھ ہوتی ہے۔ (کشف المحجوب صفحہ ۴۲۰)

امام قشیریؒ اللہ کے ساتھ محبت کو یوں بیان کرتے ہیں۔ "بندے کا اللہ سے محبت کرنا ایک کیفیت اور حالت ہوتی ہے جسے بندہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے مگر اسے عبارت اور الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بعض اوقات یہ حالت انسان کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کی رضا کو ترجیح دینے پر مجبور کرتی ہے اور اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ اس کی جدائی پر صبر نہ کر سکے اور اس کی طرف جانے کا جوش پایا جاتا ہو اور اس کے بغیر قرار حاصل نہ ہو اور ہمیشہ اس کا ذکر دل سے کر کے انس حاصل کیا جائے۔

اللہ سے بندوں کی محبت کے درجات

اللہ تعالیٰ سے بندوں کی محبت کے مفہوم اور اس کے تقاضوں کے مختصر بیان کے بعد اب درجاتِ محبت کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے۔

بندوں کی محبت کے درجات کا یہ بیان بھی در اصل بندے کی محبت کے مفہوم کی وضاحت ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اکثر عرفاء و کاملین کے نزدیک بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کے دو درجات یا اقسام ہیں۔

پہلا درجہ:۔

بندوں کی ایک قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے اس لیے محبت کرتے اور اس کا شکر بجا لاتے ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے انواع و اقسام کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے یعنی بندہ جب اللہ کے انعامات، اس کے احسانات اور مہربانیوں کو دیکھتا ہے۔اس کے لطف و کرم اور عنایاتِ کریمانہ کی بارشیں ملاحظہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے اس محبت کا محور اور محرک اللہ کے انعامات اور احسانات ہوتے ہیں۔

دوسرا درجہ:۔

مذکورہ بالا درجہ محبت کے برعکس ہے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی ایک قسم ایسی بھی ہے جو اللہ تعالیٰ سے اس کے انعامات و احسانات کو دیکھ کر محبت نہیں کرتے بلکہ ان کی نظروں سے محبتِ الٰہی کا غلبہ ہر نعمت کو محجوب کر دیتا ہے یعنی بندہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت کرتا ہے کسی اور چیز کے صلے میں نہیں بلکہ اسے اللہ ہی کی خاطر محبت ہوتی ہے۔ اس پر اللہ کی محبت کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ کسی اور شے کو دیکھتا ہی نہیں۔ اسے اللہ کی طرف سے جو بھی ملے اس پر خوش رہتا ہے خواہ عرف عام میں اسے نعمت کہا جائے یا تکلیف، شفاء کہا جائے یا بیماری فقر و فاقہ کہا جائے یا خوشحالی، وہ صحت ہو یا علالت، غربت ہو یا امارت ہر حالت میں اللہ کی ذات کی رضا کا طالب رہتا ہے۔ وہ بندہ ہر نقصان اور فائدے سے بالا تر ہو کر اور ہر خواہش سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ سے رشتۂ محبت استوار کرتا ہے اس کی نگاہیں اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات پر نہیں ہوتیں بلکہ اللہ عزوجل کی رضا کی متلاشی ہوتی ہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ سے محبت کے باعث اللہ عزوجل کا ہر فعل سراسر نعمت نظر آتا ہے۔

دونوں درجات میں افضل درجہ:۔

متذکرہ بالا دونوں درجاتِ محبت میں سے پہلے درجے پر عام متقی اور مومنین فائز ہوتے ہیں جبکہ درجہ دوم پر اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص اور اس کے مخلص و

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

محبوب بندے فائز ہوتے ہیں۔ لا محالہ پہلا درجہ دوسرے کے مقابلے میں ادنیٰ ہے اس کی وجہ بھی صاف ظاہر ہے کہ پہلے درجے میں بندہ اللہ سے محبت اس کی نعمتوں کے عوض کرتا ہے لیکن دوسرے درجے کے کاملین نہ نعمتوں کو دیکھتے ہیں نہ تکالیف کو وہ دنیا و آخرت کی جملہ نعمتوں سے بے نیاز ہوتے ہیں وہ صرف چہرہ محبوب کی ایک جھلک کے پیاسے ہوتے ہیں ان کے اضطراب کو جنت کی نعمتیں ہرگز نہیں مٹا سکتیں جب تک حسن مطلق کے دیدارِ فـ[illegible]ـار سے تسکین حاصل نہ کرلیں۔

محبت کی اقسام :۔

جس طرح حسنِ فطرت کے جلوے جو چاروں طرف بکھرے ہوئے ہیں رفتہ رفتہ من کی دنیا میں سمٹ آتے ہیں اور پروردگارِ حسن سے یک گونہ محبت کا تعلق پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں اسی طرح کوئی بعید نہیں کہ محبت کی چار قسمیں ابھی بیان کی جائیں تو اس سے بندے کے دل میں ذاتِ خداوندی سے محبت کا ایک انمٹ نقش بن جائے۔

محبت خواہ حقیقی ہو یا مجازی درج ذیل چار قسموں پر مشتمل ہے۔

۱۔ محبتِ آثاری ۲۔ محبت افعالی

۳۔ محبت صفاتی ۴۔ محبت ذاتی

۱۔ محبت آثاری :۔

یہ وہ محبت ہے جو ذات سے نہیں بلکہ آثار سے وجود میں آتی ہے اور اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہ اثر باقی رہے۔ اثر گیا تو محبت بھی گئی یہ مجازی محبت کا خاصہ ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ پتھروں سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس گمان میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کی قسمت کا ستارہ ان سے ملتا ہے یا وہ کسی اور سبب سے جمادات و نباتات سے بھی محبت کر رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً قدیم عربی لٹریچر خاص طور پر شعراءِ جاہلیت کے کلام کا مطالعہ کیا جائے تو جا بجا ایسے اشعار ملیں گے جن میں وہ تلواروں اور گھوڑوں کے ذکر کے ساتھ ٹیلوں، چشموں اور پرانے کھنڈرات کی تعریف بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہاں کبھی کبھار پڑاؤ کے درمیان ان کی محبوبہ کا قیام رہا ہوتا ہے۔ اس لئے جب کبھی ادھر سے گزر ہوتا ہے تو

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

خیموں کے آثار دیکھ کر ان کی طبیعت بے چین ہو جاتی ہے اور وہیں بیٹھ کر نامعلوم محبوبہ کے نام لمبی لمبی نظمیں لکھ دیتے ہیں۔

الغرض ان آثار کی موجودگی انسان کو اظہارِ محبت پر اکساتی رہتی ہے لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان آثار کے مٹنے کے ساتھ ساتھ جذبۂ محبت بھی معدوم ہو جاتا ہے۔

۲۔ محبتِ افعالی :۔

یہ وہ محبت ہے جو محبوب کی ذات سے نہیں بلکہ اُسکے کسی فعل سے منسوب ہوتی ہے۔ محبوب کا کوئی کام اور کوئی ادا من کو ایسے بھا جاتی ہے کہ بے اختیار محبت ہونے لگتی ہے۔کوئی بہت اچھا خوش نویس ہے تو اس کی خوش نویسی وجہِ محبت بن جاتی ہے۔کوئی اچھا کھلاڑی ہے تو اپنے شاندار کھیل کی بناپر شائقین کی محبت جیت لیتا ہے۔ لیکن یہ محبت ہمیشہ برقرار نہیں رہتی۔ مثال کے طور پر وقت کے ساتھ کھلاڑی کا کھیل معیار سے گر گیا تو محبت کا جذبہ ماند پڑ گیا اور پھر کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد اس کا نام بھی ذہنوں سے محو ہو گیا۔اسی طرح کوئی خوش الحانی سے آواز کا جادو جگاتا ہے تو لوگ اس کے فن سے محبت کرتے ہیں اور جب کسی وجہ سے خوش الحانی جاتی رہی تو وہ محبت بھی خواب و خیال ہو گئی۔گویا افعالی محبت بھی حالات کے رحم و کرم پر ہوتی ہے حالات بدلنے کے ساتھ محبت کے قرینے بھی بدلنے لگتے ہیں اور بقول اقبالؔ

نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں نہ وہ عشق میں رہی گرمیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

۳۔ محبتِ صفاتی :۔

یہ محبت کی وہ قسم ہے جو محبوب کی کسی صفت یا اس کے حسن و جمال کی کسی دلکشی سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً "کوئی محبوب کی سیاہ دراز زلفوں کا گرویدہ ہے تو کوئی اس کے قد و قامت اور رخسار و عارض کا شیدا۔ کسی کو محبوب کی شیریں سخنی پسند آ گئی اور کوئی اس کے چشم و ابرو پر مر مٹا۔ یہ سب محبتیں صفات کے دم قدم سے جلوہ دکھاتی ہیں اور اگر بالفرض محبوب ان صفات سے عاری ہو جائے تو اس سے تعلقِ محبت ایک قصہء ماضی ہو کر رہ جاتا ہے۔اس ضمن میں مندرجہ ذیل حکایت بطور مثال

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حکایت :-

کہا جاتا ہے کہ ایک دفعہ ایک نوخیز حسین لڑکا اپنے والد سے عرض کرنے لگا کہ لوگ مجھ سے دیوانہ وار عشق کرتے ہیں۔کوئی میرے ابرو اور قدو قامت کا اسیر ہے تو کوئی رنگت، زلفوں اور آواز پر مرتا ہے۔ غرضیکہ میری محبت ان کے دل میں گھر کر گئی ہے اور کیفیت یہ ہے کہ مجھے سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ بیٹے کی بات ختم ہوئی تو باپ اپنے نورِ چشم سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آج سے چار سال بعد مجھے بتانا کہ تیرے چاہنے والوں کی کیا کیفیت ہے؟ چنانچہ چند سال ہی گزرے تھے کہ لڑکے کے چہرے پر داڑھی اگ آئی اور رنگ و روپ اور حسن و صحت میں تبدیلیاں رونما ہو گئیں اور کچھ بیماری نے اس کی شکل و صورت کو گہنا دیا۔ جب اس کے ظاہری سراپا میں تغیرات آ گئے تو باپ نے ایک دن بیٹے سے پوچھا کہ کیا وہ تیرے چاہنے والے اب بھی تجھ سے اسی طرح محبت کرتے ہیں؟ بیٹا کہنے لگا کہ اب تو ان سب نے نگاہیں پھیر لی ہیں اور وہ مجھے دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

۴۔ محبتِ ذاتی :-

یہ محبت کی وہ قسم ہے جس میں کوئی سبب نہیں ہوتا۔محبت کی مندرجہ بالا قسموں کے برعکس یہ محبت کسی صفت، رنگ و روپ، شکل و صورت، قدو قامت اور حسن و جمال کی محتاج نہیں بلکہ اس کی تو علامت ہی یہی ہے کہ محب کو پتہ نہیں ہوتا کہ اس کی محبوب سے محبت کس وجہ سے ہے محب سارا دن سوچ میں غرق رہے اور شام تک کوئی فیصلہ نہ کر پائے کہ یہ محبت کیسے اور کیوں ہو گئی۔مجازی محبتوں میں اسے لیلیٰ مجنوں اور ہیر رانجھے کی محبت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ ذاتی محبت ہے جو مجنوں کو باوجود اس امر کے کہ لیلیٰ کالی ہے اس کے دامِ محبت میں گرفتار کئے رکھتی ہے۔اس محبت کی بنیاد نہ آثار پر ہوتی ہے اور نہ افعال و صفات پر بلکہ یہ اس وقت تک دائمی رہتی ہے جب تک محبوب کی ذات برقرار رہتی ہے۔ اب چونکہ مخلوق فانی ہے اس لئے اس کی ذات سے محبت بھی فانی ہو گی لیکن وہ محبت کی مذکورہ بالا تمام قسموں سے ذرا طویل ہو گی جبکہ اوّل الذکر محبتیں ہنگامی، عارضی اور قلیل وقت پر موقوف ہوتی ہیں۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

مجازی و حقیقی محبت کا تقابل :۔

مجازی محبت کی طرح حقیقی محبت بھی جو محبوبِ حقیقی یعنی ذات خداوندی سے ہوتی ہے چار قسموں کی ہے۔ وہ محبت آثاری بھی ہو سکتی ہے' افعالی و صفاتی بھی مگر فرق یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی محبت چاہے وہ آثاری ہو افعالی ہو صفاتی ہو یا ذاتی وہ دائمی اور ہمیشہ رہنے والی ہوتی ہے اس لیئے کہ جس طرح ذاتِ الٰہی قائم ودائم ہے اسی طرح اسکے افعال ، صفات اور آثار بھی قائم ودائم ہیں۔ گویا اللہ سے محبت جس رنگ میں بھی کی جائے اپنے وجود میں دائمی رہتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بندہ اپنی کسی بد بختی کی وجہ سے اس دولتِ محبت سے محروم کر دیا جائے۔

دل' جان اور باطن کا قربِ حق حسنِ محبت کی علامت ہے۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی اپنی کتاب "محبتِ الٰہی" میں فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے دلوں کو اجسام سے سات ہزار برس پہلے پیدا کیا اور اپنے خاص قرب میں رکھا۔ روحوں کو دلوں سے سات ہزار برس قبل پیدا کیا محبت کے درجہ میں رکھا۔ باطن کو روحوں سے سات ہزار برس بیشتر پیدا کیا اور مقام وصل میں رکھا۔ ہر روز تین سو ساٹھ بار اپنے جمالِ ظاہر سے باطن پر تجلی فرمائی

——— اور تین سو ساٹھ بار عنایت فرمائی اور روحوں کو کلمہء محبت سنایا اور تین سو ساٹھ لطائف سے دلوں کو نوازا سب نے عالم کائنات پر نظر کی تو اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہ پایا۔ غرور و تفاخر رونما ہوا حق تعالیٰ نے اسی واسطے انہیں آزمائش میں ڈال دیا۔ باطن کو دل میں اور دل کو جسم میں مقید کر دیا پھر عقل کو ان میں سمو دیا۔ انبیاء علیہم السلام کے ذریعے احکام دیئے اور اس طرح سب اپنے اپنے مقام کے متلاشی ہوئے۔ نماز کا حکم ہوا تو جسم نماز میں مشغول ہو گیا دل محبت سے سرشار ہو گیا جان کو قربِ حق کی تلاش ہوئی اور باطن وصلِ حق میں تسکین کا طالب ہوا۔

المختصر محبت کا مضمونِ لطیف لفظ و بیان میں نہیں سما سکتا محبت حال ہے اور حال دائرۂ امکان سے باہر ہوتا ہے۔ اگر سب کائنات چاہے کہ محبت بزور پیدا ہو جائے تو نہیں ہو سکتی اگر کوئی اسے بزور دور کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا۔ محبت انعام خداوندی ہے اکتسابا" حاصل نہیں ہو سکتی' سب اہلِ عالم طالبِ محبت کے لئے زبردستی محبت پیدا

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نہیں کر سکتے اور اہلِ محبت سے زبردستی محبت چھین نہیں سکتے۔ محبت عطیۂ حق ہے انسان کھیل تماشے میں بہل جانے والا ہے محبت انوارِ الٰہی کا مرقع ہے۔ کھیل تماشے کے ذریعے انوارِ الٰہی سے بہرہ یاب نہیں ہو سکتے۔

زیارتِ کعبہ مظہرِ حسنِ محبت ہے :۔

قدر و قیمت تو مشاہدہ رضا کی ہوتی ہے جو مقامِ دوستی پر حاصل ہو اور جس کا ذریعہ حق تعالیٰ نے زیارتِ کعبہ کو رکھا ہے۔ زیارتِ کعبہ بذاتِ خود کوئی چیز نہیں تاہم ہر سبب کا مسبب سے تعلق ہوتا ہے کیا خبر عنایتِ حق تعالیٰ کا ظہور کہاں سے ہو اور طالب کی مراد کدھر سے رونما ہو۔ مردانِ حق دشت و بیاباں میں بھی دیدارِ الٰہی کے لئے سرگرداں ہوتے ہیں کیونکہ دوست کو حرمِ دوست دیکھنا جائز نہیں۔ ان کا مقصد ایک شوقِ بے تاب اور محبت میں ایک آرزوئے پر گداز کے ساتھ مشاہدہ کرنا ہوتا ہے۔

ایک شخص حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی میں حج کے لئے گیا ہوا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا حج کر لیا؟ اس نے جواب دیا "جی ہاں" فرمایا "کیا گھر اور وطن چھوڑتے وقت سب گناہوں کو بھی چھوڑا؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا "تم نے وطن سے سفر نہیں کیا اچھا جب تم گھر سے نکلے اور رات کے وقت کسی جگہ قیام کیا تو کیا طریقِ حق کی بھی کوئی منزل طے کی؟ اچھا جب تم نے میقات پر احرام باندھا تو کیا اپنی صفاتِ بشری سے بھی رو گرداں ہوئے؟ جواب نفی میں پا کر آپ نے پھر فرمایا "تم نے احرام نہیں باندھا"۔ اچھا جب تم عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے کیا کشف و مشاہدہ میں بھی کھڑا ہونا نصیب ہوا" جواب نفی تھا۔ آپ نے فرمایا تم عرفات میں کھڑے نہیں ہوئے" اچھا جب تم مزدلفہ میں گئے اور تمہارا مقصد پورا ہو گیا تو کیا اپنی نفسانی خواہشات کو ترک کر دیا"۔ جواب ملا نہیں۔ فرمایا "تم مزدلفہ بھی نہیں گئے۔ اچھا جب بیت اللہ کا طواف کیا تو باطن کی آنکھ سے مقامِ تنزیہہ میں حق تعالیٰ کے جمال کے لطائف کو دیکھا؟ جواب پھر نفی میں تھا" فرمایا تم نے طواف نہیں کیا اچھا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے وقت کیا تم نے صفا و مروہ کا مرتبہ سمجھا؟ جواب نفی میں تھا۔ آپ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نے فرمایا "تم نے سعی بھی نہیں کی۔ اچھا جب منیٰ میں آئے تو کیا تمہاری حسرتیں ساقط ہو گئیں؟ عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا "تم منیٰ بھی نہیں گئے اچھا جب قربان گاہ پر قربانی دی تو کیا خواہشِ نفس کو قربان کیا؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا "تم نے قربانی بھی نہیں دی۔ اچھا جب کنکر پھینکے تو تمام نفسانی امور پھینک دیئے؟ جواب نفی میں تھا۔ آپ نے فرمایا تم نے کنکر بھی نہیں پھینکے تو تمہارا حج بھی نہیں ہوا واپس جاؤ اور اس طریق پر حج کرو تاکہ مقامِ ابراہیم نصیب ہو۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں میں نے ایک نوجوان کو حج کے دوران خوش کھڑے ہوئے دیکھا لوگ دعا مانگ رہے تھے وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔ میں نے پوچھا تم کیوں دعا میں شریک نہیں ہوتے اس نے جواب دیا میں وحشت میں مبتلا ہوں۔ جو وقت میں رکھتا تھا وہ مجھ سے ضائع ہو گیا اب دعا کی کوئی صورت نہیں۔ میں نے کہا دعا کر خدا اس اجتماع کی برکت سے تیری مراد پوری کرے گا۔ اس نے چاہا کہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے مگر بے اختیار اس نے ایک آہ بھری گر پڑا اور اسکی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

جلوۂ محبوبِ حق حسنِ محبت کی دلیل ہے۔

محمد بن واسع فرماتے ہیں ؟میں نے صحیح یقین کے ساتھ ہر چیز میں جلوۂ محبوبِ حق دیکھا' ایک اور شیخ طریقت نے فرمایا "میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جس کی سمت مجھ دیدارِ حق نہ ملا ہو۔

حضرت شبلی فرماتے ہیں۔

ما رأیتُ شیئاً قط الا اللّٰہ یعنی بغلبات المحبۃ و غلیان المشاہدۃ (کشف المحجوب ص ۴۵۲)

میں نے غلبۂ محبتِ حق میں اور مشاہدۂ حق کے ظہور میں سوائے باری تعالیٰ کے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔

ایک آدمی کسی چیز کو ظاہری آنکھ سے دیکھتا ہے اور اس کے فاعل پر ظاہری نظر پڑتی ہے دوسرا فاعل کی محبت میں مستغرق ہو کر ہر چیز سے قطع نظر کر لیتا ہے اور صرف فاعل کو ہی دیکھتا ہے پہلا طریق استدلال ہے دوسرا جذبۂ باطن۔ استدلال میں حق دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے دوسری صورت میں طالب مجذوب و بے خود شوق ہوتا ہے دلائل و حقائق اس کے لئے حجاب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو شخص کسی چیز کو پہچان لیتا

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

ہے اس کے بغیر اسے تسکینِ خاطر نہیں ہوتی۔ جب کوئی شخص محبت کرتا ہے تو وہ سوائے محبوب چیز کے کسی پر نظر نہیں ڈالتا وہ محبوب کے افعال و احکام پر اعتراض کرنے یا ان کی مخالفت کرنے سے اعراض کرتا ہے تاکہ خلاف اور تصرّف میں مبتلا نہ ہو جائے۔

حق تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ (النجم ۵۳: ۱۷)

آپ کی نظر نہ تجلیات سے بھٹکی اور نہ (حد سے) آگے بڑھی۔

یہاں تک کہ آپ کی چشم باطن نے ہر دیکھنے والی چیز کو دیکھ لیا جب محبِ حق موجودات سے نظر پھیر لیتا ہے تو چشمِ باطن سے مشاہدۂ حق میں مشغول ہو جاتا ہے حق تعالیٰ نے فرمایا۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور ۲۴: ۳۰)

اہلِ ایمان سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔

یعنی ظاہری آنکھ کو نفسانی خواہشات سے اور باطنی آنکھ کو مخلوقات سے "جو آدمی مجاہدہ کر کے ظاہری آنکھ کو مرغوبات سے روک لیتا ہے وہ یقیناً باطنی آنکھ سے مشاہدۂ حق سے بہرہ یاب ہوتا ہے کیونکہ جو مجاہدہ میں مخلص ہو وہ مشاہدہ میں صادق ہوتا ہے اسی بنا پر باطنی مشاہدہ ظاہری مجاہدہ کے ساتھ وابستہ ہے"۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرماتے ہیں "جو چشم زدن کے لئے اپنی نظر حق تعالیٰ سے پھیر لیتا ہے وہ ساری عمر ہدایت نہیں پا سکتا" کیونکہ غیر پر نظر ڈالنا غیر کی طرف رجوع کرنا ہے اور جس کو قضاء و قدر نے غیر اللہ کے اختیار میں چھوڑ دیا وہ ہلاکت کا شکار ہو گیا۔ اہلِ مشاہدہ کی زندگی یہی ہے کہ وہ مشاہدۂ حق میں مشغول رہیں۔ زندگی کا جو حصہ حق تعالیٰ سے دوری میں گزرتا ہے وہ اسے زندگی میں شمار ہی نہیں کرتے اور حقیقت میں ان کے لئے موت کے برابر ہوتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی سے آپ کی عمر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا چار سال ہے لوگوں کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا میں ستر برس تک دنیوی رجحانات میں رہا ہوں اور صرف چار سال سے مشاہدۂ حق میں مصروف ہوں حجاب کا زمانہ شاملِ زندگی نہیں ہوتا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت شبلی دعا میں کہا کرتے تھے "اے خدا دوزخ و جنت کو چھپا لے تاکہ تیری عبادت بلا واسطہ اور بغیر کسی لالچ کے ہو طبیعت میں بہشت کی خواہش ہوتی ہے اور اکثر عبادات اسی لئے کی جاتی ہیں۔ دل میں محبتِ حق جاگزیں نہیں ہوتی اور آدمی اپنی غفلت کی وجہ سے مشاہدۂ حق سے محروم رہتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو دنیا و آخرت میں رؤیت سے محروم ہوں تو مرتد ہو جائیں" یعنی ان کی پرورش دائمی مشاہدہ سے ہوتی ہے۔ محبت کی زندگی سے وہ زندہ ہیں۔ صاحبِ مشاہدہ اگر محرومِ مشاہدہ ہو تو گویا راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں میں نے ایک دفعہ مصر میں دیکھا کہ کچھ لڑکے ایک جوان کو پتھر مار رہے تھے میں نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو لڑکوں نے کہا یہ دیوانہ ہے پوچھا تم نے اس کا کیا دیوانہ پن دیکھا؟ لڑکوں نے کہا یہ کہتا ہے میں خدا کو دیکھ رہا ہوں۔ میں نے جوان کو مخاطب کر کے پوچھا کیا یہ سچ ہے یا لڑکے صرف تہمت لگا رہے ہیں۔ جوان نے جواب دیا ہاں اگر حق تعالیٰ ایک لحظہ میری نظر سے چھپ جائے تو حجاب حائل ہو جائے اور میں رؤیت سے محروم ہو جاؤں۔ اس کی میں برداشت نہیں رکھتا۔

عاشق کی پہچان :۔

کسی شیخ سے عاشق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا عاشق وہ ہے جو میل میلاپ سے دور ہو اور تنہائی پسند ہو۔ غور و فکر میں ڈوب کر خاموش رہے جب تلاش کیا جائے تو نہ ملے جب بلایا جائے تو نہ سنے جب بات کریں نہ سمجھے۔ جب مصیبت آئے تو غمزدہ نہ ہو' نہ بھوک اور نہ برہنگی کا احساس کرے نہ کسی کی دھمکیوں سے مرعوب ہو تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرے اس کی رحمت سے محبت رکھے وہ دنیا کے لئے دنیا والوں سے نہ جھگڑتا ہو ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی سخت آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے اور محبوب جو کچھ کرتا ہے اس پر وہ خوش ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک جوان کے قریب سے گزرے جو باغ کو پانی دے رہا تھا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اس نے آپ سے کہا اللہ سے دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ مجھے ایک ذرہ اپنے عشق کا عطا فرما دے۔ آپ نے فرمایا ایک ذرہ بہت بڑی چیز ہے تم اس کے تحمل کی استطاعت نہیں رکھتے، کہنے لگا اچھا آدھے ذرہ کا سوال کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے سوال کیا اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرما دے۔ اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

کافی مدت کے بعد آپ پھر اسی راستہ سے گزرے اور اس جوان کے متعلق سوال کیا۔ لوگوں نے کہا وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور کہیں پہاڑوں کی طرف نکل گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ سے دعا کی اے اللہ! میری اس جوان سے ملاقات کرا دے، پس آپ نے دیکھا وہ ایک چٹان پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ آپؑ نے اسے سلام کہا مگر وہ خاموش رہا۔ آپ نے فرمایا مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰؑ ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے عیسیٰؑ! جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم! اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہو گا۔

حُبِّ خدا کی نشانی :-

جناب حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حُبِّ خدا کی نشانی حُبِّ قرآن ہے اور حبِ قرآن کی نشانی حبِ نبی ہے اور حبِ نبی کی نشانی نبی کی سنت سے محبت اور حبِ سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے، آخرت کی محبت دنیا سے بغض کا نام ہے اور دنیا سے بغض کی نشانی معمولی مالِ دنیا پر راضی ہونا اور آخرت کے لئے دنیا کو خرچ کرنا ہے۔

عبد الواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو برف پر سویا ہوا تھا میں نے اسے کہا کیا تمہیں سردی کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ اس نے جواب دیا جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ چکھ لیا اسے سردی گرمی کی تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اس کی مراد محبت کامل سے ہے جو اپنے اپنے مقام کی نسبت سے ہو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

محمد بن واسع رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے محب ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے۔

پس اے دوست اس میں غور کر اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

بقول حضرت امیر خسرو محب پر آرام حرام ہوتا ہے۔

"یا عاذل العشاق دعنی باکیا
ان السکون علی المحب محرم"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر ۶

خوف

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

خوف کیا ہے؟

عصر حاضر کے دیگر فساداتِ ایمانی میں سے سب سے زیادہ قابلِ افسوس بات مسلمانوں میں خوفِ الٰہی کی عدم موجودگی ہے یہ حقیقت ہے کہ ہم لوگ خوفِ الٰہی کے تصور اور خشیت کی کیفیت سے "قطعاً" عاری ہو چکے ہیں۔ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور ان کے شب و روز کے معمولات دیکھیں اور کتبِ حدیث کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات اور طاعت کی کیفیت کا مطالعہ کریں تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ ومعصیت سے "کلیتاً" معصوم پیدا فرمایا ان کی حیاتِ مقدسہ میں خوفِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب اذان کا وقت قریب آنے لگتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پاک کا رنگ متغیر ہونے لگتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سہم جاتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خشیت کا عالم طاری ہو جاتا اور جب نماز کی حالت میں داخل ہوتے تو اس وقت تک ان کی یہ کیفیت ہو جاتی کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں کسی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے اور نہ ہم میں سے کسی کو جانتے ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوفِ الٰہی کی وجہ سے سب کچھ بھول جاتے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب رات کو اٹھتے تو اللہ کی یاد میں اس قدر روتے کہ اکثر ہچکی بندھ جاتی۔ صحیح بخاری میں ایک صحابیؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

"ایک دن میں حضور علیہ السلام کی زیارت اور شرفِ ملاقات حاصل کرنے کے لئے بارگاہِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا تو حضور نماز میں مصروف تھے اور اس قدر آہ و زاری سے رو رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ایسی آواز سنائی دے رہی تھی جیسے ہنڈیا کے اُبلنے کی ہو۔"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آواز آتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کا یہی رنگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں پر بھی غالب تھا۔ چنانچہ ہم فیض یافتگانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جسے بھی دیکھیں وہ خوفِ الٰہی کا ایک پیکر نظر آتا ہے خوفِ الٰہی کی یہی کیفیت ہمیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں نظر آتی ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا خوفِ الٰہی:۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے اپنی حیاتِ مطہرہ کے بالکل ابتدائی حصہ میں جب کہ آپ ابھی معصوم بچے تھے پہاڑوں اور جنگلوں میں نکل جاتے اور یاد الٰہی میں اتنا روتے کہ جو بھی آپ کو دیکھتا اس پر بھی یہی کیفیت طاری ہو جاتی۔

ایک مرتبہ آپ ایک پہاڑ پر مصروفِ عبادت تھے اور اللہ کے خوف میں زار و قطار رو رہے تھے آپ سجدہ میں گرے ہوئے تھے ادھر آپ کی والدہ ماجدہ پریشانی کی حالت میں پھرتی پھراتی آپ کی تلاش میں وہاں آ پہنچیں۔ دیکھا کہ آپ بحالتِ سجدہ رو رہے ہیں۔ والدہ کے قریب آنے پر قدموں کی آہٹ سن کر حضرت یحییٰؑ نے اپنا سر مبارک سجدے سے اٹھایا لیکن موت کا اس قدر دھیان تھا کہ آپؑ نے سمجھا کہ شاید ملک الموت روح قبض کرنے کے لئے آگیا ہے آپؑ اسی حالت میں فرمانے لگے "اے ملک الموت تھوڑی دیر ٹھہر میں اپنی ماں کو مل آؤں وہ میری وجہ سے پریشان ہو گی۔ تب آپ کی والدہ نے فرمایا بیٹا میں تمہاری ماں ہی تو ہوں"۔

ماں کی ممتا سے معصوم بچے کو دیکھ کر نہ رہا گیا اور فرمانے لگیں "بیٹا! تم اتنا کیوں روتے ہو حالانکہ تم ابھی معصوم بچے ہو اس عمر میں اللہ کے خوف میں اس قدر رونے کی کیا وجہ ہے؟

اس پر حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے "امی جان! اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہو جائے اور مجھے مستحقِ عذاب قرار دیتے ہوئے جہنم میں ڈالنے کا فیصلہ صادر فرمادے تو کیا آپ مجھے اس عذابِ الٰہی سے بچا لیں گی؟

ان کی والدہ نے فرمایا "نہیں بیٹے! میں تو نہیں بچا سکوں گی"۔ اس پر آپ علیہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

السلام نے فرمایا "امی جان! اگر اس دن اللہ کے عذاب سے بچانے کی استطاعت نہیں ہے تو آج مجھے اللہ کے خوف میں رونے سے کیوں روکتی ہیں"

اسی طرح اگر ہم صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعین، صلحاء، اولیاء اور دیگر برگزیدہ لوگوں کی زندگیوں میں خوفِ الٰہی کی کیفیات کا بغور مطالعہ کریں اور ان کے واقعات کو چشمِ تصور میں لائیں تو ہماری حالت ہی غیر ہو جائے اور شرم و ندامت سے ہم پانی پانی ہو جائیں کہ اس قدر عظیم ہستیاں جن کی زندگی کا ہر ہر لمحہ یادِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی میں گزرتا ہے مگر پھر بھی مخلوق کے سامنے خدا کے سب سے بڑے مجرم کی طرح رہتے ہیں اور یوں اپنی حالت کو لوگوں سے مخفی رکھتے ہیں بقول میاں محمد بخشؒ۔

راتیں ساری کر کر زاری نیند اکھاں تھیں دھوندے
فجریں اوہ گنہگار کہاندے تے ستھیں نیویں ہوندے

لیکن ہم کتنے گنوار اور بدبخت ہیں کہ ہر وقت یادِ الٰہی سے گریز کرتے ہوئے بھی ذرّہ بھر خوفِ الٰہی نہیں رکھتے حالانکہ ہم سراسر ظلم و معصیت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور سرکشی و بغاوت کی دنیا میں سرگرداں ہیں۔

رسول اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

الایمان بین الخوف والرجاء

ایمان امید اور خوف کی درمیانی کیفیت میں مضمر ہے۔

اہل اللہ کا ایمان اسی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہوتا ہے وہ اپنے ایمان کو اللہ کے خوف میں رونے دھونے آہ و زاری کرنے اور ذکر و فکر کی کیفیات سے تقویت دیتے ہیں اور جب انہیں اللہ کی رحمتوں اور کرم نوازیوں کا خیال آتا ہے تو انہیں امید لگ جاتی ہے کہ ممکن ہے اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ہمیں بھی مستحقِ بخشش ہونے کے اکرام سے نواز دے۔گویا اہل اللہ جب اللہ کے عدل کا خیال کرتے ہیں تو ان پر خوف و خشیت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے لیکن جب اس کے فضل کا خیال کرتے ہیں تو بوجہِ امید خوش ہو جاتے ہیں۔اسی تصور کو صوفی شاعر میاں محمد بخشؒ نے اپنے ایک شعر میں بہت اچھی طرح واضح کیا ہے۔

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اچیاں شاناں والے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

اسی طرح ان کی پوری زندگی خوف اور امید کے اندر بسر ہو جاتی ہے ہمارے اعمال خواہ کتنے ہی کثیر ہوں ان پر بخشش کا انحصار نہیں کیا جا سکتا مگر اللہ کے فضل و کرم پر ہر مومن کو بخشش کی امید ہے خواہ وہ ایمان میں کمزور ہو یا پختہ اس لئے بزرگ فرماتے ہیں۔

جے میں ویکھاں عملاں ولّے تے کجھ نئی میرے پلے
جے میں ویکھاں تیری رحمت ولے تے بلّے بلّے

ملائکہ کا خوفِ الٰہی :-

جناب علامہ ابو اللیث رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ساتویں آسمان پر اللہ کے ایسے فرشتے ہیں انہیں اللہ تعالٰی نے جب سے پیدا کیا ہے وہ حالتِ سجدہ میں ہیں اور وہ اللہ تعالٰی کے عذاب سے انتہائی خائف ہیں قیامت کے دن جب وہ سجدہ سے سر اٹھائیں گے تو کہیں گے۔

سبحانک ما عبدنٰک حق عبادتک

اے اللہ تو پاک ہے ہم تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکے۔

ارشاد باری تعالٰی ہے۔

يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ (النحل۱۶:۵۰)

وہ (فرشتے) اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جس چیز کا انہیں حکم دیا گیا ہے وہی کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی نافرمانی میں نہیں گزارتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقشعر جسد العبد من خشیۃ اللّٰہ تعالٰی تحاتت عنہ ذنوبہ کما تحاتت عن الشجرۃ ورقھا

جب کوئی بندہ خوفِ الٰہی سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

مقربینِ بارگاہِ الٰہی کے خوف کی چند مثالیں :-

سلف صالحین اور متقی لوگوں پر اللہ تعالٰی کے احسانات جتنے زیادہ ہوتے ہیں اور بارگاہِ الوہیت [illegible] قدر قریب ہوتے ہیں اتنے ہی وہ قرب یافتہ لوگ خداوند تعالٰی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کے خوف کی وجہ سے زیادہ ڈرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں یہاں ہم بطور استشہاد عارفِ ربانی حضرت شیخ عبد الوہاب الشعرانیؒ کے حوالے سے چند مثالیں بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

حضرت حسن بصری فرماتے تھے "ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جتنا ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکی رحمتوں اور مہربانیوں کا انعام و اکرام ہوتا ہے اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرتے ہیں"۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے "عام لوگوں کا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اتنا ہی کافی ہے کہ ان باتوں سے بچتے رہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اے کاش میں ان میں سے ہی ہوتا چنانچہ مذکور ہے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر طاری ہوتا کہ ایک مرتبہ آپؒ خون کا پیشاب کرنے لگے اس پر ایک یہودی طبیب کو لایا گیا تو اس نے روتے ہوئے یہ کہہ کر علاج کرنے سے معذرت کرلی کہ ان کا جگر خوفِ الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے "اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات مخلوق کو غفلت دے کر اس پر بڑا احسان فرمایا ہے اگر یہ نہ ہوتی تو تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے خوف سے مر جاتے۔

اہل اللہ کے ہاں خوف و رجاء کی حالت

ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب خوف پر امید غالب آتی ہے تو دل بگڑ جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے جیسے احمقوں کا حال ہے لہٰذا ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنا ہی ہمارے لئے بہتر ہے۔

اسی طرح ایک اور بزرگ حضرت شعبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کہ امن حاصل ہو کیونکہ یہ تیرے نزدیک اس امید سے بہتر ہے جس کے بعد خوف ہو۔

مذکورہ بالا بزرگ حضرت ابو سلیمانؒ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے ہی منہ کے بل آگ، کی طرف گھسیٹا جائے گا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت عمر فاروقؓ کا قول

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے اگر مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے اور مجھے اختیار دیا جائے کہ چاہوں تو جل کر خاک ہو جاؤں یا چاہوں تو صبر کروں، تاکہ معلوم ہو جائے کہ کہاں جاؤں گا تو میں جل کر خاک ہونا پسند کروں گا۔ ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں۔

"میری خواہش ہے کہ میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا"۔

سیدنا صدیق اکبر کا قول

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے متعلق بعض روایتوں میں آیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں اگر قیامت کے دن یہ اعلان کیا جائے کہ ایک شخص کے علاوہ باقی سب کی بخشش ہو گئی ہے تو مجھے ڈر ہے کہ بخشش سے محروم شخص میں ہی ہو سکتا ہوں اور اگر یہ اعلان کیا جائے کہ صرف ایک ہی شخص کی مغفرت ہوئی تو اللہ کی رحمت اور فضل پر امید کرتے ہوئے یقین کر لوں گا کہ وہ خوش قسمت میں ہی ہوں گا۔ دوسری جگہ آپ ایک پرندے کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

"اے پرندے! کاش میں تیرے جیسا ہوتا اور میں (مکلف) انسان بن کر پیدا ہی نہ ہوتا"

بابا فرید کا قول

حضرت بابا فرید گنج شکرؒ جن کی عبادت و ریاضت کی کیفیات سے اکثر لوگ آگاہ ہیں۔ آپ نے دن رات اللہ کی رضا جوئی کے لئے مجاہدے کئے۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اوچ کے مقام پر آپ چلہ میں ابتداً مسلسل چالیس دن تک ہر شب کنویں میں الٹے لٹکے رہتے اور دن کو باہر نکال لئے جاتے رات کو جب مخلوقِ خدا گہری نیند میں مستغرق ہوتی تو آپ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے۔

اٹھ فریدا ستیا جھاڑو دے مسیت
توں ستا تے رب جاگدا تیری ڈاہڈے نال پریت

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت عبد اللہ بن مبارک کا قول

حضرت عبد اللہ بن مبارکؒ کی کیفیت بھی بابا فرید جیسی ہی تھی آپ بھی عموماً" یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔"

انا ماللیل اظلم کا بدوہ فیسفر عنھم و ھم رکوع
اطار الخوف نومھم فقاموا و اھل الامن فی الدنیا ھجوع

ترجمہ: جب رات ہوتی ہے تو عابد لوگ اس کی سختی اٹھاتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تو وہ رکوع کی حالت میں ہوتے ہیں خوفِ الٰہی نے انکی نیند کو اڑا دیا ہے لہٰذا وہ کھڑے ہوتے ہیں اور بے وقوف لوگ دنیا میں آرام کی نیند سو رہے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے "جس دل میں غم نہ ہو وہ اس طرح خراب ہو جاتا ہے جس طرح وہ گھر جس میں رہنے والا نہ ہو۔

حضرت حسن بصریؒ کی حالت

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ کی یہ حالت تھی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا ان کے شدید محزون اور غمزدہ ہونے کی وجہ سے گمان کرتا کہ ان پر ابھی کوئی مصیبت طاری ہوئی ہے یہی حالت ان کے ساتھیوں کی تھی۔

ایک حدیث شریف کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ تعالیٰ یحب کل قلب حزین

اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل کو پسند فرماتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ وہ دل جو آخرت کے خوف اور اللہ کے ڈر کی وجہ سے غمگین و پریشان رہتا ہے وہ اللہ کا پسندیدہ دل ہے اس لئے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔

بخدا مومن کے لئے دنیا میں حزن کے سوا کچھ نہیں ہوتا"۔

حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے "جس شخص کو ہر گھڑی نئے نئے مصائب یعنی گناہوں کا سامنا کرنا پڑے وہ دنیا میں کس طرح غمگین نہ ہو"۔

ہرم بن حیان رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ مغموم رہتے تھے۔ جب ان سے اس کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے مجھ سے زیادہ کون رو کا مستحق ہے اس لئے کہ مجھے اپنا انجام معلوم نہیں۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تو دوستو! آؤ ہم بھی اللہ سے ایسا ہی قلب حزیں مانگیں جو ہمہ وقت اللہ کی یاد میں غمگیں رہے۔

حضرت شیخ عبد اللہ خفیف کا حال

اللہ اللہ ہر وقت امید و خوف کی کیفیت میں رہتے ہیں اور اسی خوف میں سالہا سال روتے اور اپنے آپ کو مشقت میں ڈالے رکھتے ہیں۔ان بزرگوں کے حالات پڑھ کر ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ وہ لوگ کس قدر حساس اور اللہ سے ڈرنے والے تھے جن کی کیفیات پڑھ کر یا سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اسی عظیم المرتبت طبقۂ اولیاء میں دورِ اوائل اسلام کے ایک بزرگ جن کا نام شیخ عبد اللہ خفیف ہے اللہ کی یاد میں اس قدر روتے رہتے کہ کثرتِ گریہ اور آنسوؤں کے مسلسل بہنے سے ان کے رخساروں پر نشان پڑ گئے تھے اور جب کبھی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے عذابِ الٰہی، خوفِ الٰہی اور آخرت کا ذکر آجاتا تو پورا جسم بید کے پودے کی شاخوں کی طرح لرزنے لگتا صبح و شام روتے روتے اکثر بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور جب ہوش آتا تو ان کی زبان پر تلاوتِ قرآن پاک ہوتی۔ پھر کہتے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایک طبقہ قیامت کے روز جنہم میں اور دوسرا جنت میں جائے گا یہ یاد کر کے رو پڑتے اور کہتے کہ نہ جانے میرا انجام کس طبقہ کے ساتھ ہو گا۔ انہیں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ پچاس برس تک رات کو نہیں سوئے۔ ساری رات کھڑے ہو کر اللہ کو یاد کرتے اور اس کے خوف سے روتے اور یہی کہتے کہ معلوم نہیں میرا شمار کن لوگوں میں ہو گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ اور خوفِ الٰہی

قبل ازیں کئی مرتبہ مختلف مقالات پر امام اعظم ابو حنیفہ کا ذکر آ چکا ہے یہاں خوفِ الٰہی کے باب میں ان کے متعلق صرف اتنا ذکر کرنا مقصود ہے کہ وہ جس طرح فقہ کے امام ہیں اسی طرح تقویٰ اور خوفِ الٰہی میں اپنی مثال آپ ہیں۔کہا جاتا ہے کہ آپ چالیس سال تک متواتر صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے رہے پوری رات خوفِ الٰہی میں روتے رہتے عذابِ الٰہی کے متعلق کوئی آیت سن لیتے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے اور کبھی اپنی داڑھی پکڑ کر ایک مجرم کی طرح بارگاہِ الٰہی میں معافی مانگتے کہ الٰہی! اپنے مجرم ابو حنیفہ کو معاف کر ... روتے کہیں آنسو ذرا تھمتے تو

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فرماتے "اگر قیامت کے دن ابو حنیفہ کو معاف کر دیا گیا اور رہا کر دیا گیا تو یہ بڑی حیرانگی اور تعجب کی بات ہو گی۔

اللہ اکبر! یہ ان لوگوں کی حالت ہے جن کی ساری زندگیاں بندگی اور اطاعت میں گزریں لیکن ہم کیا ہیں؟ نہ بندگی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ خوفِ خدا کا احساس ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہم بہت ظالم، غافل اور گناہ گار ہیں ہماری زندگیوں کے شب و روز بغاوت، سرکشی، لالچ اور طلبِ دنیا جیسے شیطانی پھندوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ اپنے نفس کے اسیر ہیں ان لوگوں کی بندگی اور خوفِ الٰہی کی۔یہی کیفیت انہیں حیاتِ جاوداں عطا کر گئی۔ان کے علم و عمل کے تذکرے رہتی دنیا تک کیوں نہ ہوں کہ جنہوں نے علم کو اس قدر خلوصِ عمل کے خوبصورت سانچوں میں ڈھالا اور عمل کو خوفِ الٰہی اور تقویٰ کے پروقار لباس میں رنگ دیا۔ پھر قیامت تک علم و اخلاص اور عملِ صالحہ کی خیرات طلب کرنے والے انہیں کی تقلید میں ان کے بحرِ علم سے فیضاب ہوتے ہیں۔جن لوگوں نے علم کے ساتھ اس طرح اپنی زندگیاں رونے کے ساتھ بسر کیں ان کے فیوضات کی نہریں مسلسل اطراف و اکناف عالم میں بہہ رہی ہیں۔

ہلاکت کے اسباب

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار چیزیں ایسی ہیں کہ آدمی جب ان کو زیادہ کرتا ہے تو وہ اس کی ہلاکت کا باعث بن جاتی ہیں اور اسے ذلیل و رسوا کرتی ہیں وہ چار چیزیں یہ ہیں۔

۱۔ کثرتِ جماع ۲۔ کثرت سے شکار کرنا ۳۔ زیادہ جوا کھیلنا
۴۔ گناہوں کی کثرت

حضرت ابو تراب بخشی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب بندہ گناہ ترک کرنے کا پکا ارادہ کر لیتا ہے تو اسے ہر طرف سے اللہ تعالیٰ کی امداد ملتی ہے اور تین چیزیں دل کی سیاہی کی علامت ہیں ۱۔ گناہ سے دل نہ گھبرائے ۲۔ دل اطاعت کی طرف مائل نہ ہو۔ ۳۔ دل میں وعظ کا اثر نہ ہو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ابلیس کی بدبختی اور حضرت آدمؑ کی سعادت

ابو محمد مروزی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ابلیس پانچ خصائل کی وجہ سے بدبخت ہوا۔

۱۔ اس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا۔ ۲۔ گناہ پر نادم نہ ہوا۔ ۳۔ اس نے اپنے نفس کو ملامت نہ کی۔ ۴۔ اس نے توبہ نہ کی۔ ۵۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔

جبکہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے برعکس پانچ خصائل اپنائے جن کے باعث وہ سعادت مند ہو گئے۔

۱۔ انہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔ ۲۔ گناہ پر ندامت کی۔ ۳۔ اپنے نفس کو ملامت کی۔ ۴۔ فی الفور توبہ کی۔ ۵۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا امید نہ ہوئے۔

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تم کوئی گناہ کرو تو جلد توبہ اور ندامت کرو اور لوگوں کے سامنے معذرت پیش نہ کرو کیونکہ لوگوں کے سامنے معذرت کرنا گناہ سے برتر ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے دوزخ میں جانا مجھے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اسی کی نافرمانی کر کے جنت میں جاؤں۔

حضرت اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قرابت دار کو گناہ کرتے دیکھتے تو فرماتے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی مخالفت کر کے آپ علیہ السلام کی قرابت پر مغرور نہ ہونا کیونکہ خود حضور علیہ السلام نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ہے۔ اے فاطمہ اپنے آپ کو جہنم سے بچا کیونکہ میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ کام نہیں آ سکتا۔

حضرت احمد بن حرب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیا ابھی تک گناہگار کے لئے توبہ کا وقت نہیں آیا حالانکہ اس کا گناہ اعمال نامہ میں لکھا جا چکا ہے جس کی وجہ سے وہ قبر میں مصیبت زدہ ہو گا اور فرشتے اس کو آگ کی طرف لے جائیں گے۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو گناہ کی ذلت سے نکال لیا تو گویا اسے بغیر مال کے غنی کر دیا اور بغیر خاندان کے معزز کیا اور بغیر آدمی کے اسے مانوس کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عقل مند کے لئے اپنے محبوب کو تکلیف دینا مناسب نہیں۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے اپنے نفس کو تکلیف دیتا ہے۔ آپؓ ہی فرماتے ہیں کہ نیک عمل اور تھوڑا گناہ اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے ان نیک اعمال کی کثرت سے کہ جن کے ساتھ گناہ بھی کثرت سے ہو۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہوں میں غرق ہونے کی علامت یہ ہے کہ دل شب بیداری پر خوش نہ ہو۔

حضرت محمد بن واسع رحمتہ اللہ علیہ دوستوں کو فرمایا کرتے تھے کہ ہم گناہوں میں ڈوب چکے ہیں اور اگر تم میں سے کسی کو میرے گناہوں کی ہوا بھی لگ جائے تو وہ میرے پاس بیٹھ نہ سکے۔

فرمانبردار اور نافرمان کی علامات

حضرت ابن سماک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر طاعت میں صرف چہرے کی رونق اور رعب، لوگوں کے دلوں میں محبت اور اعضاء میں طاقت، طبیعت میں قرار اور لوگوں کے مقابلہ میں گواہی کا جائز ہونا ہی نفع ہو تو ترکِ گناہ کے لئے یہی کافی ہے اور اگر گناہ میں صرف چہرے کی بے رونقی دل کی سیاہی اور لعنت سے یاد کیا جانا شہادت میں بے اعتباری اور دل میں خوف ہو تو گناہ چھوڑنے کے لئے یہی کافی ہے پس اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار اور نافرمان میں سے ہر ایک کے لئے دنیا میں علامتیں مقرر کر دی ہیں تاکہ فرمانبردار خوش رہے اور نافرمان غمگین۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کو آخرت میں ذلیل کرنے کا وعدہ کر لیا ہے پس اگر انسان رات میں کوئی گناہ بھی کرے تو صبح کو اس کے چہرے پہ ذلت برستی ہے۔

حضرت عوام بن حوشب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ کے بعد چار باتوں کا

Digitized By eGangotri

ارتکاب گناہ سے بھی زیادہ برا ہے۔

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اول گناہ کو بالکل چھوڑنے کے بغیر توبہ کرنا۔

۲۔ دوم اللہ تعالیٰ کے حلم پر مغرور ہونا۔

۳۔ سوم گناہ پر اصرار کرنا۔

۴۔ چہارم گناہ کے بعد نیک کام کرنے پر گناہ کی معافی سے خوش ہونا حالانکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض نیک عمل کی وجہ سے گناہ کو معاف نہیں فرماتا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اس نے گویا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا خواہ اس کی نماز، روزہ، تلاوتِ قرآن کم ہی کیوں نہ ہو اور جو اس کی نافرمانی کرے اس نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ علماءِ با عمل کی علامت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ نیک عمل میں لگے رہتے ہیں۔

کراماً" کاتبین انسان کے ارادے کیسے لکھتے ہیں؟

حضرت سفیان بن عینیہ رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ فرشتے انسان کے اس ارادے کو کیسے لکھتے ہیں جو ابھی عمل میں نہیں آیا۔ انہوں نے فرمایا کراماً" کاتبین علیہما السلام غیب نہیں جانتے لیکن انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے بدن سے کستوری کی خوشبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اس نے نیکی کا قصد کیا ہے اور اگر وہ برائی کا قصد کرتا ہے تو اس سے بدبو آتی ہے اور وہ جان لیتے ہیں کہ اس نے بُرا قصد کیا ہے

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور اس میں امداد بھی دی ہے اور اس کے ترک کے لئے کوئی عذر مقرر نہیں کیا اور گناہ سے منع کیا اور اس کے کرنے پر کوئی دلیل نہیں رکھی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ زمین میں مطلق کوئی گناہ نہ کرے تو ابلیس کو پیدا ہی نہ کرتا کیونکہ گناہ کی جڑ وہی ہے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے متقی لوگ اس دنیا میں صرف اطاعت کی خاطر رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو طاعت سے پہلے ہی جنت میں داخل کر دیا ہے اور گناہ کرنے سے پہلے ہی ان پر گناہ کو مقدر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے علم میں سب سے بڑھ کر ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت بشر حافی کا قول

حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جن کے نیک اعمال پہاڑ جیسے تھے مگر پھر بھی وہ لوگ مغرور نہ تھے اور تم ایسے ہو کہ تمہارے اعمال بھی نہیں ہیں اور اس کے باوجود تم مغرور ہو اللہ کی قسم ہمارے اقوال تو زاہدوں جیسے ہیں اور اعمال جابروں اور منافقوں کے سے ہیں۔

حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے اگر تم اپنے رب کی نافرمانی کرو اور دیکھو کہ تم پر اس کے انعام برابر آ رہے ہیں تو اس سے ڈرو کیونکہ گناہ تمہارے اعمال نامہ میں درج ہو رہے ہیں ہم نے بزرگوں کو دیکھا ہے کہ وہ معمولی گناہوں کو اتنا بڑا سمجھتے تھے جتنا تم بڑے بڑے گناہوں کو بھی نہیں سمجھتے۔

حضرت ربیع بن خثیم رحمتہ اللہ علیہ عید الاضحیٰ میں جب قربانی کرتے تو فرماتے تیری عزت اور جلال کی قسم اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تیری خوشنودی اپنے آپ کو ذبح کرنے میں ہے تو میں تیرے لئے اپنی جان بھی قربان کر دیتا۔

مروی ہے کہ حضرت کہمش بن حسن رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال تک متواتر اس گناہ پر روتے رہے کہ انہوں نے اپنے ہمسایہ کی مٹی سے بلا اجازت ہاتھ صاف کئے تھے اور فرمایا کرتے کہ جب گناہ پرانا ہو جاتا ہے تو تم میں سے اکثر لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف کر دیا ہے حالانکہ یہ محض دھوکہ ہے۔

مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! بنی اسرائیل کو کہہ دو کہ تمہیں کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ میں نے تمہارے گناہ معاف کر دیئے ہیں حتیٰ کہ تم نے اس پر ندامت بھی چھوڑ دی ہے میری عزت و جلال کی قسم میں ہر ایک گنہگار کو قیامت کے دن اس کے گناہ دکھلاؤں گا۔

گناہگاروں کا شعار

حضرت یزید حمیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک بار میں نے ایک راہب سے کہا تم نے سفید کے مقابلہ میں سیاہ لباس کو کیوں ترجیح دی ہے؟ اس نے جواب دیا اس لئے کہ یہ اہلِ مصائب کا شعار ہے اور ہم گناہگار ہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایک دن حضرت عتبہ غلام رحمتہ اللہ علیہ ایک مکان کے پاس سے گزرے تو کانپنے لگے اور پسینہ آگیا۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں میں نے چھوٹی عمر میں گناہ کیا ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے بصرہ سے پیدل حج کیا تو کسی نے ان سے سوار ہونے کو کہا۔ وہ فرمانے لگے کیا بھاگا ہوا نافرمان غلام اپنے آقا سے مصالحت کیلئے سوار ہو کر جانا پسند کرے گا؟ واللہ اگر میں انگاروں پر چل کر مکہ جاؤں تو بھی کم ہے

ذکرِ قیامت پر خوفِ الٰہی

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ قیامت کے ہولناک واقعات کا ذکر سنتے تو اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرتے اور جب قرآنِ مجید اور ذکرِ الٰہی سنتے تو ان پر غشی اور بے ہوشی کی حالت طاری ہو جاتی ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا (المزمل ۷۳: ۱۲، ۱۳)

ہمارے پاس بیڑیاں اور دوزخ اور گلے میں اٹکنے والے کھانے اور دردناک عذاب ہے۔

یزید رقاشی کی نصیحتیں

ایک روز یزید رقاشی عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گئے تو آپ نے انہیں نصیحت کرنے کو کہا انہوں نے فرمایا اے امیر المومنین! آپ پہلے خلیفہ نہیں ہیں جو مریں گے۔ یہ سن کر حضرت عمر روئے اور مزید نصیحت کرنے کو کہا انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کے اور آپکے دادا آدم کے درمیان جتنے باپ ہیں ان میں سے اس وقت کوئی زندہ نہیں، عمر پھر روئے اور مزید نصیحت کے لئے کہا۔ اس پر انہوں نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ کے مابین اور کوئی منزل نہیں یہ سن کر امیر المومنین عمر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

حسن بن صالح رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ اذان دے رہے تھے جب اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے لوگ ان کو مینار سے اٹھا کر لائے پھر ان کے بھائی نے منبر پر چڑھ کر اذان دی اور نیچے آکر نماز پڑھائی۔ حسن اس وقت تک بے ہوش ہی رہے۔ ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بن

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

صالحؒ سے زیادہ صاحبِ خشوع کسی کو نہیں دیکھا ایک رات صبح تک سورہ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ بار بار پڑھتے رہے اور فجر تک غشی طاری رہی اور سورت ختم نہ ہوئی، جب ہوش میں آتے تو طہارت کی تجدید کرتے۔

ایک روز حضرت داؤد طائیؒ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو کسی عزیز کی قبر پر رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کاش مجھے معلوم ہو کہ تیرے کون سے رخسار کو کیڑے نے کھانا شروع کیا ہے۔ یہ سن کر آپ غش کھا کر گر پڑے۔

حضرت شعوانہ عابدہ رحمتہ اللہ علیہا اپنی مناجات میں کہتی ہیں کہ اے اللہ تو تمام کریموں سے زیادہ کریم ہے اور سب سرداروں کا شہنشاہ اور مسلمانوں کی امید گاہ ہے میں تجھ سے التجا کرتی ہوں کہ ان تمام لوگوں کو معاف کر دے جو تیری سزا کے جاننے کے بعد نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور ان کے منہ سے ہاہ ہاہ کی آواز آتی رہی۔

تلاوتِ قرآن کا اثر

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب ایک روز سورہ کوثرت پڑھ رہے تھے جب وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (جب اعمال نامے کھولے جائیں گے) پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر پڑے اور بہت دیر تک زمین پر تڑپتے رہے۔ ربیع بن خثیم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قاری کو یہ آیت پڑھتے سنا۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا (الفرقان ۲۵ : ۱۲)

جب دوزخ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ اس کا جوش و خروش سنیں گے۔

تو غش کھا کر گر پڑے۔ پھر اٹھا کر گھر پہنچائے گئے اور انکی ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں قضاء ہو گئیں مروی ہے کہ یہ قاری اپنے محلہ میں امام تھا اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پڑھی تھی۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوریؒ نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر آسمان کی طرف دیکھا تو غش کھا کر گر پڑے دارانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ محض آسمان کی طرف دیکھنے سے نہیں ہوا بلکہ قیامت کے واقعات میں فکر کرنے کا نتیجہ ہے۔

Digitized By eGangotri

وھب بن منبہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اپنا کوئی قصور یاد آتا تو غشی طاری ہو جاتی اور ان کے دل کی دھڑکن بہت دور سے سنائی دیتی تھی کسی نے ان سے کہا آپ خلیل الرحمان ہیں اور پھر اس قدر غم کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جب میں اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو اپنے مرتبۂ دوستی کو بھول جاتا ہوں۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روز فجر کی نماز میں سورہ یٰسین پڑھی اور جب درج ذیل آیت تک پہنچے تو ان کا بیٹا علی بے ہوش ہو گیا۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ (یٰس ۳۶: ۵۳)

وہ ایک ہی تند آواز ہو گی جس سے تمام ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے۔

اور طلوعِ آفتاب تک ہوش میں نہ آیا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ جب کسی سورت کے پڑھنے کا قصد کرتا تو اس کو پورا نہ کر سکتا۔ اور سورۂ اذا زلزلت الارض اور سورہ القارعہ کو کبھی سن ہی نہ سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے والد حضرت فضیل بن عیاض مسکرائے۔ لوگوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے آپؒ تو نہایت غمگین رہا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو اس کی موت پسند ہے علی بن فضیلؒ اپنے والد سے درخواست کیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں تاکہ میں ایک پوری سورت سن سکوں یا موت سے پہلے قرآن مجید ختم کر لوں اگرچہ ایک ہی بار ہو۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے جب کوئی شخص رات میں قرآن مجید کی تلاوت کرتا تو صبح کے وقت لوگ اس کے چہرے میں شدت تغیر، زردی رنگ اور لاغری و پژمردگی کے اثرات محسوس کرتے تھے لیکن اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب کوئی رات کو پورا قرآن بھی پڑھتا تو صبح کے وقت اس کے چہرہ سے اس کا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا گویا اس نے محض اپنی چادر کا بوجھ ہی اٹھایا ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک قاری کو ایک آیت پڑھتے سنا تو چیخ اٹھے اور ہاتھ سر پر رکھ لیا اور تین دن تک حیران و پریشان پھرتے رہے۔ انہیں معلوم نہیں تھا کہ کہاں جا رہا ہوں۔ وہ آیت درج ذیل ہے۔

وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ اور ان تمام کی وعدہ گاہ جہنم ہے۔ (الحجر ۱۵: ۴۳)

پس اے دوست اپنے بزرگوں کے احوال میں غور کر اور دیکھ کہ تجھے بھی اپنے

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

رب کا کلام سننے سے کبھی حقیقی یا ریاء کے طور پر غشی طاری ہوئی ہے یا تیری سخت دلی کی وجہ سے کبھی ایسا نہیں ہوا پس تو ڈرتا رہ اور کم کھایا کر کیونکہ اس سے دل نرم ہو گا اور نرم دل اللہ رب العزت کو بہت پسند ہیں۔

ایک ایمان افروز واقعہ

حضرت بابا فرید گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ اسرار الاولیاء میں ایک شب زندہ دار صالح متقی اور مقربِ بارگاہِ الٰہی نوجوان کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ساری زندگی اللہ کی یاد اور اس کے خوف میں روتا رہا بالآخر اس کی حالت ایک سوکھی ہوئی خشک لکڑی کی مانند ہو گئی اس کی حالت اس حد تک خرلب ہو گئی کہ وہ دیکھے جانے کے قابل بھی نہ رہا لیکن اس کی زندگی کا ہر لمحہ یاد الٰہی میں بسر ہوتا۔ وہ صبح شام اٹھتے بیٹھتے روتا رہتا اور جب رات کو اپنے حجرے میں جاتا تو ساری رات اپنے گلے میں چھت سے لٹکی ہوئی رسی کا پھندا ڈال کر محوِ عبادت و گریہ رہتا۔ وہ جب سجدے میں جاتا تو رو رو کر عرض کرتا "باری تعالیٰ تو مجھے معاف فرمادے کیونکہ میرے اتنے زیادہ گناہ ہیں کہ تو نے اگر ان کا حساب لے لیا تو میں مخلوق کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہوں گا۔ الغرض اس صحرائے حیات میں وہ ایک مجرم کی طرح دن رات تڑپتا روتا' لرزتا اور کانپتا رہتا۔

بالآخر جب اس کا سفر زندگی انجام کو پہنچنے لگا تو اس نے اپنی والدہ کو بصد ادب و احترام کہا امی جان میرا وقتِ نزع قریب آ گیا ہے اب آپ سے جدائی کا وقت آ پہنچا ہے لیکن اس وقت میں آپ سے تین درخواستیں کرتا ہوں آپ وعدہ کریں کہ آپ انہیں پورا کریں گی اس پر وہ درویش صفت اور رشکِ ملائک نوجوان عرض کرنے لگا "امی جان میں بہت گناہ گار ہوں۔ ساری زندگی اللہ کی بندگی اور طاعت سے بھاگا رہا ہوں لہٰذا۔

پہلی درخواست :۔ یہ کہ جب میں مرنے لگوں تو میرے ساتھ پہلا سلوک یہ کرنا کہ میرے گلے میں رسی ڈال کر مجھے گھر کے چاروں طرف گھمانا اور زمین پر گھسیٹتے ہوئے کہنا کہ یہ وہ شخص ہے جو اللہ کی بندگی سے بھاگا رہا' لوگو! دیکھ لو ایسے نافرمان باغیوں کا حشر اسی طرح ہوتا ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دوسری درخواست :۔ یہ کہ امی جان میرا جنازہ رات کے وقت اٹھانا تاکہ میرے گناہوں کا پردہ بھی رہے اور دیکھنے والے میرے گناہوں کے سبب یہ نہ کہیں کہ اب دیکھئے اس کے ساتھ کیا حشر ہوتا ہے۔

تیسری درخواست :۔ یہ ہے کہ جب لوگ مجھے دفنا کر واپس آ جائیں تو امی جان! خدا کے لئے آپ میری قبر پر کچھ دیر کے لئے ٹھہرے رہنا تاکہ منکر نکیر جب آ کر مجھے عذاب دینا چاہیں تو شاید آپ کے قدموں کی برکت اور آپ کی ماتا کے سبب مجھ سے درگزر کریں یا میرے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جائے۔

چنانچہ جب اس نوجوان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی تو ماں نے ایفائے عہد کے پیش نظر نہ چاہتے ہوئے اس کے گلے میں رسی ڈالنا چاہی۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر اس کو کھینچتی عالم غیب سے ربُّ العزت کی بارگاہ سے آواز آئی "اے نوجواں کی ماں! اپنے ہاتھ روک لے خبردار! تمہیں معلوم نہیں یہ ہمارے دوستوں اور عاشقوں میں سے ہے اور اللہ اپنے دوستوں سے کہاں ایسا برتاؤ ہوتا دیکھ سکتا ہے؟ تجھے کیا معلوم کہ اس موت نے اس جوان کی روح کو کتنی بلندیاں عطا کر دی ہیں تیرے ہاتھ بڑھانے سے قبل اس کی روح کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔

لمحۂ فکریہ :۔

اس ایمان افروز واقعہ کے بیان کا مقصود صرف یہ اندازہ کرنا ہے کہ ہم خوف اور اطاعتِ الٰہی کی دنیا میں کہاں ہیں کیا ہمارا شعورِ بندگی اور احساسِ شرمندگی بھی کبھی اپنے انجام کو چشم تصور میں لا کر یہ محسوس کرتا ہے کہ ہمیں اس سلسلے میں کیا کرنا ہے؟ اگر اس قدر عبادت گزار اور طاعت شعار لوگ اپنے انجام سے متعلق اتنے پریشان اور غمگین ہو سکتے ہیں تو ہم بھی آخر انہی کی طرح اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہیں ہمارے ذمے بھی انہی جیسے حقوق و فرائض ہیں۔ ہماری بندگی کے تقاضے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسی طرح کے ہیں لیکن کیا ہم نے کبھی اس طرف سوچا ہے؟ ہم تو دنیا کی حرص و لالچ کے بندے ہیں اور ہماری حالت کتوں سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ کتا بھی اپنے مالک کا وفادار ہوتا ہے وہ تو کتا ہو کر اپنے مالک کے در پر رات بھر جاگتا ہے اور چوکیداری

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کرتے بسر کرتا ہے خواہ اس کا مالک اسے کھانے پینے کے لئے کچھ دے یا نہ دے مگر افسوس صد افسوس کہ ہم انسان ہو کر اپنے مالکِ حقیقی کی بندگی اور اس کی بارگاہ کی جوابدہی سے بے خبر ہیں کتے اس لئے بھی ہم جیسے غافل بندوں سے بہتر ہیں کہ ان کا مالک سویا ہوا ہوتا ہے تو وہ جاگتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ ہمارا خالق و مالک تو جاگتا ہے اور دیکھتا ہے مگر ہم غفلت کی نیند میں اس سے لاتعلقی کے عالم میں سوئے رہتے ہیں۔

اسی احساس کے سبب عرفاء واولیاء ساری ساری رات عبادت و ریاضت میں گزارنے کے باوجود اللہ کے سامنے جوابدہی سے ڈرتے ہیں وہ تو راتوں کو جاگ کر بھی نادم و شرمندہ رہتے ہیں کہ یہ کوئی انوکھا اور اتنا بڑا کام نہیں۔ حضرت بابا بلھے شاہ اسی پس منظر میں اپنے الفاظ میں یوں گویا ہیں

جنہاں دلاں وچ عشق نہ رچیا کتے اناں تھیں چنگے
مالک دے گھر راکھی کر دے صابر بھکھے ننگے۔

یار اس وقت تک نہیں مانتا جب تک نرم و گداز بستروں کو چھوڑ کر راتیں اس کی حضوری میں بسر نہ کی جائیں جب تک نیند کی بجائے آنکھوں کو اشکوں سے آشنا نہ کیا جائے ورنہ خالی جاگتے رہنا ہی کافی نہیں کیونکہ خالی رات بھر کتے بھی جاگا کرتے ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت اور خوف کی دولت سے نوازے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق عطا فرمائے۔ آمین

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر ۷

رجاء

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

رجاء (امید)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۤءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ (العنکبوت ۲۹، ۵)

جو اللہ کے سامنے پیش ہونے کی امید رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی مدت مقررہ آکر رہے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین علیہ السلام سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اے میرے بندے جب تک تو میری عبادت کرتا رہے اور مجھ سے امید رکھے اور کسی کو میرا شریک قرار نہ دے تو میں تمہارے گناہ معاف کر دوں گا خواہ تو اس قدر گناہ کر کے میرے سامنے کیوں نہ آئے کہ ان سے تمام دنیا بھر جائے میری طرف سے اسی قدر مغفرت تمہارا استقبال کرے گی اور مجھے تمہارے گناہوں کی پرواہ نہ ہو گی۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس شخص کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال دو پھر فرمائے گا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے اسے بھی دوزخ سے نکال دو پھر فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اس شخص کو بھی جو دن اور رات میں ایک پہر بھی مجھ پر ایمان لایا ہو اس شخص کی طرح نہیں سمجھوں گا جو بالکل ہی ایمان نہ لایا ہو۔

رجاء کی تعریف

کسی ایسی محبوب و مرغوب چیز کی طرف دل کا لگا رہنا جو آئندہ حاصل ہونے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

والی ہو رجاء کہلاتا ہے اور جس طرح خوف کا وقوع آئندہ کے ساتھ متعلق ہے اس طرح رجاء کا تعلق اس چیز کے ساتھ ہوتا ہے جس کی آئندہ زمانے میں امید ہو دلوں کی زندگی اور استقلال کا دارومدار رجاء پر ہی موقوف ہے۔

رجاء اور تمنا میں فرق

رجاء اور تمنا میں فرق یہ ہے کہ تمنا سے تمنا کرنے والے میں سستی اور کاہلی پیدا ہوتی ہے چنانچہ تمنا کرنے والا کوشش نہیں کرتا بر خلاف رجاء کے۔ لہٰذا رجاء قابل تعریف چیز ہے اور تمنا مذموم ہے۔

ابن خلیق فرماتے ہیں کہ رجاء تین طرح کی ہوتی ہے۔

۱۔ ایک شخص نیک کام کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ وہ کام مقبول ہو گا۔

۲۔ ایک شخص برائی کرنے کے بعد توبہ کرتا ہے اور اسے مغفرت کی امید ہوتی ہے۔

۳۔ ایک جھوٹا انسان گناہ کرتا چلا جاتا ہے مگر کہتا ہے کہ مجھے مغفرت کی امید ہے۔

خوف و رجاء کا باہمی تعلق

جو خوف کی معرفت حاصل نہ کرے وہ رجاء کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا اور جو مقام خوف میں کھڑا نہ ہو اسے صحت و صفاء کے مطابق اہلِ رجاء کے مقامات تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی ہر بندے کو اس کے خوف کے مطابق ہی رجاء کا مقام ملتا ہے اور اسے جس قدر خوف۔ دلانے والی صفات کا کشف حاصل ہو اسی قدر اسے رجاء کے اخلاق میں سے حصہ ملتا ہے۔

رجاء کی علامت

بندے میں صحتِ رجاء کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے رجاء کے بارے میں اندر ہی اندر ڈرتا رہے اس لئے کہ جب اسے ایک بات کے بارے میں امید آگئی۔ اب دل میں جس کی امید رکھے ہوئے ہے اس کی عظمت اور شدت فرحت کے بارے میں یہ خطرہ ہے کہ وہ بات ہی جاتی رہے اس طرح اہلِ رجاء سے اپنی امیدوں میں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فوتِ رجاء کا خطرہ کبھی جدا نہیں ہوتا اور رجاء تو اصل میں خائفین کے لئے ایک ذرا سا آرام ہے اس لئے عرب لوگ رجاء کو بھی خوف کہہ دیتے ہیں کیونکہ یہ دونوں ایسے اوصاف ہیں جو ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوتے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک چیز کسی دوسری چیز کے لیئے لازم ہو یا اس کا وصف ہو یا اس کا سبب ہو تو اس کو بھی اس سے تعبیر کر دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔

مالک لا ترجوا کذا

تجھے کیا ہے کہ ایسی امید نہیں رکھتا۔

اور مراد یہ ہوتی ہے کہ تجھے کیا ہے کہ تو ڈرتا نہیں؟

اس لغت پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا (نوح ۷۱: ۱۳)

اس کی تفسیر پر اجماع ہے کہ تمہیں کیا ہے کہ تم اللہ کی عظمتِ شان سے نہیں ڈرتے'

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ (الکهف ۱۸: ۱۱۰)

پس جس کو اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ جو اس کی ملاقات کے بارنے میں ڈرتا ہے۔

رجاء سے خوف ایسے ہی ہے جیسے کہ رات سے دن ہو کہ یہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے چنانچہ مدت بیان کرتے ہوئے ان میں سے کسی ایک کا نام لیا جا سکتا ہے۔ مثلاً"

ثلثة ایام (تین دن) ثلث لیال (تین راتیں)

ایک ہی واقعہ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ (مریم ۱۹: ۱۰)

تیری نشانی یہ ہے کہ بات نہ کرے تو لوگوں سے مسلسل تین راتیں۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا (آل عمران، ۳ : ۴۱)

تو لوگوں سے تین دن بات نہ کرے مگر اشارات سے

اب جب دن اپنی رات سے جدا نہیں ہوتا اور رات اپنے دن سے جدا نہیں ہوتی اس لئے ایک کی بجائے دوسرے سے خبر دے دی اس لئے کہ ایک (رات) دوسرے (دن) کے مشابہ اور اس میں داخل ہے اور دونوں میں سے کوئی ایک بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کے بغیر نمودار نہیں ہوتی کیونکہ دونوں کے احکام مختلف ہیں اور ان دونوں کے ذریعہ جدا جدا احکامات ہیں۔

خوف و رجاء کی یہی حقیقت ہے کہ جب خوف نمودار ہوتا ہے تو بندہ خائف ہوتا ہے اور مشاہدۂ تجلی سے خوف کے احکام ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ خوف کے غلبہ کی وجہ سے بندے کو خائف بندہ کہا جاتا ہے اور اس کے خوف میں رجاء پوشیدہ ہوتی ہے اور جب رجاء (امید) نمودار ہوتی ہے تو بندے کو عبد راجی (امید رکھنے والا بندہ) کہا جاتا ہے اور وصفِ رجاء کے باعث تجلی ربوبیت کے مشاہدہ سے اس پر احکامِ رجاء نمودار ہوتے ہیں چنانچہ بندہ اسی سے موصوف ہوتا ہے اور اس کے رجاء میں خوف بھی پوشیدہ ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں ایمان کے اوصاف ہیں جیسے پرندے کے دو بازو ہیں۔

خوف و امید کی حالت رکھو :۔

جس طرح پرندہ دو بازوؤں کے درمیان ہوتا ہے اس طرح ایک مومن ہمیشہ امید و خوف کے درمیان رہتا ہے یعنی اس پر صفاتِ خوف اور اخلاقِ رجاء کے مقام مشاہدہ سے طاری ہونے والے احوال جاری رہتے ہیں اور دوسرا مقام اصحابِ یمین کا ہے یہ وہ ہے جو انہوں نے احکام کے تفاوت اور اقسام کے فرق سے معلوم کیا ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخلوق پر اپنے فضل و کرم سے جبر کی حالت نہیں رکھی بلکہ اختیار عطا فرمایا جب انہیں یہ بتایا گیا تو انہوں نے ابتداء سے ہی کامل نعمت کی امید رکھی چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے جادوگروں کو مغفرت کی طمع

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نہیں سے ہوئی کہ جب انہوں نے ایمان سے آغاز کیا تو انہیں ایمان لاتے ہی مغفرت کی امید و خواہش پیدا ہوئی انہوں نے ایمان لا کر کہا جیسا کہ فرمان الہٰی ہے۔

اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ (الشعراء، ۲۶: ۵۱)

ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے گناہ بخشے گا اس لئے کہ ہم پہلے قبول کرنے والے ہیں۔

یعنی اس مقام پر ہم پہلے ایمان لا رہے ہیں اس لئے ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ایسے بندے کی مذمت فرمائی جس سے ایک نعمت چھن گئی اور وہ اس کے واپس آنے سے مایوس ہو بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَیَئُوْسٌ كَفُوْرٌ۔ (ھود، ۱۱: ۹)

اور اگر ہم بندے کو اپنی طرف سے رحمت چکھا دیں پھر وہ اس سے چھین لیں تو وہ ناامید ناشکرا ہو جاتا ہے۔

پھر صالحین اور اس پر صبر کرنے والے بندوں کو مستثنیٰ کر کے فرمایا۔

اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ (ھود، ۱۱: ۱۱)

سوائے ان کے جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کئے۔

منقول ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ "اللہ سے ایسے خوف کھا کہ تو اس کی گرفت سے بے خوف نہ ہو اور اپنے خوف سے زیادہ اس سے اُمید رکھ۔

اس نے عرض کیا۔

"میں یہ کیونکر کر سکتا ہوں میرا تو ایک ہی دل ہے"۔

فرمایا

تمہیں خبر نہیں کہ مومن دو دل والے کی طرح ہوتا ہے ایک کے ساتھ ڈرتا ہے اور دوسرے سے امید رکھتا ہے مطلب یہ ہے کہ ایمان کے دو اوصاف ہیں خوف اور امید اور مومن کا دل ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھی خالی نہیں ہوتا گویا یہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دو دلوں والے کی طرح ہوا۔

پھر مخلوق کے چار طبقات ہیں اور ہر طبقہ میں ایک گروہ ہے ان میں سے بعض ایمان کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور ایمان کی حالت میں ہی فوت ہوتے ہیں۔ یہیں سے انہیں اپنے لئے اور دوسرے اہلِ ایمان کے لئے امید ہوئی کہ ان پر یہ نعمت کامل ہو گی اور اللہ کے فضل و کرم سے ان سے یہ نعمت سلب نہیں ہو گی جو کہ انہیں ابتداء" دی گئی۔

بعض لوگ ایمان کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور کفر کی حالت میں مرتے ہیں اس سے ان پر اور دوسروں پر خوف طاری رہتا ہے۔

بعض لوگ کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور ایمان کی حالت میں فوت ہوتے ہیں اور بعض کفر کی حالت میں زندہ رہتے ہیں اور کفر کی حالت میں ہی مرتے ہیں ان دونوں حکموں نے انہیں رجاء لازم کیا۔ مشرک کو جب دیکھا تو پھر بھی مایوس ہوئے۔ اس رجاء کا خوف دوسرا خوف ہے کہ اس حال میں نہ مرجائے اور یہی اللہ تعالیٰ کے ہاں حقیقت نہ ہو۔

ایک مومن ان چاروں احکام سے آگاہ ہوتا ہے اس لئے اس پر خوف و امید کی حالت ساتھ ساتھ رہتی ہے۔

رجاء کی علامت کثرتِ عبادت ہے :-

اہلِ رجاء کے ہاں رجاء کی علامت یہ ہے کہ اسے مشاہدۂ حق حاصل ہوتا ہے۔ عبادت کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے اور نوافل ادا کر کے اس کا قرب پانے کی مسلسل کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کہ اسے اللہ پر حسنِ ظن ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اچھی امیدیں وابستہ رکھتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ بندہ پر لازم ہونے کے اعتبار سے نہیں اور نہ ہی ہمارے استحقاق کے باعث بلکہ محض اپنے فضل و کرم سے اعمالِ صالحہ کو قبول فرماتا ہے اور اپنی رحمت و احسان کے صدقہ سے بُرے اعمال معاف فرماتا ہے یہ اس کا لطف و کرم ہے اور یہ اس پر الزام نہیں۔ جیسا کہ حضرت

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
جس نے گناہ کیا اور یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کو اس پر قدرت حاصل ہے اور اس سے اُمیدِ رحمت و مغفرت بھی رکھی تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر دے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی مذمت فرمائی۔
وَ ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔ (حٰم سجدہ، ۴۱، ۲۳)
اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو تم رکھتے ہو اپنے رب کے بارے میں کہ اس نے تم کو کھپایا۔ پس تم خسارے والوں میں سے ہو گئے

اور اس طرح ایک جگہ فرمایا۔
وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَ کُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا"۔ (فتح، ۴۸، ۱۲)
اور تم نے برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔
یعنی تم ہلاک ہونے والی قوم ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ کے خُطاب میں یہ دلیل آئی کہ جو اچھا ظن رکھے وہ نجات پانے والوں میں سے ہے۔
روایت میں آیا ہے۔
جو گناہ کر بیٹھے پھر اسے اس کی وجہ سے غم لاحق ہو تو اس کا گناہ معاف کر دیا جائے گا اور چاہے زبان سے استغفار نہ بھی کیا جائے اور جس طرح مقاماتِ یقین مختلف ہیں اسی طرح رجاء کے مقامات بھی مختلف ہیں بعض فرضی ہیں اور بعض نفلی درجہ پر ہیں۔
بندے پر یہ فرض ہے کہ اپنے مولیٰ کریم پر اس کے فضل و کرم کے اعتبار سے امید رکھے اور اپنے نفس پر نظر کرنے کے اعتبار سے امید نہ لگاتا پھرے۔

قبولیتِ دعا کی امید رکھو

حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے "جو اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے پھر اپنے نفس اور اپنے اعمال کی طرف دیکھے تو وہ قبولیت نہ پائے گا دعا اس وقت قبول ہو گی جب تنہا اللہ تعالیٰ اور اس کے لطف و کرم پر نظر کرے اور دعا کی قبولیت کا یقین رکھے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آپؒ فرماتے ہیں میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگے اور اس پر کسی بات کی امید رکھے مگر اپنے نفس اور اپنے عمل پر اس کی نگاہ رہے وہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے میں خلوص سے محروم ہے اس لئے کہ وہ اپنی طرف نظر کر کے اس کے ساتھ شریک کر رہا ہے جب مخلص نہ ہوا تو صاحبِ یقین نہ ہو گا اور اللہ تعالیٰ اس کا عمل اور دعا صرف اخلاص و یقین کی برکت سے ہی قبول کرے گا جب اسے توحید کا مشاہدہ ہوا اور وحدانیت کی طرف اس کی نگاہ رہی اب وہ مخلص اور صاحبِ یقین ہے حدیث پاک میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"جب تم دعا کرو تو قبولیت کا یقین کرنے والے ہو جاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ صرف یقین کرنے والے کی دعا ہی قبول فرماتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس آدمی کو دعا کرنے پر لگا دیا سمجھ لو اس کے لئے عبادت کا ایک دروازہ کھول دیا۔

حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا۔

دعا کرنا نصف عبادت ہے اور نافلہ (خلوص) کے بغیر دعا قبول نہیں فرماتا۔ دعا کا قلیل ترین اجر یہ ہے کہ اسے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں عطا فرماتا ہے اور سب سے بڑا اجر یہ ہے کہ اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ فرماتا ہے جو کہ دنیا اور اس کے اندر کی ہر چیز سے بڑھ کر ہو گا اور اس قدر اجر ہو گا کہ کبھی کسی کے دل پر بھی نہیں کھٹکا اور یہ درجہ اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حسنِ نظر و اختیار کے باعث حاصل ہوتا ہے اور متوسط درجہ یہ ہے کہ اس سے وہ آفت ٹل جاتی ہے کہ اگر اسے جانتا ہوتا تو دعا مانگنے کی بجائے اسے دور کرنا زیادہ پسند کرتا۔

ناامیدی گناہ ہے۔

ایک آدمی پر خوف کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اس کے ہوش جاتے رہے اور وہ ناامید ہو بیٹھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے فرمایا۔

اے بندے! تیرے گناہ سے زیادہ تیری اپنے رب سے ناامیدی بڑا گناہ ہے۔ اس لئے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی میں گناہگار بندے کو چین ملتا ہے اور ناامیدی اختیار کرنا تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اس لئے کہ اس طرح اس نے اپنے دل سے ہی خدا کی صفاتِ امید و کرم کو کاٹ دیا ہے حضرت علیؓ نے اس فعل کی مذمت فرمائی۔ ○

اہل رجاء کا تفاوت :۔

فضائلِ رجاء میں اہلِ رجاء کو باہمی امتیاز حاصل ہے ان میں سے مقربین کو قرب سے امید کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوتا ہے جن صفات کی انہیں معرفت و تجلی حاصل ہوتی ہے اور یہ انکے اس علم کے ساتھ ہوتا ہے اہلِ رجاء میں سے اصحابِ یمین کو مزید انعام کے باعث امید کا وافر حصہ حاصل ہوتا ہے اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے وعدۂ عطا و بخشش پر یقین ہوتا ہے۔ اگر نیک اعمال کے لئے شرحِ صدر حاصل ہو جائے تو یہ رجاء کی علامت ہے اس طرح یہ بھی رجاء کی علامات میں سے ہے کہ انسان نیک اعمال کے فوت ہونے سے ڈرے ان کے قبول ہونے کی امید رکھے۔ وعدے پورے ہونے کی امید رکھ کر مجاہدہ کرے اور برائی چھوڑ دے اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ○

بے شک جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ (البقرہ ۲: ۲۱۸)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت و جہاد کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ مہاجر وہ ہے جو بُرائی چھوڑ دے اور مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے نفس سے جہاد کرے اور نماز قائم کرے پوشیدہ اور اعلانیہ تھوڑا اور زیادہ مال خرچ کرے اور ان سے جدا ہو کر دنیا کی تجارت میں مصروف نہ ہو جائے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ حقیقت اور امید رکھنے والوں کا وصف بیان فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ (فاطر ۳۵: ۲۹)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا اس سے خرچ کرتے ہیں چھپا کر اور اعلانیہ وہ امید رکھتے ہیں ایک تجارت کی جو کبھی نہ ٹوٹے۔

رات کی گھڑیوں میں مناجات کرنا بھی رجاء ہے اس لئے کہ دلوں میں خوف شدت اختیار کر لیتا ہے جو پچھلی رات کی خلوت کی گھڑیوں میں کثرت عبادت سے کم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اہل رجاء کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر، ۳۹:۹)

کیا رات کی گھڑیوں میں قیام و سجود کرنے والا آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے تو محبوب فرما دیجئے کیا سمجھ والے اور بے سمجھ برابر ہوتے ہیں۔

چنانچہ ڈرنے والوں، امید رکھنے والوں اور راتوں کو تہجد ادا کرنے والوں کو علماء قرار دیا گیا اس بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ جس میں خوفِ خدا نہ ہو اور نہ ہی وہ امید رکھے وہ عالم نہیں ہو سکتا۔

رجاء واقع ہونے کی شرائط :۔

مقربین کے نزدیک مقامِ یقین میں سب سے پہلے رجاء (امید) آتی ہے اور صدیقین کے یہ ظاہری اوصاف میں سے ہے ایک بندے کے دل میں رجاء اس وقت تک کامل واقع نہیں ہو سکتی جب تک حسب ذیل اوصاف نہ پائے جائیں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے گھربار کو چھوڑ دینا اس میں مجاہدہ کرنا، تلاوتِ قرآن مجید، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، رات کے وقت قیام و سجود کرنا یہ سب کام کرنے کے باوجود اللہ سے ڈرتے رہنا۔

یہ تمام صفات اہلِ رجاء کی ہیں اور احوالِ یقین میں سے یہ پہلا مرحلہ ہے پھر اعضائے ظاہر اور قلوب کے ذریعہ، ظاہری اور باطنی طور پر اس سلسلہ میں اعمال

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

بڑھتے رہتے ہیں اسی قدر انوار و علوم کے ــــــــ اوصاف کے باعث. کشفِ غیبی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

خوف و رجاء میں فرق :-

خوف و رجاء دراصل دو مقاموں کی طرف لے جانے والے دو راستے ہیں۔ خوف علماء کا مقام علم کی طرف لے جانے والا راستہ ہے اور رجاء عبادت کرنے والوں کا مقام عالمین کی طرف لے جانے والا ایک راستہ ہے۔

جو لوگ اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ امید رکھتے ہیں انہیں خوف کے باعث امید میں قوت حاصل ہوتی ہے۔ صدق رجاء اور اس میں اخلاص سے یہ انعام حاصل ہو جاتا ہے۔

ان کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون، ۲۳، ۶۰)

اور وہ دیتے ہیں جو کچھ دیں اور ان کے دل ڈر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی حالتِ وفا اور نیک اعمال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا (الطور، ۵۲، ۲۶، ۲۷)

بیشک ہم اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرتے ہوئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا (دھر، ۷۶، ۷)

وہ نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں۔

یہ اس لئے کہ خوف کو رجاء سے ربط حاصل ہے اب جہاں رجاء آئے گی وہاں اسے شعلہ بننے سے کم رکھنے کے لئے خوف آجائے گا۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اہلِ عرب کہا کرتے ہیں۔

Digitized By eGangotri

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ (جاثیہ ۴۵، ۱۴)

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے ان لوگوں کو جو ایمان لائے کہ معاف کر دیں ان لوگوں کو جو اللہ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے نہیں ڈرتے جب ان پر اللہ کا اسقدر فضل و کرم ہے کہ انہیں معاف کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے تو جو اللہ سے امید رکھتے ہیں ان پر اس کا کتنا فضل و احسان ہو گا اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بعض مفسرین اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تحت فرماتے ہیں۔

وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰہِ مَالَا یَرْجُوْنَ (النساء، ۴، ۱۰۴)

اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

اب اگر علماء کے نزدیک رجاء و خوف ایک ہی چیز کی طرح نہ ہوتے تو ایک کی تعبیر دوسرے کے ساتھ کیونکر کی جاتی۔

رجاء کی علامت یہ بھی ہے کہ خلوتوں میں بندہ اپنے پروردگار کیساتھ ہم مجلس ہو۔ علماء کے ساتھ محبت اور اولیاء سے مانوس ہو کر خدا کا انس و تقرب حاصل کرے نیک لوگوں کے ساتھ مجلس کرنے میں وحشت نہ رہے ان کے پاس بیٹھنے سے سکون و شرح صدر حاصل ہو' رجاء کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اعمال خیر کی حلاوت کے باعث نیکی، اور تقویٰ کے کاموں میں مشقت محسوس نہ کرے گھر والوں کو خیر و تقویٰ پر آمادہ کرے نیک اعمال رہ جانے پر افسوس کرے اور کر لینے پر فرحت حاصل ہو۔

اہلِ یقین کا وصف رجاء ہے :۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

من سرته حسنته وساءته سیئته فذالکم المومن (ترمذی : ۲۹۰۲ ابواب الفتن)

جس کو اس کی نیکی مسرت دے اور اس کی برائی اسے بری لگے وہ مومن ہے"

ایک اور روایت میں ہے کہ

میری امت کے بہتر لوگ وہ ہیں جو نیکی کریں تو خوش ہوں اور برائی کر بیٹھیں تو معافی مانگیں اس لئے کہ مومن کو اس معاملہ میں یقین اور دینی بصیرت حاصل ہوتی ہے اور

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

خدا تعالیٰ پر یقین اور دینی بصیرت حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ پر یقین کرنے والوں کا وصف خوف و رجاء ہے اور اب جب وہ نیک کام کرے گا اسے اس کے ثواب کا یقین ہو گا اور جب برائی کرے گا تو اس کی برائی کا اسے یقین ہو گا کیونکہ وعید کا خوف ہے اور وعید کرنے والے کی عظمت بھی سامنے ہے اور علم کی دلالت اس پر ہے کہ نیک کاموں میں لگ جانا دراصل اللہ تعالیٰ کی صحبت و رضا میں داخل ہو جانا ہے۔ یہ تو دنیا میں اللہ کی رضا ہے اور خدا کی نافرمانی میں داخل ہونا دراصل اللہ تعالیٰ کے غضب میں داخل ہونا ہے۔ اس لئے یہ بات اسے بری لگے گی کیونکہ اس کی نافرمانیوں پر صرف اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے تو کل اس پر عذاب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ (المومن، ۴۰ : ۱۰)

ان کو پکار کر کہیں گے اللہ تعالیٰ تمہارے بیزار ہونے سے زیادہ بیزار ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت میں بتایا گیا۔

جب آگ میں جلنے کے بعد نفوس کو دیکھیں گے تو ان پر غصہ کھائیں گے اور انہیں آواز دی جائے گی "دنیا میں اس کی نافرمانیوں پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی آج عذاب میں پھنس کر تمہاری اپنی جانوں پر ناراضگی سے بڑھ کر ہے جیسا کہ اس کی رضا کل جنت کی صورت میں ملے گی اسی طرح آج اس کی رضاء کا پھل یہ ہے کہ نیک کام اور طاعت کی توفیق حاصل ہوئی اور اس بندے کو علم یقین سے کشف حاصل ہوا۔

خوشخبری سناؤ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ "جب تم لوگوں کے سامنے ان کے پروردگار کے متعلق کچھ بیان کرو تو ایسی چیز بیان نہ کرو جس سے انہیں گھبراہٹ اور نفرت ہو۔

دوسری حدیث میں فرمایا۔

یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا۔

Digitized By eGangotri

(بخاری جلد اوّل، کتاب العلم)

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آسانی پیدا کرو اور تنگی نہ کرو، خوشخبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ۔
اور جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کی تو فرمایا اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو کیوں مایوس کر رہے ہو؟ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور انہیں امید دلائی اور اشتیاق پیدا کیا جب حضور علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔
اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ (الحج، ۲۲:۱)
بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔
تو پوچھا جانتے ہو یہ کون سا دن ہے؟ "جس دن حضرت آدم علیہ السلام سے کہا جائے گا اٹھو اپنی اولاد میں سے دوزخ کا حصہ بھیج دو"۔
وہ عرض کریں گے کس قدر؟
کہا جائے گا! "ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے آگ کی طرف اور ایک جنت کی طرف"۔
راوی بتاتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سارا دن روتے رہے اور تمام کام چھوڑ دیئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور پوچھا۔
تمہیں کیا ہوا تم تو اقوام میں اس طرح ہو جیسے کہ سیاہ بیل کی جلد میں ایک سفید بال ہو۔
حضور علیہ السلام نے فرمایا۔
اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایک دوسری قوم پیدا کر دے گا جو گناہ کرے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں معافی مانگے اور وہ انہیں معاف فرما دے۔

رجاء کی صورتیں :۔

رجاء اور امید کی ایک صورت یہ ہے کہ جس طرف اللہ تعالیٰ اشتیاق دلائے اس کا زبردست شوق پیدا ہو جائے اور اللہ رب العزت کے نزدیک جو کام مندوب ہو

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

تیزی سے اس کی طرف بڑھے اور عوام جس بات کو رجاء اور امید سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ بندہ نافرمانیوں میں لگا رہے اور گناہوں میں مشغول رہے اور اللہ کی مغفرت و کرم کا منتظر رہے۔ یہ طریقہ علماء کے نزدیک رجاء و امید میں سے نہیں ہے اس لئے کہ رجاء تو اصل میں ایک مقامِ یقین کا نام ہے اور اصحابِ یقین کا یہ طریقہ نہیں۔ رجاء کی ایسی صورت تو خدا تعالیٰ سے غفلت اور احکامِ الٰہی سے جہالت اور اللہ تعالیٰ کے ہر فریب میں رہنے کا نام ہے۔

جس قوم نے رجاء کا یہ مطلب سمجھا ہے اور وہ دنیا کی محبت اور دنیا کی رضا سے وابستہ ہوئے اور مغفرت کی آس لگالی اللہ تعالیٰ نے انہیں دھمکی دی اور انہیں گئے گزرے گمراہ ہونے لوگ قرار دیا اور انہیں سخت سزا کی وعید سنائی۔ فرمایا کہ

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا

(مریم، ۱۹: ۵۹)

پھر ان کے بعد خلف آئے وہ کھو بیٹھے نماز اور پیچھے پڑ گئے مزوں کے وہ عنقریب دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔

جو لوگ فریب میں مبتلا ہیں ان کے لئے رجاء کی روایات سے ان کی خود فریبی میں اضافہ ہوتا ہے۔ مگر سچی توبہ کرنے والوں کے لئے یہ مزید انعام کا سبب اور مخلص محبین کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور حیاء و کرم والوں کی مسرت اور اصحاب عصمت و وفاء کے لئے یہ چین و سکون ہے۔ وہ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں ان کی زندگی پر مسرت ہوتی ہے اور انہیں بے قراریوں سے چین ملتا ہے ان کی عقلیں اس سے آرام پاتی ہیں یہ لوگ خوف سے زیادہ رجاء اور حسنِ ظن کے باعث عبادات بجا لاتے ہیں اس لئے کہ خوف دلانے کے امور اکثر معاملات کو ختم کر دیتے ہیں۔ اب ان کے لئے رجاء کی راہ ہی موزوں ہے اور اس سے وہ پر امید ہوئے۔

جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ صہیبؓ پر رحم فرمائے۔ اگر اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے تو اس کی نافرمانی نہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کرے۔ یعنی اس نے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ رجاء کے باعث معصیت ترک کر دی۔ اب رجاء ہی اس کا طریق ہوا۔ یہی حقیقی رجاء والے لوگ تھے اور یہی ان کی علامت ہے اس وجہ سے ہم نے ان موجباتِ رضا کا ذکر کیا اور صاف قلوب میں حسنِ ظن پیدا کرنے کی باتیں کیں۔

حرف آخر :۔

مقامِ رجاء دراصل اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے بعض بندے اس کے ذریعہ ایسے ایسے اعمال کر جاتے ہیں کہ دوسرے احوال سے ایسے اعمال نہیں کرتے اس لئے کہ بعض قلوب کرم اور احسان کے مشاہدے اس قدر نرم اور آمادہ ہوتے ہیں اور انعامات و احسانات سے اس قدر پرسکون اور تابع ہوتے ہیں کہ ڈرانے دھمکانے سے اتنے اعمال نہیں کرتے بلکہ اس سے انہیں اعمال سے نفرت ہو جاتی ہے جس طرح انسان میں عافیت اور غناء کے احوال ہیں اسی طرح رجاء کا حال ہے کہ اس سے قلب قبولیت پر آمادہ ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مروی ہے کہ

میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے لئے غناء ہی مناسب ہے اگر میں انہیں فقیر کر دوں تو یہ انہیں بگاڑ دے میں اپنے علم کے مطابق اپنے بندوں سے معاملہ کرتا ہوں میں ان سے خوب آگاہ ہوں اسی طرح میرے بعض بندے ایسے ہیں جن کے لئے رجاء ہی مناسب ہے اور ان کا دل اس پر ہی درست رہتا ہے۔

حضرت معتمرؒ نے حضرت حسنؒ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا عمل ان کے اپنے پروردگار کے ساتھ گمان کی مقدار کے مطابق ہوتا ہے مگر ایک مومن آدمی اللہ پر سب سے بہتر گمان رکھتا ہے اور سب سے اچھے عمل والا ہوتا ہے مگر کافر اور منافق اللہ تعالیٰ پر بدگمانی رکھتا ہے۔

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

(المؤمن ۴۰: ۵۷)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر ۸

صبر اور شکر

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

صبر کا مفہوم :۔

صبر کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو خواہشات میں جانے سے روکنا اور مجاہدات کے ذریعہ اس کو مولائے کریم کی رضاء پر آمادہ کرنا اور بندے پر جس قدر ابتلاء ہو اسی قدر مجاہدہ کی ضرورت بھی ہوتی ہے اور نفس کو دائمی اطاعت پر جمانا' طبعی اور غلط رجحانات سے ہٹانا کہ جن کے باعث اللہ رب العزت کے سامنے بے ادبی ظاہر ہوتی ہو اور ہر کام میں اسی ادب کی تعلیم دینا صبر ہے پھر خواہشات کے تفاوت کے باعث صبر کے مفاہیم میں بھی تفاوت آجاتا ہے اور مولائے کریم کی اطاعت پر پختگی میں فرق ہونے کی وجہ سے صبر میں فرق پڑ جاتا ہے چنانچہ ایک صبر یہ بھی ہے جس میں ایسا مجاہدہ کیا جاتا ہے کہ اس سے عزم ہٹ جائے' خواہشات، شیطانی وساوس اور دنیا کی زیبائش سے دل پاک و صاف ہو جائے۔

۱۔ عمل پر صبر :۔

عمل پر صبر کے تین مرحلے ہیں۔

۱۔ عمل سے پہلے صبر۔ یہ نیت میں حسن اور اخلاص ہے۔
۲۔ عمل میں صبر۔ یہ عمل پر استقامت اور مداومت ہے۔
۳۔ عمل کے بعد صبر۔ یہ عمل کے بعد اس کا اخفاء ہے۔

یہ اہل عمل کا صبر ہے۔
ارشاد فرمایا گیا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (ھود، ۱۱/۱۱)

سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا اور نیک اعمال کئے انہی کے لئے مغفرت اور بڑا درجہ ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایذاء پر صبر:۔

تکلیف اور مصیبت پر صبر کرنا اور طاقت و استعداد ہونے کے باوجود انتقام نہ لینا یہ ایذاء پر صبر ہے یہ خواص کا صبر ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا۔

وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ (ابراہیم ۱۴، ۱۲:)

اور جو ایذاء تم ہمیں دیتے ہو ہم اس پر ضرور صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

۳۔ حکم پر صبر:۔

یہ اہل ابتلاء کا صبر ہے جو اہلِ ایمان اپنے ایمان اور اتباع میں جسقدر انبیاء کے قریب ہوں گے ان کا ابتلاء اور امتحان بھی اسی قدر شدید ہو گا اس لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے صابرین کو اہل تقویٰ کا امام بنایا اور دین میں ان پر کامل اور مکمل انعام فرمایا چنانچہ ایک جگہ فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا (سجدہ ۳۲، ۲۴:)

ہم نے ان کو پیشوا بنا دیا وہ ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں۔

اور حضور علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا۔

تیری کراہت کے باوجود صبر میں بہت ہی بھلائی ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا۔

تم لوگ کراہت کے باوجود صبر کے بغیر وہ چیز حاصل نہیں کر سکتے جس کو تم پسند کرتے ہو۔

بعض صحابہ کا فرمان ہے

تقویٰ اور صبر میں اللہ تعالیٰ نے کس قدر شفا و فضل رکھا ہے۔

Digitized By eGangotri

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا۔

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

صبر کرنا نصف ایمان ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صبر کو ارکان ایمان میں سے ایک رکن قرار دیا اور اسے جہاد و عدل اور یقین کے ساتھ ملاتے ہوئے فرمایا۔

اسلام چار ستونوں پر مبنی ہے۔

۱۔ یقین

۲۔ صبر

۳۔ جہاد ۴۔ عدل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔

ایمان میں صبر کی مثال ایسے ہے جیسے بدن میں سر ہو۔ جس کا سر نہ ہو اس کا بدن نہیں ہوتا اور جسے صبر حاصل نہ ہو اس کا ایمان نہیں ہوتا۔

حضرت ابن منکدر نے حضرت جابرؓ سے نقل کیا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "صبر اور فیاضی"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

أُولٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا۔ (القصص، ۲۸: ۵۴)

وہ لوگ اپنا اجر دو گنا پائیں گے جس پر انہوں نے صبر کیا۔

اور فرمایا۔

إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ (الزمر، ۳۹: ۱۰)

صبر والوں کو ہی ملتا ہے ان کا اجر بغیر حساب کے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہر عمل پر صبر کرنے والوں کا اجر دو گنا بتایا ہے پھر صبر کی جزاء کو ہر عمل کی جزاء سے بڑھ کر بتایا ہے اس کی جزاء بے حد و بے انتہا قرار دی اس سے معلوم ہوا کہ یہ افضل ترین مقام ہے اور جو تین انعام دوسرے تمام اعمال پر تقسیم کر کے بیان کیے صبر پر تینوں انعام عطا فرمائے یعنی آخرت میں اور انجام میں بشارت کے بعد ان پر صلواۃ و رحمت و ہدایت کی بشارت دی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ خدا ہو وہ سربلند ہوتا ہے فرمایا۔

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۔ (انفال، ۸: ۴۶)

اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

بے حساب اور غیر معمولی امداد و نصرت حاصل کرنے کے لئے صبر کی شرط لگائی چنانچہ فرمایا۔

بَلٰۤى اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا وَ یَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىٕكَةِ مُسَوِّمِیْنَ۔ (آل عمران، ۳: ۱۲۵)

اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے گا تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان والے گھوڑوں پر۔

مومن کی علامت :۔

حضرت عطاءؒ کی حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انصار کے پاس تشریف لائے تو پوچھا "کیا تم مومن ہو" وہ خاموش رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ہاں! اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہوں نے عرض کیا۔

ہم آسانی میں شکر کرتے ہیں اور ابتلاء میں صبر کرتے ہیں اور قضاء پر راضی رہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔ کعبہ کے رب کی قسم تم مومن ہو۔

روایت میں ہے کہ

"افضل ترین عمل وہ ہے، جس پر نفوس کو مجبور کیا جائے"۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سچے پرہیز گاروں اور شدائد و آفات میں صبر کرنے والوں پر صبر کی شرط لگائی اور صبر کے ذریعہ ہی ان کی صداقت و تقویٰ کو ثابت کیا۔ اس سے ان کے اعمال صالح کو کامل کیا۔ فرمایا

وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

الْمُتَّقُوْنَ (البقرہ ۲: ۱۷۷)

اور سختی اور تکلیف میں بھی صبر کرنے والے وہی لوگ سچے ہیں اور وہی متقی ہیں۔

انبیاء کی جماعتوں پر سب لوگوں سے زیادہ امتحان آتا ہے پھر جو زیادہ مماثل ہو اس پر ابتلاء اسی درجہ کا شدید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اجمالاً" فرمایا۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔ اور اپنے پروردگار کے لئے صبر کر (المدثر ۷۴: ۷)

پھر تفصیلاً" اس کی وضاحت فرمادی۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا (الطور ۵۲: ۴۸)

اور تم اپنے رب کے حکم کے لئے صبر کر اس لئے تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

اس صبر سے مراد یہ ہے کہ تقویٰ پر نفس کو جمائے اور تقویٰ ہر خیر کا جامع نام ہے چنانچہ صبر اپنے مفہوم ہے جو کہ ہر نیکی میں داخل ہے اور اب جب بندہ ان دونوں کا جامع ہوتا تو وہ محسنین میں سے ہوگا

فرمایا گیا۔

إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ۔ (یوسف ۱۲: ۹۰)

بے شک جو پرہیزگار ہو اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

اور اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا۔

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (آل عمران ۳: ۱۸۶)

البتہ تم آزمائے جاؤ گے مال سے اور جان سے اور یقیناً تمہیں سننے پڑیں گے بہت سے طعنے اور بدگوئیاں اگلی کتاب والوں سے اور مشرکوں سے اور اگر تم صابر رہو اور پرہیزگاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں۔

صبر کے چہار ستون :۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ صبر کے چار ستون ہیں۔

Digitized By eGangotri

۱۔ شوق۔

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۲۔ شفقت

۳۔ زہد

۴۔ انتظار

چنانچہ جو آگ سے ڈرا وہ محرمات سے دور ہو گیا۔ اور جو آدمی جنت کا مشتاق ہوا وہ شہوات سے سلامت رہا۔ جو آدمی دنیا میں زاہد ہوا اس پر مصائب آسان ہو گئیں اور جس نے موت کا انتظار کیا اس نے بھلائیوں کی طرف جلدی کی چنانچہ انہوں نے ان مقامات کو صبر کے ارکان فرمایا اس لئے کہ یہ صبر سے نکلتے ہیں اور ان تمام ارکان میں صبر کی ضرورت ہوتی ہے اور زہد کو ان میں سے ایک رکن قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے صبر کو تقویٰ کا حال فرمایا۔ اور متقی لوگوں کے لئے بلند درجات بنائے۔ اللہ عز و جل نے فرمایا۔

إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ (یوسف ۱۲: ۹۰)

بے شک جو ڈرے اور صبر کرے۔ اور فرمایا۔

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (الحجرات ۴۹: ۱۳)

بے شک تم میں سے اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

شکر:

یہ تیسرا مقام یقین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ (النساء ۴: ۱۴۷)

اللہ تعالیٰ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ شکر کو ملا کر ذکر کیا اور ان دونوں کو دفع عذاب کا باعث فرمایا۔

فرمایا گیا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

وَسَنَجْزِی الشَّاکِرِیْنَ۔ اور عنقریب ہم شکر کرنے والوں کو جزا دیں گے۔(آل عمران) ۳ : ۱۴۵

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا۔

شکر کرکے کھانے والا صابر روزے دار کی طرح ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

شکر کرنا نصف ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے شکر کرنے کا حکم دیا اور ذکر کے ساتھ بیان فرمایا۔

فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنَ (البقرہ ۲، ۱۵۲)

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں اور میرا شکر ادا کرو اور کفر نہ کرو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعات میں ہے۔

میں اپنے اولیاء سے صلہ کے طور پر شکر پر راضی ہوں۔

شکر پر ایک عجیب انعام :-

اللہ تعالیٰ نے شکر پر مزید انعام کا وعدہ فرمایا اور استثناء نہیں فرمایا مگر پانچ باتوں میں استثناء فرمایا۔

۱۔ غنی بنانے میں۔ چنانچہ فرمایا۔

فَسَوْفَ یُغْنِیْکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ اِنْ شَآءَ (التوبہ ۹ : ۲۸)

پس عنقریب اللہ تمہیں غنی کردے گا اپنے فضل سے اگر اس نے چاہا۔

۲۔ دعا قبول کرنے میں۔ فرمایا۔

فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ (الانعام ۶ : ۴۱)

پھر جس مصیبت (کو دور کرنے) کیلئے تم اس کو پکارتے ہو اگر وہ چاہتا ہے تو اس کو دور کردیتا ہے

۳۔ روزی دینے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (الشوریٰ ۴۲ : ۱۹)

۴۔ بخشش کرنے میں۔ فرمایا

یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ بخشتا ہے جسے چاہتا ہے (الفتح ۴۸ : ۱۴)

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۵۔ اور توبہ قبول کرنے میں استثناء فرمایا۔
ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ (التوبہ ۹: ۲۷)
پھر اللہ اس کے بعد جس کی چاہے گا توبہ قبول فرمائے گا۔
مگر شکر کے موقع پر بلا استثناء ہی مزید انعام کا وعدہ فرمایا۔

فرمایا گیا۔
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم ۱۴: ۷)
اگر تم شکر کرو گے تو ہم ضرور مزید عطا کریں گے۔ شاکرین کو مزید ملتا ہے اور زیادہ شکر بجا لانے والوں کو بہت ہی زیادہ عطا ہوتا ہے۔ شاکر سے مراد وہ بندہ ہے جو قلیل نعمت پر بھی خوب شکر کرے اور ایک ہی نعمت پر بار بار شکر کرے یہ اخلاق پروردگار میں سے ہے اس لئے کہ اس نے اپنے اسماء میں سے اس کو موسوم فرمایا۔
مزید انعام یہ ہے کہ حسن یقین اور مشاہدہ اوصاف کی دولت مل جائے۔

شکر میں مشاہدہ کے دو مقام

پہلا مقام

ان میں سب سے بڑا مقام شکر گزار کا ہے اور یہ وہ بندہ ہے جو ناپسندیدہ باتوں اور ابتلاء پر اور شدائد و آفات پر صبر کرے اور اس وقت تک ایسا نہیں ہو سکتا جب تک وہ ایسی نعمت کا مشاہدہ نہ کرے کہ جس پر صدق یقین اور حقیقی زہد کے ساتھ شکر لازم سمجھے اور یہ رضا میں ایک مقام ہے اور محبت میں ایک حال ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر اس وصف کے ساتھ فرمایا۔
اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ (الاسراء ۱۷: ۳)
وہ شکر گزار بندہ تھا۔
تفسیر میں ہے کہ وہ دکھ سکھ یا نفع و نقصان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے۔
حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے روز ایک ندا دینے والا ندا دے گا حمد کرنیو! لے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اٹھیں، اس وقت ایک گروہ اٹھے گا اور ان کے لئے ایک جھنڈا نصب کر دیا جائے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔" پوچھا گیا۔ حمد کرنے والے، کون ہیں؟ فرمایا۔ جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں۔

دوسرا مقام

شکر کا دوسرا مقام یہ ہے کہ بندہ اپنے سے کم درجہ کے آدمی کی طرف دیکھے اور اپنے اوپر خدا کے فضل و کرم کو دیکھے۔ چنانچہ قلب و دین کی سلامتی اور اس کی عاقبت کی نعمت کی تعظیم کرے۔ دوسرا آدمی جس آفت میں مبتلا ہے اور تو اس سے محفوظ ہے تو تو اس پر شکر کرے پھر دین کے اعتبار سے اپنے سے بلند تر درجہ والے پر نظر کرے اور اپنے سے بلند درجہ آدمی کے علم ایمان اور حسن یقین پر رشک کر کے اپنے آپ کو برا سمجھے اور اپنے آپ کو ملامت کرے اور اس قسم کے اعلیٰ احوال حاصل کرنے کی کوشش کرے جب ایسا ہو گا تو وہ شاکرین میں داخل ہو گا اور اس کا نام بھی صابرین میں آ جائے گا۔

اس مفہوم میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

جس نے دنیا میں اپنے سے کم تر کی طرف نظر رکھی اور دین میں اپنے سے برتر کی طرف نگاہ رکھی اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھے گا اور جس نے دنیا میں اپنے سے برتر کی طرف دیکھا اور دین میں اپنے سے کم تر کی طرف دھیان رکھا اسے نہ صابر لکھے گا نہ شاکر لکھے گا۔

ہر وقت شکر کرتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی مناجات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی۔ آدمیوں میں میرے ہر بندے کیساتھ دو فرشتے ہیں جب بندہ میری نعمتوں پر شکر کرتا ہے تو دونوں فرشتے کہتے ہیں۔ اے اللہ! اس پر اپنی نعمتیں مزید فرما۔ اس لئے کہ یہ اہل شکر و حمد ہے شاکرین سے خوب قریب ہو اور ان کو مزید کی توفیق

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دے اور ان پر مزید انعام فرما اور اے ایوب علیہ السلام شاکرین کے لئے یہ انعام کافی ہے۔ کہ ان کا درجہ میرے ہاں اور فرشتوں کے ہاں بڑھ جاتا ہے۔

چنانچہ میں انکے شکر کا شکر کرتا ہوں اور میرے فرشتے ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور زمین ان سے محبت کرتی ہے اور آثار و نشانات ان پر روتے ہیں اس لئے اے ایوب علیہ السلام شکر گزار بن جا اور میرے احسانات و انعامات کو یاد کرنے والا ہو جا اور میں تمہیں ذکر کی توفیق دوں تو میرا ذکر کر اور میں تجھے شکر کی توفیق دوں تو میرا شکر کر اور میں ہی اپنے اولیاء کو نیک کاموں کی توفیق دیتا ہوں پھر جن کو توفیق دیتا ہوں اس پر ان کا شکر کرتا ہوں اور شکر پر انہیں جزا دیتا ہوں اور ان پر راضی ہوتا ہوں اور میرے نزدیک بدترین بندہ وہ ہے جو کہ صرف ضرورت کے وقت ہی میرا شکر کرے اور صرف سزا اور ابتلاء کے وقت ہی میرے سامنے زاری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے شاکرین کو صالحین، مقربین اور عالمین فرمایا۔ یہ تینوں اعلیٰ ترین مقامات یقین میں سے ہیں۔

اللہ عزوجل نے فرمایا۔

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (سبا ۳۴:۱۳)

اور تھوڑے ہیں میرے شکر کرنے والے بندے۔

صبر اور شکر میں افضل کون؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ صبر کرنا شکر سے افضل ہے اہل علم کے نزدیک ان دونوں میں ایک دوسرے کو افضلیت نہیں دی جا سکتی تمام اہل ایمان کو شکر سے ایک مقام حاصل ہے اور مشاہدات یقین میں ان کے تفاوت کی طرف سے دیکھا جائے تو کسی جماعت میں ترجیح درست نہیں ہوتی اس لئے کہ بعض صابرین بہتر معرفت اور حسن صبر کی وجہ سے تمام صابرین سے افضل درجہ رکھتے ہیں۔

البتہ یہ افضلیت احوال و مقامات کے طریق سے ہوتی ہے (واللہ اعلم)

اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ملا دیا اور مواقع پر ان دونوں کے ساتھ توصیف فرمائی چنانچہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ (سبا ۳۴ : ۱۹)

بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے اور شکر والے کے لئے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔

"صبر نصف ایمان ہے اور شکر نصف ایمان اور یقین کامل ایمان ہے" اس لئے یقین ہی ان دونوں کی اصل ہے اور یہ دونوں اسی کے پھل ہیں۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر۹

حسنِ ادبؓ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حسنِ ادب

اللہ تعالیٰ عزو جل فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا۔ (التحریم ۶۶ : ۶)

اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت مبارکہ کی تشریح میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انہیں دین کی تعلیم دو اور ادب سکھاؤ۔

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حسن الادب من الایمان

یعنی بہترین آداب ایمان سے ہیں۔

نیز فرمایا **ادبنی ربی فاحسن تادیبی**۔ یعنی میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور خوب اچھا ادب مجھے سکھایا۔

ادب کی اقسام

ادب کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی توحید ہے۔

۲۔ معاملات میں اپنے ساتھ ہے۔

۳۔ لوگوں کے ساتھ صحبت کرنے میں ادب کا لحاظ رکھنا۔

پہلی قسم

ادب کی پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی توحید ہے، اس طرح پر کہ جلوت و خلوت اور ہر حالت میں اپنے آپ کو بے حرمتی سے بچائے اور ایسا رویہ اپنائے جو بادشاہوں کے سامنے اپنایا جاتا ہے۔

صحیح احادیث میں ہے کہ ایک دن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چہار

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

زانو تشریف فرماتے تھے کہ جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ
یا محمد! اجلس جلسة العبد
(اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے کہ) اے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھیں جس طرح بندہ اپنے مولا کے سامنے بیٹھتا ہے۔ (آپ مقرب بندے ہیں)
آپ چونکہ مقرب بارگاہ الٰہی ہیں اس لئے اس کی شان کے مطابق بیٹھیں۔
مشائخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حارث محاسبی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک دن رات دیوار سے کمر کی ٹیک نہ لگائی اور دونوں زانوؤں کے سوا کسی اور حالت میں نہ بیٹھے لوگوں نے عرض کیا آپ اتنی مشقت و تکلیف کیوں برداشت فرماتے ہیں؟ فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہیں حق تعالیٰ کے مشاہدے میں اس طرح نہ بیٹھوں جس طرح بندہ بیٹھتا ہے۔

حضرت سیدنا داتا گنج بخش بیان فرماتے ہیں کہ "میں نے خراسان کے ایک شہر بلند نای میں ایک شخص کو دیکھا جو بہت مشہور تھا اور لوگ اسے بلند ادیب کہتے تھے۔ بڑا صاحب فضیلت تھا۔ اس نے بیس سال پاؤں پر کھڑے کھڑے گزار دیئے سوائے نماز (تشہد) کے کبھی نہ بیٹھا میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے کہا ابھی مجھے وہ درجہ حاصل نہیں ہوا کہ میں مشاہدہ حق میں بیٹھ سکوں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ادب

آپ سے پوچھا گیا بم وجدت ما وجدت؟
"آپ نے جو کچھ پایا ہے وہ کس چیز سے پایا ہے؟"
آپ نے فرمایا:
قال بحسن المحبة عزو جل۔
"اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن محبت کی وجہ سے' چنانچہ میں نے حق تعالیٰ کے ساتھ جیسا جلوت میں ادب حسن محبت کو ملحوظ رکھا ہے ویسا ہی خلوت میں بھی رکھا ہے جہاں والوں کو چاہئے کہ اپنے معبود کے مشاہدہ میں ادب کی حفاظت کا سلیقہ زلیخا سے سیکھیں

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کہ جب اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ خلوت و تنہائی کی اور حضرت یوسف علیہ السلام سے اپنی خواہش کی تکمیل کی درخواست کی تو اس نے پہلے اپنے بت کے چہرہ کو کسی چیز سے ڈھانپ دیا۔ حضرت یوسف علیہ اسلام نے پوچھا یہ کیا کر رہی ہو؟ اس نے کہا اپنے معبود کے چہرہ کو چھپا رہی ہوں تاکہ وہ اپنی بے حرمتی میں مجھے آپ کے ساتھ نہ دیکھے کیونکہ وہ شرائط ادب کے خلاف ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بارگاہِ الٰہی میں ادب

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادب بارگاہ الٰہی میں کونین کی طرف نظر تک نہ اٹھائی اور اللہ تعالیٰ کے حسن مطلق کے جلوہ میں بصد ادب ہمہ تن گمن رہے۔

جس کو خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى (النجم، ۵۳:۱۷)

نہ آنکھ بھٹکی اور نہ بے راہ ہوئی۔

یعنی دنیا کے دیکھنے میں بھی نہ بھٹکی۔ اور آخرت کے دیکھنے میں بھی حد سے نہ بڑھی۔

ادب کی دوسری قسم

ادب کی دوسری قسم معاملات میں اپنے ساتھ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر حال میں اپنے نفس کے ساتھ مروت کی رعایت کرے یہاں تک کہ لوگوں کی صحبت سے وابستہ ہو یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی جو بے ادبی ہے اسے اپنے آپ تنہائی میں بھی اپنے پر استعمال نہ کرے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ ہمیشہ سچ کہے۔

۱۔ یعنی جس بات کو دل میں برا سمجھتا ہے اس کو زبان پر نہ لائے کہ یہ بے مروتی ہے۔

۲۔ کم کھائے تاکہ طہارت گاہ میں زیادہ نہ جانا پڑے۔

۳۔ کسی کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور خود بھی اپنی شرمگاہ کو بجز مجبوری کے نہ دیکھے۔

امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ انہوں نے کبھی اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھا۔ لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میں شرم محسوس کرتا

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ہوں اس چیز کو دیکھنے میں کہ جس کی جنس پر نظر ڈالنا حرام ہے

ادب کی تیسری قسم

ادب کی تیسری قسم لوگوں کے ساتھ صحبت کرنے میں ادب کے لحاظ رکھنے میں ہے اور لوگوں کے ساتھ صحبت کرنے میں بہترین ادب یہ ہے کہ سفر و حضر میں حسن معاملہ اور سنت کی حفاظت کرے۔ آداب کی یہ تینوں قسمیں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتیں۔

چونکہ اللہ تعالٰی نے صوفیائے کرام میں اچھی عادتوں کی تکمیل کر کے ان کے باطن میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ اچھی تربیت اور ریاضت سے نفس کی اصلاح کر سکیں اس لئے وہ با ادب اور مہذب ہوتے ہیں کبھی تہذیب و ادب بعض حضرات کو مزید تربیت اور ریاضت کے بغیر فطری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔

میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور وہ بہت اچھا ادب تھا۔

مگر بعض لوگوں کی فطرت میں اس کی بڑی کمی ہوتی ہے اور انہیں زیادہ عرصہ تک تربیت حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ مریدین، مشائخ کی صحبت کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح صحبت اور تعلیم پوشیدہ طاقتوں کی عملی صورت میں لانے میں ممدو معاون ہوتی ہے۔

ادب کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام

ادب کے لحاظ سے لوگوں کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ اہل دنیا

۲۔ اہل دین۔

۳۔ خواص۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اہل دنیا

ان کے نزدیک ادب فصاحب و بلاغت سے کلام کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح بادشاہوں کی داستانوں کو دہرانا ادب ہے۔

اہل دین۔

ان کی نزدیک نفس کی ریاضت' گناہوں سے بچنا۔ حقوق اللہ کی حفاظت اور خواہشات نفس کو ترک کرنے کا نام ادب ہے۔

خواص

ان کے نزدیک طہارت قلب' وعدہ وفا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا' اللہ تعالیٰ نے جو خواص' کیفیتیں اور حال عطا فرمائے ہیں ان کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری اور قرب کے وقت خاص طور پر مؤدب رہنا ادب ہے۔

احادیث کی روشنی میں ادب کی فضیلت

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ (التحریم ۶۶ : ۶)

اپنے اپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ۔

اس آیت مبارکہ کی تشریح میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَوْقِفُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدِّبُوْهُمْ" (بخاری، کتاب التفسیر)

اپنے آپ کو اور اپنے اہلِ خانہ کو اللہ کے تقویٰ کے ساتھ ردئے رکھو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
میرے پروردگار نے مجھے اچھی طرح ادب سکھایا' پھر اس نے مجھے شریفانہ اخلاق کا حکم دیا۔ اور فرمایا درگزر کیا کرو نیک کام کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو۔"
اسی طرح حضرت جابر بن سمرۃ سے مروی ہے کہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لان یودب الرجل ولدہ او احدکم ولدہ خیرلہ من ان یتصدق کل یوم بنصف صاع
(ترمذی کتاب البر)

"اگر آدمی اپنے لڑکے کو ادب سکھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ہر روز نصف صاع کی مقدار صدقہ دے

مزید ارشاد فرمایا۔

"ایک والد اپنے بیٹے کو ادب سے بہتر تحفہ نہیں دے سکتا"

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

بیٹے کا والد پر یہ حق ہے کہ وہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کی اچھی طرح ادب و تربیت کرے۔"

ادب کی فضیلت پر اقوال۔

شیخ یوسف بن الحسین کا قول۔

ادب سے علم سمجھ میں آتا ہے، علم کے ذریعے عمل درست ہوتا ہے اور عمل کے ذریعے حصول حکمت ہوتا ہے۔ حکمت کے ذریعے زہد و ترک دنیا حاصل ہوتا ہے جس سے آخرت کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اور آخرت کے شوق سے خدا کے قریب رتبہ ملتا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب شیخ ابو حفص عراق آئے تو حضرت جنید ان کے پاس ملنے کے لئے آئے انہوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھی ان کے پاس ادب سے کھڑے ہو کر ان سے مشورہ طلب کر رہے ہیں اور کوئی بھی غلط کام نہیں کر رہا ہے اس پر انہوں نے فرمایا "اے شیخ ابو حفص آپ نے اپنے ساتھیوں کو بادشاہوں کا ادب سکھایا ہے" انہوں نے فرمایا "اے ابو قاسم (جنید) ایسا نہیں ہے بلکہ ظاہری ادب، باطنی ادب کی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نشانی ہے۔"

شیخ ابوالحسن النوری کا قول

شیخ ابوالحسن النوری فرماتے ہیں "بندۂ حق کے لئے کوئی ایسا مقام، روحانی حالت یا کوئی ایسا علم نہیں جو شریعت کے آداب کو ساقط کر دے بلکہ شرعی آداب ظاہری حالت کا زیور ہیں اس لئے خدا اس کی اجازت نہیں دیتا کہ اعضائے انسانی آداب کی خوبیوں سے خالی ہو جائیں۔

شیخ عبداللہ بن مبارک کا قول

آپ فرماتے ہیں "خدمت کے آداب اس خدمت سے بہتر ہیں" شیخ ابو علی الافاق کا قول ہے "بندۂ حق اپنی اطاعت کے ذریعے جنت میں داخل ہوتا ہے اور اپنی اطاعت میں ادب اختیار کر کے خدا تک پہنچتا ہے۔

شیخ ابو عبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں "جب میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو کبھی خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھتا تھا اور کبھی وہیں چت لیٹ کر اپنے پاؤں پھیلا لیتا تھا۔ ایک دن محترمہ عائشہ مکیہ جو بہت خدا رسیدہ تھیں۔ میرے پاس آئیں اور کہا "کہا جاتا ہے کہ تم اہل علم ہو اس لئے میری یہ بات مانو کہ یہاں ادب کے ساتھ بیٹھو ورنہ تمہارا نام بارگاہ الٰہی کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا"۔

شیخ ابن عطاء کا قول ہے "نفس بے ادبی کا عادی ہے مگر بندۂ حق کو ادب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لہٰذا نفس اپنی روش کے مطابق مخالفت کے میدان میں دوڑتا ہے اور بندۂ خدا اپنی کوشش سے اسے حسن ادب کی طرف لوٹاتا ہے اور جو جدو جہد نہیں کرتا وہ نفس کو مطلق العنان بناتا ہے اور اس کی نگرانی سے غافل ہے بہر حال جو، اس کی مدد کرے وہ اس کا شریک ہے"۔

حضرت جنید کا ارشاد ہے "جو نفس کو اس کی خواہش پر مدد پہنچائے وہ اس کے فعل میں شریک ہے کیونکہ بندگی کے لئے ادب ضروری ہے اور سرکشی بے ادبی ہے"

شیخ ابوالقاسم قشیری فرماتے ہیں "استاد ابو علی کسی چیز کا سہارا نہیں لیتے تھے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

ایک دن مجمع میں بیٹھے تھے کہ میں نے چاہا ان کی پشت کے پیچھے ایک تکیہ رکھ دوں کیونکہ میں نے انہیں بے سہارا دیکھا تھا۔ مگر وہ تکیہ سے الگ ہوئے اس وقت مجھے خیال آیا کہ چونکہ اس پر کوئی غلاف نہیں اس لئے آپ نے اس سے پرہیز کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا "میں سہارا نہیں لینا چاہتا پھر میں نے جب اچھی طرح غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کسی چیز کا سہارا نہیں لیا کرتے تھے"

ادب کی اہمیت کی وجہ

سب اولیاء کرام ادب کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اس کی وجہ شیخ جلال بصری کے اس قول سے واضح ہو جاتی ہے آپ نے فرمایا "توحید ایمان کے لئے ضروری ہے' جس میں ایمان نہیں اس میں توحید بھی نہیں ہوتی' ایمان شریعت کے لئے ضروری ہے لہٰذا جہاں شریعت نہیں ہوتی وہاں نہ ایمان ہے اور نہ توحید' شریعت کے لئے ادب ضروری ہے اس لئے جہاں ادب نہیں وہاں نہ شریعت ہے' نہ ایمان ہے اور نہ توحید"

صوفیاء کہتے ہیں ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں ادب اختیار کرو اگر کسی نے ظاہری طور پر بے ادبی کی تو اسے ظاہری طریقے سے سزا مل جائے گی اور اگر کسی نے باطنی طور پر بے ادبی کی تو اسے باطنی سزا دی جائے گی۔

شیخ ابو علی الدقاق کے غلام کا قول ہے "میں نے ایک بے ریش لڑکے کی طرف دیکھا جب میں اس لڑکے کی طرف دیکھ رہا تھا تو شیخ دقاق کی نظر مجھ پر پڑ گئی آپ نے اسی وقت فرمایا تم اس کی سزا ضرور پاؤ گے خواہ وہ سالوں کے بعد کیوں نہ ہو" وہ کہتے ہیں "مجھے دس سال بعد یہ سزا ملی کہ میں قرآن کریم بھول گیا"

شیخ سری سقطی فرماتے ہیں "میں ایک رات اوراد و وظائف پڑھ رہا تھا اور اپنے پاؤں محراب کی طرف دراز کئے ہوئے تھا۔ اس وقت میں نے غیب سے آواز سنی "اے سری! کیا اس طرح تم بادشاہوں کے سامنے بیٹھتے ہو؟" یہ سن کر میں نے اپنے پاؤں کھینچ لئے اور کہا "اے میرے رب تیری عزت کی قسم! میں اب کبھی پاؤں دراز نہیں کروں گا" حضرت جنید فرماتے ہیں "اس کے بعد ان کی ساٹھ سال تک یہ حالت

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

رہی کہ انہوں نے روز و شب کبھی پاؤں دراز نہیں کیا"

حضرت عبداللہ بن مبارک ادب کی اہمیت بیان فرماتے ہیں "جو ادب میں سستی کرتا ہے اسے یہ سزا ملتی ہے کہ وہ سنتوں سے محروم ہو جاتا ہے اور جو سنتوں میں غفلت کرتا ہے وہ خدا کی معرفت سے محرومی کی سزا پاتا ہے"۔

حضرت سری سقطی سے صبر کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ اسے بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک بچھو آکر آپ کے پاؤں پر ڈنگ مارنے لگا آپ سے کہا گیا آپ اسے ہٹاتے کیوں نہیں؟" فرمانے لگے "مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ ایک روحانی حال کے بارے میں گفتگو کرتے وقت اپنی معلومات اور بتائی ہوئی باتوں کے خلاف کام کروں"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے "کسی عمل میں ادب کو اختیار کرنا اس کے قبول ہونے کی نشانی ہے"

حضرت شیخ ابن عطاء کا قول ہے "ادب یہ ہے کہ تم پسندیدہ باتوں کی حد پر رہو" جب اس کی تشریح پوچھی گئی تو فرمایا "تم پوشیدہ اور علانیہ خدا کے ساتھ ادب کا معاملہ رکھو اگر تمہارا یہ حال رہے تو تم ادیب ہو خواہ تم عجمی ہی کیوں نہ ہو؟ اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔ (ترجمہ) "جب وہ بولتی ہے تو عمدہ نمونہ پیش کرتی ہے اور جب خاموش ہوتی ہے تو اس وقت بھی سراپا ملاحت ہوتی ہے۔"

شیخ جریری فرماتے ہیں بیس سال سے میں نے تنہائی میں بھی اپنے پاؤں نہیں پھیلائے کیونکہ اللہ کے ساتھ ادب اختیار کرنا افضل ہے"

شیخ ابو علی کا قول ہے "بے ادبی نکالے جانے کا باعث بنتی ہے جو محفل کے فرش پر بے ادبی کرتا ہے اسے دروازے کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور جو دروازے پر بے ادبی کرتا ہے اسے جانوروں کی طرح سزا ملتی ہے"۔

پاسِ ادب :-

سلف صالحین رضی اللہ عنھم کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ روزہ اور حج

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

میں دیگر فرائض شریعہ سے بڑھ کر پاس ادب رکھتے تاکہ وہ ایک سال سے دوسرے سال تک یا حج کے بعد سے مرنے تک ابلیس کے وسوسوں سے محفوظ رہیں جیسا کہ جس کسی نے حضور قلب سے جمعہ کی نماز ادا کی وہ دوسرے جمعہ تک ابلیس سے محفوظ رہتا ہے اور جس کسی نے ایک نماز حضور قلب سے ادا کی وہ دوسری نماز تک ابلیس سے بچا رہتا ہے ان باتوں سے وہ لوگ واقف ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسرار شریعت سے مطلع فرمایا ہے اور وہ نماز کو شریعت کے موافق ادا کرتے ہیں برعکس ان لوگوں کے جو عادتاً نماز گزارتے ہیں۔

سیدی علی خواص کی کسرِ نفسی :۔

ایک شخص نے سیدی علی خواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے عصر کی نماز ادا کرلی ہے؟ تو آپ خاموش رہے اور اس کو کچھ دیر تک جواب نہ دیا پھر فرمایا کہ دوبارہ مجھ سے دریافت نہ کرنا ورنہ مجھ سے جھوٹ بلوائے گا کیونکہ نماز اس کو کہتے ہیں جس میں بندہ اول سے آخر تک اپنے پروردگار کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو کر اس کے دل میں محبت الٰہی اور اس کے حضور میں کھڑا ہونے کے سوا کچھ نہ ہو اور جو کچھ وہ اس میں پڑھتا ہے اور قرآت و رکوع سجود وغیرہ کے علاوہ کوئی خیال دل میں نہ آئے۔ اس آدمی نے عرض کی کہ اگر مجھے نماز کے بارے میں آپ سے دریافت کرنا ہو تو کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا تو یوں کہو کہ لوگوں کے ساتھ فلاں وقت میں اٹھ بیٹھ چکے ہیں یا نہیں؟

فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے روزوں کو ہنسنے سے بھی بچاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ مہینہ نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت کرنے کا ہے نہ کہ ہنسی کھیل اور غفلت کا۔

احنف بن قیس رحمتہ اللہ فرماتے تھے کہ ماہ رمضان بھوک کا مہینہ ہے جو شخص اس میں اس قدر بھوکا نہیں رہا کہ اس کا رنگ تبدیل ہو جائے تو گویا اس نے روزے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کیا۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اصل روزہ دار کون ہے؟

حضرت فضیل بن ریاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے تمام اعضاء کو گناہوں سے نہ روکے وہ اگرچہ بھوکا رہے پھر بھی روزہ دار نہیں اور جو شخص اپنے اعضاء کو روکے در حقیقت وہی روزہ دار ہے۔ اس کا روزہ دار نہ ہونا احکام آخرت میں کمیٔ اجر کا باعث ہے جب کہ عامل کو پورا اجر ملے گا۔

سفیان بن عیینہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (امام زین العابدین) نے حج کا ارادہ کیا تو جب آپ نے احرام باندھا اور اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ کا رنگ بدل گیا اور گھبرا گئے، رعشہ طاری ہو گیا اور ہیبت کی وجہ سے تلبیہ کہنے کی بھی ہمت نہ رہی لوگوں نے عرض کی آپ تلبیہ کیوں نہیں کہتے؟ آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ میں لبیک (میں حاضر ہوں) کہوں تو مجھے جواب ملے لا لبیک ولا سعدیک (تو حاضر نہیں ہے اور تجھے سعادت نہ ہو) پھر آپ کو بتایا گیا کہ یہ کہنا تو ضروری ہے چنانچہ جب آپ نے کہا تو آپ پر غشی طاری ہو گئی اور اونٹنی سے گر پڑے۔ غرضیکہ حج کے مناسک تمام کرنے تک یہی حالت رہی۔ جب آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا تو فرمانے لگے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تجھے بوسہ نہ دیا ہوتا تو میں تجھے کبھی نہ چومتا، اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مشائخ کے مزارات کو بوسہ نہ دینا، بوسہ دینے سے زیادہ اچھا ہے۔ صالحین سے محبت کا اصل تقاضہ یہ ہے کہ ان کے اخلاق کی پیروی کی جائے۔

ظالموں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے

ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے جب حج کا احرام باندھا تو تلبیہ کی ہمت نہ ہوئی حتیٰ کہ قافلہ ایک میل تک چلا گیا اور آپ کو کجاوے میں غشی آ گئی۔ پھر افاقہ ہوا تو احمد بن ابی الحواری رحمتہ اللہ تعالیٰ جو آپ کے ساتھ تھے ان کو فرمایا اے احمد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ بنی اسرائیل کے ظالموں سے کہہ دو کہ مجھے یاد نہ کیا کریں کیونکہ ان میں سے جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کو لعنت

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کرتا ہوں جب تک کہ وہ مجھے یاد کرتا رہے' اے احمد افسوس ہم کیونکر مامون ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر لعنت نہیں کرتا حالانکہ ہم نے اپنے پر اور غیروں پر ظلم کیا ہے۔

مالک بن دینار رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میں نے ایک نوجوان کو احرام باندھے دیکھا کہ وہ خاموش ہے میں نے کہا اے نوجوان تلبیہ کیوں نہیں کہتا؟ اس نے کہا یا شیخ مجھے تلبیہ کیا فائدہ دے گا کیونکہ اس سے بیشتر مجھ سے بہت سے گناہ اور جرائم اور برائیاں سرزد ہو چکی ہیں پس میں ڈرتا ہوں کہ اگر لبیک کہوں تو مجھے یوں نہ کہا جائے لا لبیک و سعدیک کہ ہم تیری بات نہیں سنتے اور نہ تیری طرف دیکھتے ہیں۔ مالک رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اسے کہا بیٹے اللہ تعالیٰ کریم اور غفور ہے۔ اس نے پوچھا کیا آپ مجھے تلبیہ کہنے کی صلاح دیتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے اپنا ایک پہلو زمین پر ٹکایا اور لبیک کہا پھر اس نے ایک آہ کھینچی اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت سفیان ثوریؒ کا قول

فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ سفیان ثوری نے بہت دور سے پیدل چل کر حج کیا۔ کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس سواری نہ تھی جس پر آپ سوار ہوتے؟ آپ نے فرمایا کیا بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس صلح کے لئے سوار ہو کر ہی آنا پسند کرتا ہے' بخدا میں اس سرزمین میں آنے پر نہایت شرمندہ ہوں۔

ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک زرد رنگ نوجوان کو کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا دیکھا اور وہ کہہ رہا تھا اے اللہ بے شک تیرے حقوق مجھ پر ہیں تو ان کو مجھ پر تصدق کر دے اور بے شک تیرے بندوں کے حقوق میرے ذمہ ہیں سو تو ان کو اپنے فضل سے مجھ پر سے اٹھا دے اس وقت مجھ پر تیرا فضل پورا ہو گا۔

میں نے سیدی علی خواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرماتے سنا ہے کہ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اونٹوں پر کجاوے اور سائبان کے بغیر حج کرتے تھے اور کہا کرتے تھے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کہ احرام باندھنے والے آشفتہ مو اور خاک آلود ہوتے ہیں یہ چیزیں ان کے منافی ہیں اور ان میں سے کوئی حج کرنا چاہتا تو وہ کئی سال تک حلال روپیہ حاصل کرتا رہتا تاکہ اسے حج میں خرچ کرے، اور وہ اپنے حج میں کسی امیر یا حاکم کے مال سے مدد نہ لیتے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

باب نمبر۱

اِصلاح احوال کیلئے

ضروری خصائل

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

بعض علماء کا فرمان ہے کہ مخلوق کو تین حجاب لاحق ہیں۔
۱۔ دولت کی ہوس
۲۔ عہدہ و منصب کا شوق
۳۔ اپنی تعریف کی خواہش

ایک عارف کا قول ہے کہ تین چیزوں نے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے جدا کر رکھا ہے:

۱۔ ارادہ میں صداقت کی کمی یعنی خواہش ہے مگر خواہش رگوں میں نہیں اترتی یعنی ابھی دل سے اس پر چلنے کا پختہ فیصلہ نہیں کیا۔
۲۔ طریق سے جہالت یعنی صحیح راستے کا ہی علم نہیں جس پر چلنا ہے۔
۳۔ بے عمل علماء کا اپنی خواہشات نفس کے مطابق کلام کرنا۔

جب مطلوب و مقصود پردے میں ہو کوئی راہ بتانے والا نہ ہو تو حق نکھر کر سامنے نہیں آتا اور جب تک حق سامنے نہ ہو تو سالک (تصوف کی راہ پر چلنے والا) حیران رہ جاتا ہے (حیرانی ایک خاص مقام ہے جو محبت میں دل پر وارد ہوتا ہے)

سات ضروری خصائل :۔

سالک میں سات خصائل ضرور ہونے چاہئیں۔

۱۔ ارادہ میں صداقت' اور اس کی علامت یہ ہے کہ انسان سامان آخرت تیار رکھے۔
۲۔ عبادت و طاعت اختیار کرے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ برے ساتھیوں کو چھوڑ دے۔
۳۔ اپنے نفس کے حال کی معرفت حاصل کرنا اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے سامنے آفات نفس نمایاں ہو جائیں مقصد یہ ہے کہ اپنے اندر کی برائیوں پر مطلع ہو جائے۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

۴۔ علمائے حق کی صحبت میں بیٹھنا اور اس کی علامت یہ ہے کہ علماء کو دوسروں پر ترجیح دے۔

۵۔ اس پر سچی اور خالص توبہ لازم ہے۔ اس سے وہ عبادت کی مٹھاس پائے گا اور ہمیشگی قائم رہے گی اور توبہ کی علامت یہ ہے کہ اس کی خواہشات نفس ختم ہو جائیں۔

۶۔ اسے حلال کھانا ضروی ہے ایسا حلال کہ شرعی احکام کے مطابق ہو اور اس حلال کی علامت یہ ہے کہ یہ کمائی کسی جائز ذریعہ سے کمائی گئی ہو۔

۷۔ اس کا کوئی نیک ساتھی ہونا لازم ہے جو کہ بھلائی کے کاموں میں اس سے تعاون کرے اور نیک ساتھی کی علامت یہ ہے کہ وہ بھلائی اور تقویٰ کے کاموں میں اس سے تعاون کرے اور گناہ و ظلم سے اسے منع کرے۔ یہ سات خصائل ارادہ کی غذا ہیں اور انہی کے ذریعے یہ ارادہ قائم رہتا ہے۔

"ارادہ" کی مدد کے لئے چار ضروری چیزیں:۔

ان سات پر حسب ذیل چار باتوں سے مدد لی جا سکتی ہے یہی اس کی اساس ہیں اور انہی سے قوت حاصل ہوتی ہے۔

۱۔ بھوک

۲۔ جاگنا۔

۳۔ خاموشی اور فکر

۴۔ خلوت نشینی

یہ چاروں نفس کے لئے قید و بند کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے نفس کو مارنے اور پابند بنانے سے نفس کمزور ہو جائے گا اور انہی پر نفس کا حسنِ معاملہ ہے اور ان میں سے ہر ایک دل پر بہترین اثر کرتا ہے۔

چنانچہ بھوک، دل کا خون کم کر کے اسے اجلا کرتی ہے۔ ——— اور یہ دل کی چربی کو پگھلاتی ہے، اس کے پگھلنے سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور دل کی رقت ہی ہر بھلائی کی کنجی ہے۔ اس لئے کہ ہر برائی کی بنیاد دل کی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

سختی ہے۔ اب جب دل میں خون کم ہو گا تو دشمن کو راہ بھی کم ملے گی۔ کیوں کہ دشمن کی جگہ دل کا خون ہے اور جب دل رقیق ہوا تو دشمن کا تسلط بھی کمزور پڑ جائے گا۔ اس لئے کہ دشمن کا تسلط دل کی سختی میں ہے۔

فلاسفہ کا نظریہ

"نفس خون کا نام ہے" اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب انسان مرتا ہے تو روح کے ساتھ ساتھ اس کا خون ناپید ہو جاتا ہے اور علماء فلاسفر نے فرمایا۔
خون در اصل نفس کی جگہ ہے اور یہی بات صحیح ہے اس لئے کہ یہ تورات کی تعلیم کے موافق ہے۔" تورات میں لکھا ہے کہ۔
"اے موسیٰ رگیں (جانور کو ذبح کرنے کے بعد) مت کھاؤ۔ اس لئے کہ یہ ہر نفس کی جائے سکونت ہے" اور یہ کلام اس حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔
"شیطان ابن آدم میں خون کی طرح چلتا ہے اس لئے اس کے چلنے کے راستے بھوک اور پیاس کے ذریعے تنگ کرو"۔
بعض علماءِ کوفہ نے خون کو نفس بتایا اور کہا۔
جب پانی میں ایسا جانور مر جائے جس کا نفس سائلہ نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ نفس سائلہ سے مراد بہنے والا خون ہے یعنی مکڑیاں وغیرہ مراد ہیں۔

بھوک زہد کی کنجی ہے :۔

چونکہ بھوک کی وجہ سے خون کم ہوتا ہے اور خون کی کمی سے دشمن کی راہ تنگ ہوتی ہے خون کی جگہ کم ہونے سے نفس کا مسکن دشوار ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے۔
"اے حواریوں کی جماعت! اپنے پیٹوں کو بھوکا رکھو، اپنے جگر پیاسے رکھو اور اپنے ابدان کو برہنہ کرو (قمیضیں وغیرہ باقی ستر کا کھولنا کبھی بھی جائز نہیں) تاکہ تمہارے دل اللہ عزوجل کو دیکھیں۔ یعنی حقیقی زہد اور دل کی صفائی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رویئت حاصل کرو۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

قیلولہ (دوپہر کو آرام) کرو اس لئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا اور دن کے قیلولہ کے ذریعے قیام شب میں مدد ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرہ ۲:۴۵)

صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہو کی تفسیر میں بتایا گیا کہ روزہ کے ذریعے قیام شب میں مدد حاصل کرو۔ ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ بھوک اور رات کی نماز کے ذریعہ مجاہدہ نفس پر مدد حاصل کرو اور ایک قول میں اس کی وضاحت یہ ہے کہ۔

"ممنوع کلام سے پرہیز کرنے پر صبر و نماز کے ذریعہ مدد حاصل کرو"

خاموشی کے فوائد:۔

خاموشی عقل کو پختہ بناتی ہے تقویٰ سکھاتی اور پرہیز گاری عطا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے باعث صحیح علم و تاویل کے ذریعے بندے کو راہ نجات بتاتا ہے اور سکوت کے باعث ہی اسے درست قول و عمل کی توفیق حاصل ہوتی ہے سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میں نے کنکری کے ذریعہ خاموشی کی عادت ڈالی میں نے تیس سال تک اسے منہ میں رکھا جب میں کلام کرنا چاہتا تو اس کے باعث میری زبان میں رکاوٹ آتی آخر خاموش ہو جاتی"۔

سلف صالحین میں سے کسی کا فرمان ہے میں نے فضول گوئی کے ہر کلمہ پر اپنے آپ کو دو رکعت نماز پڑھنے کا پابند بنایا اور یہ کام مجھ پر آسان رہا پھر میں نے لا یعنی کلمہ پر اپنے آپ کو روزہ کا پابند کیا تو یہ بھی مجھ پر آسان رہا آخر کار میں نے ہر لا یعنی کلام پر ایک درہم صدقہ کی پابندی لگائی تو یہ کام مجھے مشکل نظر آیا آخر میں لا یعنی کلام سے رک گیا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نجات کس میں ہے؟" آپ نے فرمایا: "اپنی زبان قابو میں رکھ، تیرا گھر تیرے لئے وسیع ہو (یعنی باھر کم نکلا کر) اور اپنے گناہ پہ رو"

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر اور جامع حدیث میں فرمایا
"جسے اس سے خوشی ملے کہ وہ سلامت رہے (یعنی وہ دیر تک زندہ رہنا چاہے) تو اسے خاموشی اختیار کرنا لازم ہے"۔
حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نماز روزے وغیرہ کا حکم دیا پھر وصیت کے آخر میں فرمایا:
"کیا میں وہ چیز نہ بتاؤں جو سب سے زیادہ نقصان دہ ہے اور آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا۔
حضرت معاذ فرماتے ہیں میں نے عرض کی:
"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہماری زبانیں جو کلام کرتی ہیں ان پر بھی مؤاخذہ ہو گا؟"
آپ نے فرمایا۔ اے معاذ تیری ماں تجھ کو روئے لوگوں کو ان کی زبان کی کھیتیاں ہی ناک کے بل گرائیں گی۔ جب تک تو خاموش ہے سلامت ہے اور جب تو نے کلام کیا پھر یہ کلام یا تو تیرے لئے فائدہ مند ہے۔ یا تجھ پر وبال ہے"۔

حضرت عبد اللہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:
میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام میں مجھے ایسی چیز کی وصیت فرمائیے کہ آپ کے بعد کسی سے نہ پوچھوں؟"
آپ نے فرمایا: "کہہ دے! میرا رب اللہ ہے پختہ ہو جا"۔ (راوی فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کی (اس کے بعد کس چیز سے بچوں؟" اور دوسری روایت میں یہ منقول ہے کہ "مجھے سب سے زیادہ نقصان وہ بات کی اطلاع دے دیں"۔
آپ نے فرمایا: "یہ!" اور زبان کی طرف اشارہ کیا۔
ایک حدیث میں ہے: "جب تک بندے کا دل درست نہ ہو اس کی اصلاح نہیں ہوتی اور جب تک اس کی زبان درست نہ ہو اس کا دل درست نہیں ہوتا" حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:
"زبان سے زیادہ کوئی چیز طویل قید کی حقدار نہیں"۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

اسی طرح کسی بزرگ کا قول ہے: "میں نے پرہیزگاری تلاش کی تو میں نے زبان سے کم تر کہیں نہیں پائی" اسی طرح کہا جاتا ہے "جب بندے کی زبان درست ہو گی تو اس کے سارے اعمال میں اصلاح نمودار ہو گی اور جس کی زبان میں خرابی ہوئی اس کے سارے اعمال میں خرابی نمودار ہو گی"۔

حضرت امام احمد بن حنبل کا فرمان ہے "اہل کلام علماء زندیق ہیں (یعنی ان کی زبان پر لایعنی کلام کا خطرہ ہے)

ایک بزرگ کا فرمان ہے۔ جس نے کلام کیا اور اچھا کلام کیا تو خوب مگر اس سے بڑھ کر وہ ہے جو خاموشی اختیار کرے"۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں۔ "خوف بے چینی پیدا کرتا ہے اور حیاء خاموشی پیدا کرتا ہے" ایک عارف کا فرمان ہے۔ "یہ علم دو حصوں پر منقسم ہے۔ نصف حصہ خاموشی ہے اور نصف حصہ یہ معلوم کرنا ہے کہ اسے کہاں رکھے۔

حضرت ضحاک بن مزاحم فرماتے ہیں۔ "میں نے بزرگوں کو یوں پایا کہ وہ خاموشی اور تقویٰ سیکھتے تھے اور آج لوگ کلام سیکھتے ہیں"۔

حضرت حماد بن زید رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے حضرت ایوب رحمتہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا "آج علم کثرت سے ہے یا پہلے زمانہ میں؟" آپ نے فرمایا آج کلام کی کثرت ہے اور گذشتہ زمانہ میں علم کثرت سے تھا"

خاموشی کی فضیلت پر صوفیائے کرام کے اقوال:۔

۱۔ ماضی میں لوگ علماء کی خاموشی سے بھی اسی قدر فائدہ اٹھاتے تھے جتنا کہ ان کے کلام سے فائدہ اٹھاتے۔

۲۔ جو آدمی متکلم کی خاموشی سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا وہ اس کے کلام سے بھی فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔

۳۔ کسی عالم سے پوچھا گیا کہ فلاں زیادہ عالم ہے یا فلاں؟ فرمایا۔ "فلاں زیادہ عالم اور فلاں باتیں بہت کرتا ہے"۔ چنانچہ انہوں نے علم و کلام میں فرق

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

کر دیا۔

۴۔ ایک خراسانی عالم دین کی وفات قریب تھی کسی نے عرض کیا۔ ہمیں ایسے آدمی کی طرف راہنمائی کر جائیں کہ آپ کے بعد ان کے پاس بیٹھا کریں انہوں نے فرمایا فلاں کے پاس جو کہ ایک خاموش طبع زاہد و عابد تھے اپنے علم کی وجہ سے مشہور نہ تھے کسی نے عرض کی "ان کے پاس اس قدر علم نہیں کہ ہم جس علم کی بات پوچھیں وہ جواب دے سکیں۔ انہوں نے فرمایا۔ میں جانتا ہوں مگر اس کے پاس اس قدر تقویٰ ہے کہ جس بات کو وہ نہیں جانتے اس کے بارے میں کلام نہیں کرتے۔

۵۔ خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کا پردہ ہے۔

۶۔ شیطان پر حوصلہ مند عالم سے زیادہ کوئی سخت نہیں۔ اگر وہ کلام کرے تو علم سے کلام کرے اور اگر خاموش رہے تو تحمل کے ساتھ خاموشی اختیار کرے۔

۷۔ "جیسے تم کلام کرنا سیکھتے ہو اسی طرح خاموشی سیکھو۔ اس لئے کہ کلام اگر تمہیں راہنمائی دیتا ہے تو خاموشی تمہیں بچاتی ہے اور خاموشی میں تیرے لئے دو فائدے ہیں جو تم سے زیادہ جاہل ہے اس کی جہالت دور کر سکو گے اور جو تجھ سے زیادہ عالم ہے اس سے سیکھو گے۔

۸۔ "تم یہ کہنا سیکھو کہ میں نہیں جانتا" اور یہ نہ کہو کہ "میں جانتا ہوں" اگر یہ کہو گے کہ میں نہیں جانتا تو تمہیں سکھایا جائے گا اور اگر یہ کہو گے کہ میں جانتا ہوں تو تم سے سوالات ہوں گے حتیٰ کہ سیکھنے کا موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔

۹۔ "جب عالم "میں نہیں جانتا" کا قول چھوڑ بیٹھے تو اسے لڑنے والا مل جائے گا۔

۱۰۔ "لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کا افضل ترین عمل نیند ہو گا اور افضل ترین علم خاموشی ہو گا یعنی اعمال خراب ہونے اور علم میں فساد اور اختلاف آجانے کے باعث ان کا سونا اور خاموشی ہی بہترین عمل ہو گا۔ اور ان کا افضل ترین حال بھوک ہو گا اس لئے کہ اس وقت حرام عام ہوگا اور حلال کی قلت ہو گی۔

۱۱۔ عقل کی نیند خاموشی ہے اور اس کی بیداری کلام کرنا ہے اور ہر بیداری نیند کی محتاج ہے اور جب بھی کوئی عاقل خاموش ہوتا ہے تو اس کی عقل و بصیرت حاضر ہو

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

جاتی ہے۔

۱۲۔ گفتگو کرنے سے آدمی کا پتہ چل جاتا ہے کہ وہ کتنا متقی ہے۔

۱۳۔ دس میں سے نو حصے سلامتی خاموشی میں ہے۔

۱۴۔ جو بول بھی مزاح یا بلا مقصد طریقے سے زبان سے ادا ہو اس پر پانچ طرح سے گرفت ہوتی ہے اسے کہا جاتا ہے کہ:

(i) تو نے یہ کلمہ کیوں کہا؟ کیا یہ بات تیری ضرورت کی تھی؟

(ii) جب تو نے یہ کلمہ کہا تو کیا تجھے اس سے کوئی فائدہ ہوا؟

(iii) اگر تو یہ کلمہ نہ کہتا تو کیا تجھے کچھ نقصان ہوتا؟

(iv) تو خاموش کیوں نہ رہا تاکہ اس کے انجام سے بچ جاتا؟

(v) تو نے اس کی جگہ "سبحان اللہ والحمد للہ" کیوں نہ کہا؟ تاکہ خوب ثواب کماتا۔

۱۵۔ زبان سے نکلنے والے ہر لفظ کے لئے تین طرح سے پوچھا جائے گا۔

(i) کیوں؟ (ii) کیونکر؟ (iii) کس کے لئے؟

اگر تینوں سے نجات مل گئی تو ٹھیک ورنہ حساب کے لئے طویل وقت ہے۔

شیطان کہتا ہے۔

اس کی طرف دیکھو اور اس کا سکوت مجھ پر اس کے کلام سے زیادہ سخت ہے۔

حضرت اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بعض کلام ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا جواب خاموشی ہے۔

خاموشی کے فوائد احادیث مبارکہ کی روشنی میں:۔

حدیث مبارکہ میں ہے: خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کے لئے عیب ہے۔"

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے: "جس کا کلام زیادہ ہو اس کے گناہ زیادہ ہوتے ہیں اور جس کے گناہ زیادہ ہوں اس کا دل مر جاتا ہے"۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نصائح میں ہے کہ:

اس کے لئے خوشخبری ہے جس کو اپنے عیب میں انہماک نے دوسروں کے عیوب سے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection of Adovcate Showkat

علیحدہ رکھا اس نے اپنا فالتو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور فضول کلام سے پرہیز رکھا"۔

اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر الفاظ میں فرمایا۔

"جو خاموش ہوا وہ نجات پا گیا"۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عالم کے لئے یہ بات آفت ہے کہ خاموش رہنے سے کلام کرنا زیادہ اچھا لگے حالانکہ کلام میں بناوٹ اور زیادتی ہوتی ہے اور خاموشی سلامتی اور فائدہ ہے۔

خاموشی کی فضیلت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان :۔

آپ فرماتے ہیں۔

تمام بھلائی تین چیزوں میں ہے۔ خاموشی، کلام اور نظر میں۔

جس کی خاموشی سوچنے اور فکر میں نہ ہو وہ غلطی پر ہے اور جس کا کلام ذکر نہ ہو وہ کلام لغو ہے اور جس کی نظر عبرت کی نہ ہو وہ نظر فضول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول

آپ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ کو نصیحت فرمائی۔

فضول معاملہ میں گفتگو ہرگز نہ کرنا اس میں سلامتی ہے اور میں تجھ پر یہ امید نہیں کرتا کہ تو غلطی سے بچ جائے گا اور ضرورت کے موقع پر اس وقت کلام کرنا جہاں کلام کا مقام ہو۔ اس لئے کہ اکثر اوقات ضروری معاملہ میں بھی بے موقع کلام کرکے انسان پھنس جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول۔

مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے جب کلام کرنا چاہتا ہے تو سوچتا ہے اگر اسے ضرورت ہو تو کلام کرتا ہے ورنہ اس پر خاموش رہنا لازم ہے اور منافق کا دل اس کی زبان میں ہوتا ہے جو جی میں آتا ہے کہہ ڈالتا ہے اسے کچھ روک ٹوک

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نہیں ہوتی۔

خلوت کی اہمیت :-

اس کا مطلب ہے دل کو مخلوق سے خالی رکھنا اور خالق کی بندگی کا عزم کر لینا اور خوب ثابت قدم ہو جانا اس لئے کہ عوام الناس سے ملنے سے عزم کمزور ہو جاتا ہے ہمت کمزور ہو جاتی ہے اور خلوت کے وقت میں دنیا کی زندگی کے فوائد کم ہو جاتے ہیں اس لئے کہ آنکھوں سے یہ وقتی فوائد او جھل ہوتے ہیں اور آنکھ ہی دل کا دروازہ ہے اس سے آفات داخل ہوتی ہیں اور اس سے شہوتوں اور لذتوں کی آمد ہوتی ہے۔

حدیث مبارکہ میں خلوت کی اہمیت :-

حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ "اللہ تعالٰی سے معافی مانگو؛ بندے کو یقین کے بعد عافیت سے افضل تر کوئی چیز نہیں دی گئی"۔
ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے۔
"لوگوں سے علیحدہ رہنا عافیت ہے"۔
چنانچہ طالب صادق کی علامت یہ ہے کہ وہ جماعت سے زیادہ خلوت میں لذت و حلاوت پائے اور ظاہر سے زیادہ پوشیدہ حالت میں قوت و نشاط محسوس کرے تنہائی میں اس کا انس ہو، خلوت میں اسے آرام ملے اور اس کا اعلٰی ترین عمل اخفاء میں ہو۔

لوگوں کے اختلاط (میل جول) میں خلوت کی مثال ایسے ہے جیسے مقامات محبت میں خوف ہو۔ خوف تمام عابدین کی اصلاح کرتا ہے اور خواص اور اہل محبت کے لئے محبت مزید انعامات کا باعث ہے اس طرح خلوت و علیحدگی تمام طالبین کے لئے مفید ہے اور اہل لوگوں خصوصاً علمائے دین کے لئے لوگوں کے ساتھ ملنا جلنا اور محبت کرنا مفید ہے البتہ خلوت میں ایک دوسری دانش و عقلمندی اور وحدت و تنہائی میں ایک دوسرا ایمان درکار ہے۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت ثفیان ثوری اور حضرت بشر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول

جب تو تنہائی سے وحشت اور مخلوق کے ساتھ انس محسوس کرے تو تجھ پر ریا کاری کا خطرہ ہے۔

بعض علماء کا فرمان ہے۔

جو دنیا پر زیادہ نظر کرے اس کی حسرتیں دائمی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور خلوت میں انسان کو آخرت کی فکر لاحق ہوتی ہے آخرت کے مشاہدہ سے خوب ہمت باندھتا ہے اور بندوں کی باتیں فراموش ہو جاتی ہیں اور معبود کا ذکر ہی جاری رہتا ہے حقیقت میں سب سے زیادہ عافیت کی جگہ خلوت ہے۔

بھوک کے فوائد:-

بھوک انسانی تربیت میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس لئے اس پر بہت زور دیا گیا ہے۔

بھوک کے بارے میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:-

۱۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ضرورت کے بھوکے رہتے یعنی اختیاری طور پر پیٹ مبارک کو بھوکا رکھتے۔

۲۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈکار لیا تو آپ نے فرمایا۔

"ڈکار کو روکو" اس لئے کہ دنیا میں جو تم میں زیادہ طویل مدت تک پیٹ بھرا ہو گا وہ آخرت میں سب سے زیادہ بھوکا ہو گا"۔

راوی بتاتے ہیں کہ "میں نے اس روز سے لے کر آج کے دن تک کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا اور باقی کے بارے میں مجھے اللہ تعالیٰ سے معافی کی امید ہے"۔

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد علیہ السلام کی والدہ

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

نے اپنے بیٹے سے فرمایا:
اے بیٹے! رات کو نیند زیادہ نہ کرنا، اس لئے کہ نیند کی کثرت جب اللہ تعالٰی کی طرف سے دعوت ہو گی اس روز بندے کو محتاج و فقیر کر دے گی"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان :-

حجاج کے دور میں ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔
"حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بعد میں نے پیٹ بھر کر نہیں کھایا" ایک اور صحابی فرماتے ہیں:
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلی بدعت پیٹ بھرنے کی ہوئی جب قوم کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو شہوتیں بھی جمع ہو جاتی ہیں"۔

حضرت ابو محمد کا قول :-

آپ فرمایا کرتے تھے۔
ان چار خصائل میں تمام بھلائی بند ہے اور ابدال انہی کے باعث ابدال ہوئے۔
۱۔ پیٹ کو بھوکا رکھنا۔
۲۔ خاموش رہنا۔
۳۔ مخلوق سے علیحدگی۔
۴۔ شب بیداری

حضرت سہل کا قول :-

حضرت عبد[illegible] اللہ تعالٰی نے حضرت سہل رحمتہ اللہ تعالٰی سے نقل کیا ہے: کہ
"ایک ولی اللہ کا لوگوں سے مل جل کر رہنا ذلت ہے اور اس کی تنہائی عزت ہے میں نے تقریباً ہر ولی کو تنہا دیکھا"

ایک عارف کی نصیحت :-

تنہائی سے مانوس ہونا راستہ مل جانے کی دلیل ہے درست تو یہ ہے کہ مذکورہ

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

چار باتوں کی مخالفت نہ کرنے پر پختہ رہنے کا عزم وارادہ ہو اور دل بھی حاضر ہو صدق دل سے اس بات پر عمل پیرا ہو اور ان کے ساتھ اخلاق حسنہ پر کار بند رہے اس لئے کہ ان کی مخالفت دنیا کے دروازے، غفلت کی کنجیاں اور خواہشات نفس کی راہیں ہیں کیونکہ پیٹ بھرنے سے دل میں سختی اور تاریکی پیدا ہوتی ہے اور اسی سے نفسانی قوتوں کو طاقت ملتی ہے جس سے ایمان کمزور ہوتا ہے اور اس کے انوار ماند پڑجاتے ہیں اور نفس کی کمزوری میں ایمان طاقتور ہوتا اور یقین کی قوت میں ہی بندے کو اللہ کا قرب اور محبوب کی بارگاہ میں بیٹھنا نصیب ہوتا ہے اور پیٹ بھرنا خواہشات دنیا کی کنجی ہے۔

اور مستحب یہ ہے کہ دنیا میں بندہ پیٹ بھر کر کھانے کی مدت سے زیادہ بھوکا رہے یہی اولیائے کرام کی علامت ہے جو آدمی دو بار کی انتہائی بھوک کے درمیان ایک بار کھانا کھائے اس کی بھوک سیرابی سے زیادہ ہے اور جو زیادہ بھوک کے بعد متوسط درجہ تک کھائے اس کی بھوک اور سیرابی میں اعتدال ہے اور جو آدمی ایک دن میں دوبار کھائے یا بھوک کے بغیر کھاتا رہے اور خوب سیر ہو کر کھائے تو اس کا سیر ہو کر کھانا بھوک سے زیادہ ہے اور یہ مکروہ ہے اور جو آدمی بھوک کے بعد کھائے اور سیر ہونے سے پہلے ہی ہاتھ اٹھالے اس کی بھوک سیراب ہونے سے زیادہ ہے اور یہ متوسط حال ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کا مقولہ۔

حضرت جعفر بن حیان رضی اللہ عنہ ان سے نقل فرماتے ہیں۔

مومن آدمی ہر بطن میں نہیں کھاتا (یعنی پیٹ بھر کر نہیں کھاتا) اور اس کی وصیت ہمیشہ اس کے پہلو میں رہتی ہے"۔

حضرت ثوری سے منقول ہے۔

دو خصلتیں دل میں سختی پیدا کرتی ہیں۔

۱۔ زیادہ عرصہ تک سیر ہو کر کھانا۔

۲۔ کثرت کلام۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت مکحول کا قول

تین خصائل کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور تین خصائل سے اللہ تعالیٰ کو بغض و نفرت ہے جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ کم کھانا۔

۲۔ کم سونا۔

۳۔ کم کلام کرنا۔

اور جن سے اللہ تعالیٰ کو ناپسندیدگی ہے وہ افعال یہ ہیں۔

۱۔ زیادہ کھانا۔

۲۔ زیادہ کلام کرنا۔

۳۔ زیادہ سونا۔

اس لئے کہ نیند کی کثرت میں طویل غفلت، کم عقلی، کم فہمی اور دل کی بھول پائی جاتی ہے اور ان باتوں میں ہر نیکی فوت ہو جاتی ہیں اور نیکی فوت ہونے میں موت کے بعد حسرت ہی حسرت ہے۔

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں کچھ نوجوان خوب عبادت گزار تھے ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا تو ان میں سے ایک عالم کھڑا ہو کر کہتا۔

اے جماعت طالبین! زیادہ مت کھاؤ اس لئے کہ پھر زیادہ پیو گے، پھر زیادہ سوؤ گے، پھر زیادہ خسارہ اٹھاؤ گے۔

سلف صالحین سے مروی ہے کہ۔

مومن کی کمترین حالت کھانے اور سونے کی ہے اور منافق کی بہترین حالت کھانے اور سونے کی ہے۔

ایک آدمی نے ایک فلسفی حکیم سے کہا۔ "کوئی ایسی دوائی بتائے کہ میں دن میں بھی سوتا رہوں"۔ حکیم نے جواب دیا۔ "ابے تو کس قدر کم عقل آدمی ہے تیری نصف عمر تو نیند ہے اور نیند موت کی قسم ہے کیا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ تین چوتھائی نیند اور ایک چوتھائی زندگی بنا لے۔ اس نے پوچھا۔ "کہ یہ کیوں کر ہو گا؟"۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فرمایا! "اگر تو چالیس برس زندہ رہے تو اصل زندگی بیس برس کی ہوئی اب تو کیا اسے دس برس کی زندگی بنانا چاہتا ہے؟"۔

کثرتِ کلام گناہوں کی جڑ ہے :۔

کثرتِ کلام میں تقویٰ و پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے۔ حساب طویل ہو جاتا ہے مطالبات بڑھ جاتے ہیں کراما" کاتبین ملائکہ کی گواہیاں زیادہ ہو جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دوری ہو جاتی ہے اس لئے کہ کبائر کی کنجی زبان ہے اس سے جھوٹ' غیبت' چغلی اور بہتان طرازی کی جاتی ہے جھوٹی گواہی اسی کے ذریعہ دی جاتی ہے پاکباز پر تہمت اور اللہ تعالیٰ پر افتراء لوگ اس کے ذریعہ باندھتے ہیں اور فضول کلام اور غیر نافع باتوں میں انہماک اسی کے ذریعہ ہوتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں کثرتِ کلام کی ممانعت :۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

بنی آدم کی زیادہ خطائیں اس کی زبان میں ہیں اور قیامت کے روز سب سے زیادہ گنہگار وہی ہو گا جو کہ فضول باتوں میں مشغول رہتا ہو گا۔

زبان میں مخلوق کی خاطر تصنع اور بناوٹ کی جاتی ہے اس میں مفہوم کو بگاڑ کر پیش کیا جاتا ہے اور کمی بیشی کی جاتی ہے حق بات چھپائی جاتی ہے اور غلط بات پھیلائی جاتی ہے بعض امراء کی چاپلوسی کی جاتی ہے یہ باتیں جمع ہو جائیں تو دل پر اثر ہوتا ہے جس سے اس کی ہمت میں شکستگی پیدا ہوتی ہے اور ہمت ٹوٹ جاتی ہے جس سے وہ مقام مقربین سے گر جاتا ہے۔

اسی طرح حدیث مبارکہ میں ہے۔

بندہ بعض اوقات ایسا کلام کرتا ہے جو اس کا دل کہتا ہے آخر اس کی وجہ سے اسے اتنا دور پھینک دیا جاتا ہے جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ۔

حدیث میں الفاظ اس طرح بھی ہیں " ایسا کلام کرتا ہے کہ وہ دوزخ میں ستر خریف تک گرا دیا جاتا ہے۔

اسی طرح ارشاد فرمایا۔ جو کسی برے کلمے سے آغاز کرے پھر اس طرح کے برے

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Advocate Showkat

کلمات میں لوگ پڑ جائیں تو ان سب کے گناہوں کے برابر اس کو گناہ ہو گا۔
ایک حدیث میں ہے۔ "بری خبر (بات) صرف برا آدمی ہی لاتا ہے۔"
اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"جو کانوں سنی اور آنکھوں دیکھی بات روایت کر دے اللہ تعالیٰ اسے ان لوگوں میں سے لکھ دیتا ہے کہ جو ایمان والوں میں فحاشی پھیلانا پسند کرتے ہیں"
یعنی کوئی گناہ کا کام دیکھے اور باہر آکر اس کی تمام تفصیلات اور طریقے بتانا شروع کر دے تو یہ خطرہ ہے کہ جن لوگوں کو اس گناہ اور گناہ کے رکنے کی پوری تفصیل معلوم نہیں تھی معلوم ہونے پر ان میں سے کچھ لوگ یہی گناہ کرنے لگیں گے اس طرح گناہ کم نہ ہوگا بلکہ پھیل جائے گا اور تفصیلات بتانے والا گناہ پھیلانے کا باعث بنا۔
حدیث مبارکہ میں مذکور ہے۔
اہل صفہ کے فقراء میں سے ایک صحابی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت پائی ان کی والدہ نے کہا۔ تجھے جنت مبارک ہو، تو نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور شہادت پائی تجھے جنت کی خوشخبری ہو۔
"جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
تجھے کیا خبر کہ وہ جنت میں ہے؟ شاید اس نے غیر مفید بات کی ہو یا نقصان نہ دینے والے کلام میں بخل کیا ہو؟" بعض مقامات پر الفاظ اس طرح آتے ہیں۔ شاید اس نے لا یعنی امر میں کلام کیا ہو اور اس مقدار میں بخل کیا ہو جو اسے امیر نہیں بنا سکتی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت :۔

آپ نے حضرت مجاہد کو وصیت فرمائی کہ کسی تحمل مزاج اور بیوقوف کے سامنے تکبر نہ کرنا اس لئے کہ تحمل مزاج تجھے ہٹا دے گا اور بیوقوف تجھے ایذا دے گا۔

حضرت لقمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹے کو نصیحت :۔

اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:
قوم کی مجلس میں بلا مقصد گفتگو کرنے سے تیرے لئے بہتر یہ ہے کہ تو گونگا رہے اور تیری رالیں سینے پر بہتی رہیں۔

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان :۔

آپ سے روایت کیا گیا ہے کہ:

"لوگوں میں فحاشی پھیلانے والا فحاشی کا ارتکاب کرنے والے کی طرح ہے"۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں منقول ہے کہ کوئی آدمی ان کی مصاحبت کرتا اور پھر کوئی بری خبر لاتا تو وہ اس سے علیحدگی اختیار کر لیتے۔

غیبت ایک مذموم فعل :۔

غیبت لغت میں اسم ہے اور اس کا شرعی مطلب "غیب" سے ماخوذ ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت یوں فرمائی: کہ ایک آدمی اپنے بھائی کی وہ (بری) بات بیان کرے جو اس میں موجود ہے (یہ غیبت ہے) اور فرمایا کہ "یہ زنا سے زیادہ سخت ہے"۔

غیبت کی مذمت میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :۔

حدیث میں آتا ہے کہ: ایک صحابی نے ایک آدمی کے بارے میں یہ کہا کہ وہ بہت سونے ولا ہے" اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی۔ اس سے درخواست کرو کہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کرے"۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ صحابہ نے کہا "فلاں آدمی کس قدر عاجز ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم نے اسے کھایا"۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے کہ انہوں نے کسی کو کہا "یہ جھوٹی ہے" حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تو نے غیبت کی" ایک اور حدیث میں اس طرح کے الفاظ ہیں کہ "تو نے ایسا کلمہ بولا ہے اگر اس میں سمندر کا پانی ملایا جائے تو مل جائے۔ (یہ شدت کو بیان کرتا ہے) اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تو نے اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات کہی کہ تو نے اس کی طہارت بیان نہ کی تو یہ غیبت ہے"

Digitized By eGangotri

اسی طرح آپ نے ارشاد فرمایا:

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

"جس نے اپنے بھائی کی وہ بات کی جو بات اس میں ہے (لیکن اچھی نہیں) تو اس نے غیبت کی

چنانچہ جب بندہ اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی بیان کرے جو یقیناً اس میں ہو اور وہ اسے اس کے سامنے نہ کہہ سکے یا کچھ کم کر دے یا اپنے بھائی کی اچھی بات نہ بیان کرے تو اس نے غیبت کی اب اگر خاموشی ہے تو غیبت سے نجات مل جائے گی اس لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین صورتوں کے سوا بنی آدم کا ہر کلام اس پر بوجھ ہے۔ (اس کے لئے فائدہ مند نہیں) اور وہ تین یہ ہیں۔

۱۔ نیکی کا حکم کرنا۔

۲۔ برائی سے روکنا اور

۳۔ اللہ عزوجل کا ذکر کرنا۔

عوام سے میل جول کے نقصانات :۔

لوگوں سے میل جول اس عزم کو کمزور کرتا ہے جو کہ اعمال خیر میں قوت کا باعث تھا اور بندے نے خلوت میں جو پختہ یقین حاصل کر لیا تھا اسے برباد کرتا ہے اس لئے میل جول میں بھلائی اور تقویٰ پر معاون کوئی نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تر گناہ اور ظلم کے معاون ہوتے ہیں۔

اور عوام سے میل جول اس لئے بھی نقصان دہ ہے کہ اس طرح دنیا طلبی کی حرص پیدا ہوتی ہے اور اصل دنیا اور غافل لوگوں کو دیکھ کر وہ بھی عبادت میں تساہل اور غفلت کرنے لگتا ہے اہل باطل کے ساتھ بیٹھنا اور دنیا دار مردوں کی سنگت اور جاہلوں کے سننے کے باعث نور علم ختم ہو جاتا ہے عبادت کی شیرینی کم ہو جاتی ہے اور فہم و وجدان سے محرومی ہو جاتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان :۔

آپ نے فرمایا: مردوں کے پاس مت بیٹھو۔

Digitized By eGangotri

پوچھا گیا: مردے کون ہیں؟"

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

فرمایا۔ "دنیا سے محبت رکھنے والے اور اس کے طلبگار۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان :۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ (فاطر ۲۵: ۲۲)

(اور زندے اور مردے برابر نہیں ہے)

اس فرمان الٰہی کی وضاحت میں حضرت حسن نے فرمایا کہ "احیاء" (زندوں) سے مراد فقراء اور اموات" (مردوں) سے مراد اغنیاء میں اس لئے کہ فقراء اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے باعث زندہ میں اور اغنیاء دنیا پر مر گئے۔

ضعفِ یقین باعثِ ہلاکت ہے :۔

لوگوں سے اختلاط اور بے کار و غافل لوگوں کی مجلس و مصاحبت میں سب سے زیادہ نقصان یہ ہے کہ انہیں دیکھنے سے یقین کمزور ہوجاتا ہے اور یقین کی کمزوری بندے کے لئے سب سے زیادہ مضر اور باعث ہلاکت ہے اس پر بڑی سرزنش آئی ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ اس سے ڈرایا آپ نے فرمایا: "مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ یقین کی کمزوری کا ہے" اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا طلبی اور کثرت کی حرص اور دنیا داروں کی طرف میلان ان سب باتوں کی جڑ یقین کی کمزوری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک آدمی گھر سے نکلتا ہے اور اس کا دین اس کے پاس ہے پھر گھر واپس آتا ہے اور کچھ دین بھی اس کے پاس نہیں کسی سے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ تو ایسا ایسا ہے اور کسی اور سے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ تو ایسا ہے اس طرح کر کر کے وہ اس حال میں گھر واپس آتا ہے کہ اللہ عزوجل کو ناراض کر چکا ہوتا ہے۔

ایک تابعی فرماتے ہیں:

بندہ بھلائی کے خصائل پر تنہائی میں بیٹھا ہوتا ہے۔ آخر لوگوں کے پاس آتا ہے تو ایک ایک خصلت جدا ہوتی ہے اور واپس آنے تک تمام خصائل حمیدہ سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور قوت یقین ہی نیک عمل کی جڑ ہے اس لئے کہ قوت یقین میں ہلی

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

دارفانی سے ہٹ کر دار باقی کی طرف تیزی سے جا سکتا ہے باقی کو مقدم رکھ سکتا ہے ان کی حرص و طمع کم ہو سکتی ہے دنیا کی فانی چیزوں سے اعراض کر کے آخرت کی باتوں میں مگن ہو سکتا ہے اسی سے اس کے اعمال میں اخلاص پیدا ہوتا ہے اور اسے حقیقی زہد حاصل ہوتا ہے اچھے عمل پر کم امید رکھنے اور حسن عمل سے وہ زاہد بن سکتا ہے دیکھئے اللہ تعالیٰ نے کثرت کی خواہش کی مذمت کی کہ تمہیں کثرت کی خواہش نے غافل کر دیا۔ آخر تم نے قبریں جا دیکھیں اور بتایا کہ آخر کار تمہیں علم یقین ہو گا اور جب آخرت کی زندگی دیکھیں گے تو ڈراتے ہوئے فرمایا۔

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتَّىٰ زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ (التکاثر ۱۰۲ : ۱،۲)

تمہیں کثرت (خواہشات) نے غافل کر دیا حتی کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔

پھر فرمایا:

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ۔ (التکاثر ۱۰۲ : ۵)

ہاں اگر تمہیں پختہ یقین ہوتا (تو مال کی محبت نہ رکھتے)

یعنی آخرت کے اعمال صالحہ میں انہماک اختیار کر کے اور لہو و لعب جو کہ باعث شک ہے اس لئے کہ یہ یقین کی ضد ہے۔ اس سے اعراض کر کے چنانچہ اگر ایسا ہو تو تم دنیا کی کثرت کی بجائے آخرت میں مشغول ہو کر رہ جاؤ جیسے کہ عدم یقین کے باعث دنیا کی لہو و لعب نے تمہیں مشغول کر رکھا ہے ایسے ہی فرمایا:

رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ۔ (السجدہ ۳۲ : ۱۲)

اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک کام کریں ہم کو یقین آ گیا۔

اور اس سے پہلے فرمایا:

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ الدخان ۴۴ = ۹

بلکہ وہ شک میں کھیل کھود کر رہے ہیں۔

پھر دوبارہ انہیں ڈرا کر وعید کی کہ دیکھو جن انعامات نے تمہیں آخرت سے روک رکھا تھا اور دنیا طلبی کی کثرت میں پھنس کر رہ گئے تھے ان کی پرستش ہو گی ایک قول کے مطابق اس سے مراد "مال جمع کر کے رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات نہ کرنا ہے"۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

توبہ میں رکاوٹیں :۔

یاد رکھیں جو چیزیں توبہ میں حائل ہیں اور توبہ پر استقامت نہیں ہونے دیتیں وہ تین ہیں۔

۱۔ کمانا

۲۔ خرچ کرنا

۳۔ جمع کرنا

یہ تینوں چیزیں مخلوق کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے ہوتی ہیں اور مخلوق سے علیحدہ ہونے پر تینوں چیزیں ختم جاتی ہیں چنانچہ جو آدمی ان تینوں چیزوں سے بچے گا وہ مخلوق میں زاہد ہو گا اور جو مخلوق میں رغبت رکھے گا۔ وہ ان تینوں میں رغبت رکھے گا۔

حضرت سفیان ثوری" کا قول :۔

جو لوگوں سے ملے گا وہ ان کی عزت و تکریم کرے گا اور جو عزت و تکریم کرے گا وہ ان کے سامنے دکھاوا کرےگا آخر وہ اس میں پڑا جس میں وہ پڑے۔ چنانچہ جیسے وہ برباد ہوئے یہ بھی برباد ہو گیا"

ایک صالح بزرگ کا قول :۔

گروہ صوفیاء میں سے ایک صالح بزرگ فرماتے ہیں

"میں نے ابدال میں سے ایک صاحب سے عرض کیا جو کہ لوگوں سے جدا رہتے تھے کہ "حقیقت پا لینے کا کیا طریقہ کار ہے؟" اس پر فرمایا:

مخلوق کی طرف مت دیکھو اس لئے کہ ان کی طرف نظر کرنے میں ظلمت ہے"

میں نے عرض کی میں اس پر مجبور ہوں فرمایا: ان کا کلام نہ سنو اس لئے کہ ان کا کلام سختی ہے۔ میں نے عرض کی: "مجھے اس میں بھی مجبوری ہے" فرمایا: ان کے پاس نہ ٹھہرو اس لئے کہ ان کے پاس رہنا ہلاکت ہے"۔

میں نے کہا: "یہ تو ایک عذر ہے" فرمانے لگے: "ارے تو غافلین کو دیکھتا ہے جاہلوں کا کلام سنتا ہے اور بیکار لوگوں سے معاملہ کرتا ہے پھر بھی تو یہ چاہتا ہے کہ اپنے دل میں دائمی طور پر اللہ عزوجل کی محبت پائے نہیں ہو سکتا"۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

گذشتہ ابواب میں تنہائی اور علیحدگی، خاموشی، بھوک، بیداری اور رات کی عبادت و ریاضت کی فضیلت میں واضح گفتگو کر دی گئی ہے۔ جو آدمی آخرت کا ارادہ رکھے اور اس کی کوشش کرے اور مومن بھی ہو اس کے لئے جامع مواد جمع کر دیا گیا ہے۔ جو اللہ کے ساتھ معاملہ کرے وہی بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ہی خوف ہونا چاہئے کیونکہ وہ سب پر غالب ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri
Collection Of Adovcate Showkat

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

○

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

Digitized By eGangotri
Adv. Showkat Hussain Naqshband Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

Collection Of Adovcate Showkat

Distributed by:
Jilani
BOOK DEPOT
523, Waheed Kutub
Market, Matia Mahal,
Jama Masjid Delhi-6
Ph.: 011-32715295
(M) 9350046577

Rs.: 75/-

Digitized By eGangotri

Adv. Showkat Hussain Naqshbandi Collection, Srinagar